قرآن وحدیث کی روشنی میں

علاماتِ قیامت پر پہلی تصویری کتاب



ہماری دعوت

اسلاف کا راستہ

دُنیا کا خاتمہ

End of the World

تالیف

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمن العریفی

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمن الداوی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com



قیامت کی 131 چھوٹی بڑی نشانیاں



دُنیا کا خاتمہ

تالیف ڈاکٹر محمد بن عبد الرحمن العریفی ترجمہ فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمن الدراوی حفظہ اللہ

نام کتاب

دُنیا کا خاتمہ

تالیف
ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی

ترجمہ
فضیلۃ الشیخ شفیق الرحمٰن الدّاوی حفظہ اللہ

سعودی عرب

دارالعلوم الندیہ للنشر والتوزیع ص ت: ١٠١٠٢٠٤٨٧٦
فرع: مرکز الجامع التجاری شارع باخشب جدہ
معرض: ٠٢٦٣٣٦٦٤٠ فاکس: ٠٢٦٨٧٤٥٥٧

المکتب الرئیسی الریاض، حي الفیصلة ھاتف: ٠١٢٤٢٣١٢٦

مکتبہ دار الفرقان، الریاض ھاتف: ٠١-٤٣٥٨٦٤٦، ٠٥٦٣٠٦٤٧٣٦، ٠٥٠٧٤١٩٩٢١

مکتبہ بیت السلام، الریاض ھاتف: ٠١-٤٤٦١١٢٩، ٠٥٠٥٤٤٠١٤٧، ٠٥٠٢٠٣٣٢٦٠

پاکستان

مکتبہ الکتاب: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون 0321-4210145

ڈیلرز

اسلامی اکیڈمی: الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37357587
کتاب سرائے: الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون 042-37320318
نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون 042-37321865
مکتبہ اسلامیہ: غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37244973
دار الکتب السلفیہ: اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-37361505

ملنے کے پتے

اسلام آباد ▪ دارالطور 0321-5336844 ▪ المصور، سلامک سینٹر 051-32261356
▪ تجلیات طیبہ (راولپنڈی) 051-35535168
کراچی ▪ فضلی سنز 021-32212991 ▪ علمی کتاب گھر 021-32628939
سیالکوٹ ▪ مکتبہ رحمانیہ 052-34591911
فیصل آباد ▪ مکتبہ اسلامیہ 041-32631204 ▪ مکتبہ اہل حدیث 041-32629292

الفرقان ٹرسٹ
خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا فون: 066-2611270



اس کتاب میں کیا خاص ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ أَمَّا بَعْدُ!

ہم اس وقت ایک جدید دور سے گزر رہے ہیں، جہاں تمام دُنیا ایک ہی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ دُنیا میں کچھ بھی ظہور پذیر ہوتا ہے تو فوراً مختلف ذرائع ابلاغ سے ہم تک پہنچ جاتا ہے۔ کبھی خبر آتی ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہو گیا ہے، اور کبھی پتہ چلتا ہے کہ افریقہ کے دُور دراز علاقے میں ایک شخص عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ کوئی امریکہ کو اس کے ظلم وستم کی وجہ سے ''دجال'' قرار دیتا ہے تو کوئی چائنہ کی ہر طرف چھائی ہوئی اشیاء کی بنا پر اسے ''یاجوج ماجوج'' سے تعبیر کرتا ہے۔ ایسے میں بہت سے سوالات ہمارے ذہنوں میں بھی کلبلاتے ہیں کہ...... قیامت کب آئے گی؟ دجال کب ظاہر ہوگا؟ یاجوج ماجوج کہاں ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کب ظاہر ہو کر دجال سے جنگ کریں گے؟ اور ایسے ہی بہت سے سوالات اور خبریں ہیں جن کے بارے ہم سچ جاننا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے بہت سی غیب کی خبروں کا علم منتقل فرمایا۔ ان خبروں کا تعلق ''ایمان بالغیب'' (البقرہ:۳) سے ہے۔ ان سے متعلق قرآن اور احادیث صحیحہ میں جو بھی نصوص وارد ہیں اُن پر ایمان رکھنا ضروری ہے کہ وہ حق اور سچ ہیں خواہ وہ ہمارے مشاہدے میں آئی ہوں یا نہیں۔

علاماتِ قیامت سے متعلق یہ پہلی تصویری کتاب ہے جس میں قرآن واحادیث کی روشنی میں ان تمام سوالات کے جوابات موجود ہیں جن کے متعلق آج کل خبریں یا کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ان کتابوں میں ہر مصنف نے اپنے ہی نظریے کو سچ ثابت کرنے کے لیے دلائل دیے ہیں جب کہ اس کتاب میں مصنف نے اپنی کوئی بات بھی پیش نہیں کی، ہر خبر کے آثار قرآن وحدیث سے لیے ہیں، جو اس کتاب کی علمی اور تحقیقی حیثیت کا اثاثہ ہیں۔

کتاب میں کیا ہے؟

کتاب کے آغاز میں ''علامات قیامت'' پر بحث و مباحثہ سے نتیجہ حاصل کرنا اور قیامت کی نشانیوں سے متعلق قواعد بیان کر دیے گئے ہیں۔ ان علامات کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: چھوٹی علامات اور بڑی علامات۔ چھوٹی علامات کو پہلے ذکر کیا گیا ہے جس میں ایک سو اکتیس (۱۳۱) علامات ہیں جو کتاب کے مواد اور علمی جستجو کا ثمرہ ہیں۔ دوسرا حصہ بڑی علامات پر مبنی ہے۔ جن کے ظہور کا معنی قیامت کا نزدیک ترین ہونا ہے۔ یہ دس (۱۰) ہیں۔ ہر موضوع سے پہلے ایک خصوصی تحریر'' کچھ اس باب سے متعلق'' لکھی گئی ہے، جس سے قاری کے ذہن میں موجود سوالات اور موضوع سے متعلق پیچیدگی کو آسان بنایا گیا ہے۔ ہر موضوع کی مناسبت سے پرذوق تصاویر کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مختلف رنگوں کی مدد سے حدیث رسول ﷺ، صحابہ و ائمہ کے اقوال، قرآنی آیات کے تراجم اور حوالہ جات کی الگ الگ نشان دہی کر دی گئی ہے۔ کتاب کی قیمت کو قارئین کی رسائی تک لانے کے لیے عربی عبارات نہیں لکھی گئیں مگر ترجمہ و حوالہ جات جوں کے توں ہیں جس سے اصل میں کچھ فرق نہیں آیا۔

یہ کتاب، ایک عربی کتاب " نهاية العالم " کا آسان اُردو ترجمہ ہے۔ ترجمے کی روانی اور سلاست نے اصل کتاب کی اساس کو برقرار رکھا ہے۔ مباحث پر علم کی جستجو، تحقیق پر گرفت، مصادر و مراجع کی کثرت مصنف کے علمی اور فنی ذوق کا پتہ دیتی ہے۔ اس تحقیق کو مترجم نے جس عرق ریزی اور محنت سے اُردو زبان میں ڈھالا ہے، آپ کو پڑھنے کے بعد اندازہ لگانا مشکل نہ ہوگا۔

عربی زبان میں اس کے کئی ایڈیشن چھپے۔ اپنی علمی پختگی کی وجہ سے بہت جلد مقبول ہوئی اور لاکھوں نسخے چند مہینوں میں ہی فروخت ہو گئے۔ مصنف کی علم پر گرفت اور مصادر و مراجع کی اساس قرآن و حدیث کو دیکھتے ہوئے ہم نے فوراً اس کا اُردو ترجمہ شائع کرنے کا ارادہ کیا۔ ترجمے کے بعد اس کی ڈیزائننگ سب سے اہم مرحلہ تھا جسے ادارہ ''الفرقان ٹرسٹ'' کے رفیق عبدالرؤف بھائی نے بحسن خوبی انجام دیا۔ اس کی اعلیٰ چھپائی اور بہترین پیپر کا انتخاب ادارے کی علمی محبت کا آئینہ دار ہے۔ اب یہ کتاب ''دُنیا کا خاتمہ'' کے نام سے آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مصنف، مترجم، ناشر اور جملہ معاونین کے لیے باعث نجات بنائے۔ آمین

ابوساریہ عبدالجلیل



مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَاَزْكَى التَّسْلِيْمِ اَمَّا بَعْدُ!

ہمارے اس زمانے میں جب اچھائی اور برائی آپس میں مل گئے ہیں۔ اگر آپ کتب خانوں میں اور انٹرنیٹ ویب سائٹس پر دیکھیں گے تو آپ کو مستقبل کے بارے میں بہت سارے گمان اور تجسسات ملیں گے۔ کبھی تو آپ سنیں گے کہ امام مہدی کے ظہور کی خبریں آرہی ہیں، کبھی یہود ونصاریٰ کے ساتھ مسلمانوں کی انتہائی خونریز جنگ کی خبریں اور کبھی آپ کو مشرق یا مغرب کے کسی کونے میں زمین میں دھنسنے کے واقعات ملیں گے...... الغرض اس طرح کے واقعات کی بھرمار ہے۔

بلکہ کچھ عرصہ پہلے مجھے ایک افریقی ملک کا سفر کرنے کا اتفاق ہوا، میں نے دیکھا کہ ان کے ہاں ایک آدمی کا ظہور ہوا ہے، اور اس کا دعویٰ ہے کہ وہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو کہ پہلے نازل ہو چکا ہے۔

ان حالات میں لازمی ہو گیا تھا کہ عوام الناس کے لیے قیامت کی نشانیاں، اور ان کے معانی اور فقہ کی وضاحت کی جائے (تاکہ لوگ شکوک وشبہات میں مبتلا نہ ہوں) اسی عزم کے نتیجہ میں یہ کتاب سامنے آئی جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان تمام لوگوں کا شکر ادا کروں جنھوں نے اس کتاب کا طباعت سے پہلے مطالعہ کیا، اور اس کے متعلق اپنی آراء سے آگاہ کیا۔ ان لوگوں میں سرفہرست جناب ڈاکٹر سلمان بن فہد العودہ حفظہ اللہ! جناب

ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللطیف اور محدث عصر شیخ عبدالعزیز الطریفی حفظہ اللہ اور ان کے علاوہ دوسرے احباب ہیں۔ جن کے احسانات کو میں بھلا نہیں سکتا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور اسے اپنی رضا کے لیے خالص کر دے، اور اس کتاب کو اس علم نافع میں سے بنادے جو روز قیامت ہمارے لیے گواہی دے گا۔ آمین

اظہارِ تشکر

میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت واشاعت میں مدد فرمائی۔ خصوصاً برادرم پروفیسر محمد بن عبدالکریم العمادی حفظہ اللہ، برادرم پروفیسر عبدالرحمٰن بن سلمان الحلافی حفظہ اللہ اور سعودی ٹیلی کام کارپوریشن (S.T.C) کا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان سب کو عظیم اجر وثواب عطا فرمائے اور اس کتاب کو ایسا علم نافع بنادے جو روزِ محشر ہم سب کے بارے میں شہادت دے۔ آمین

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی

- أستاذ عقیدہ ومعاصر ادیان ومذاہب
ملک سعود یونیورسٹی، ریاض
- رکن اعلیٰ کمیٹی برائے اسلامی ذرائع ابلاغ

E-mail: moharifxie@gmail.com
Mob : 00966-505845140

قیامت کی نشانیوں پر بحث کیوں کرتے ہیں؟

ہر وہ معاملہ جس کی انسان تلاش وجستجو کرتا ہے، اور اس کے متعلق گفتگو کرتا ہے، لازمی طور پر اس کے کچھ نتائج ہونے چاہییں جو کہ اس کی بحث وگفتگو کا ثمرہ ہو۔

تو کیا علاماتِ قیامت سے متعلق بحث و مباحثہ کرنے اور ان کی معرفت حاصل کرنے کے بھی کچھ ثمرات اور فوائد ہیں جن کے مطابق ہم اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں؟

یا صرف خالی معلومات ہی ہیں جن کا اضافہ انسان اپنے علم میں کرتا ہے، اور حقیقت حال میں اس کا کوئی اثر نہیں ہے؟

جواب

بے شک قرآن کریم اور سنت نبویہ مطہرہ میں قیامت کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں اس کے بہت سارے فوائد ہیں جن کا اثر انسان کی زندگی میں نظر آتا ہے، ان فوائد میں سے:

1. ایمان بالغیب کی تحقیق، جو کہ ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک رکن ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جو بن دیکھی باتوں پر یقین کرتے ہیں (اسی کو غیب کہتے ہیں)۔" (البقرہ: ۳)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم اس وقت تک ہے کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینے لگیں اور میرے ان تمام احکام پر ایمان لے آئیں جو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لایا ہوں، اگر وہ ایسا کرلیں تو مجھ سے اپنی جان ومال محفوظ کرلیں گے، ہاں حق پر ان کی جان ومال سے تعرض کیا جائے گا باقی ان کا حساب

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔'' (رواه البخاري ومسلم)

ایمان بالغیب سے مراد یہ ہے کہ ہر اس چیز پر ایمان رکھا جائے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے یا اللہ کے رسول ﷺ نے دی ہے، اور وہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، خواہ اس کا ہم نے مشاہدہ کیا ہو یا پھر وہ ہم سے غائب ہو اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ (جو کچھ بھی نصوص شریعت میں وارد ہوئے ہیں، وہ) حق اور سچ ہیں۔

انہی امور میں سے قیامت کی نشانیاں بھی ہیں؛ جیسے کہ دجال کا نکلنا، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا؛ چوپائے کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور اس طرح دیگر خبریں جو صحیح اور ثابت ہیں۔

۲ قیامت کی نشانیوں کی معرفت سے نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ابھارا جاتا ہے؛ اور قیامت کے دن کے لیے تیاری کی جاتی ہے۔ اس میں اہل غفلت کے لیے بیداری کا سامان اور توبہ کی ترغیب ہے؛ تاکہ دنیا کی طرف میلان نہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے اپنے آس پاس کے لوگوں سے یہی سلوک کیا تھا جب آپ کو قیامت کی ایک نشانی کے ظاہر ہونے کا علم ہوا۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے:

''ایک رات نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا: ''عرب کی ہلاکت ہے اس شر سے جو قریب ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اس قدر کھول دیا گیا۔''

اسی میں یہ الفاظ بھی ہیں: ...... ''حجرے والیوں کو جگاؤ کہ وہ نماز پڑھیں، پس بہت سی دنیا میں لباس پہننے والی آخرت میں ننگی ہوں گی۔'' (بخاری و مسلم)

۳ ان نشانیوں میں شرعی احکام اور فقہی مسائل کا بیان ہے۔ دجال کے اس زمین پر قیام والی روایت میں ہے کہ ایک دن سال کے برابر ہوگا، اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کے ان دنوں کے بارے میں پوچھا: ''کیا اس ایک دن میں ایک دن کی نماز کفایت کر جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ اس (دن نمازوں کے اوقات) کا اندازہ لگاؤ گے۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان علاقوں میں رہنے والے مسلمان جہاں پر دن اور رات مہینوں کے حساب سے رہتے ہیں؛ کیسے نماز پڑھیں گے۔''

۴ نبی کریم ﷺ کو قیامت کی نشانیوں کی معرفت کا علم۔ اس لیے کہ قیامت کی نشانیاں غیبی امور میں سے

ہیں، جن کا ادراک صرف ظن سے نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی صداقت نبوت کی دلیل ہے۔ یہ کہ بے شک آپ اللہ تعالیٰ عالم الغیب کی جانب سے سچے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وہی غیب کی بات جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں، جس پیغمبر کو پسند فرمائے تو اس (کو غیب کی باتیں بتا دیتا ہے اور اس) کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔'' (الجن: ۲۶۔۲۷)

۵ قیامت کی نشانیوں کی معرفت ہمیں ان کے ساتھ شرعی طریقہ کے مطابق برتاؤ کرنے کا ڈھنگ سکھاتی ہے تاکہ ہم پر قیامت کے بارے میں کوئی الجھن نہ پیدا ہو۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے میں تفصیل سے خبر دی ہے۔ اور آپ ﷺ نے اس کی پیشانی، آنکھ اور ان امور کے اوصاف بیان کیے ہیں جو اس کے ساتھ ہوں گے۔ تاکہ ہم فتنہ میں مبتلا نہ ہوں، بلکہ جب اسے دیکھیں تو پہچان لیں کہ یہ دجال ہے۔

۶ نفسیاتی طور پر مستقبل میں پیش آنے والے ایک واقعہ کے لیے خود کو تیار کرنا ہے، اگر بغیر علم کے قیامت کا ظہور اچانک ہو جاتا تو پھر تیاری ممکن نہ رہتی۔

۷ اس سے ہمارے سامنے امید کا ایک دروازہ کھلتا ہے کیونکہ قیامت کی کچھ نشانیاں ایسی بھی ہیں جن میں مسلمانوں کی نصرت اور روئے زمین پر اسلام کے پھیل جانے کی بشارت ہے۔ اور یہ کہ یہود و نصاریٰ کے ادیان ختم ہو جائیں گے۔ یہ ان نبوی مبشرات کی بنا پر کہا جاتا ہے جن کے مطابق روئے زمین پر صرف اسلام کو ہی قرار حاصل ہوگا اور یہ باقی تمام ادیان پر غالب آئے گا، خواہ کفار کو یہ بات ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔

۸ انسان کی اس رغبت کی سیرابی ہے جو وہ غائبانہ امور کی کھوج لگانے کے لیے اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اور مستقبل میں پیش آنے والے حادثات و واقعات کے متعلق آگاہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان باتوں کو رسول اللہ ﷺ کا معجزہ سمجھنا چاہیے کہ جوں ہی کوئی نشانی ظاہر ہوتی ہے، وہ آپ ﷺ کی صداقت نبوت پر دلالت کرتی ہے۔

جب اسلام ان تمام دجالوں کی راہیں بند کرتا ہے جو غیب کے متعلق علم رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، جیسے کہ نجومی، کاہن، قیافہ شناس اور اس طرح کے دوسرے لوگ؛ تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب سے وہ

اطلاعات بھی دی ہیں جو مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے متعلق ہیں انہیں قیامت کی نشانیاں کہا جاتا ہے۔

۹ قیامت کی نشانیوں پر ایمان سے انسان کا ایمان بڑھتا ہے اور مضبوط ہوتا ہے۔ ایسی نشانیوں کا ظاہر ہونا اس دین کے سچا ہونے پر دلالت کرتا ہے جس دین پر ہم چل رہے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک ثمرات ایسے ہیں جو ہماری زندگیوں میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔

قیامت کو پیش آمدہ واقعات پر منطبق کرنے کے قواعد

قدیم و جدید ہر دور کے علمائے کرام نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں اور نئی تالیفات آرہی ہیں۔ ریڈیو؛ ٹی وی پروگرام، انٹرنیٹ اور رسائل کے صفحات تمام ہی اس مضمون سے مزین ہیں اور بعض لوگ جو اس بارے میں تحقیق کی دھن میں لگے ہوئے ہیں ان سے کچھ غلطیاں بھی ہوئی ہیں، جن کی وجہ سے وہ خلط و اضطراب کا شکار ہوئے ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ یہاں پر وہ قواعد ذکر کر دوں جو قیامت کی نشانیوں کے ساتھ تعامل کے بارے میں شرعی نصوص میں وارد ہوئے ہیں۔

صرف قرآن وسنت کی صحیح نصوص سے استدلال

اس بارے میں استدلال کرتے ہوئے صرف قرآن اور سنت کی صحیح نصوص پر ہی انحصار کیا جائے۔ اس لیے کہ قرآن و حدیث ہی وہ مصدر ہیں جن کے ذریعہ غیب کی معرفت حاصل کرنا ممکن ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

"کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کب (زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔" (النمل: ٦٥)

"وہی غیب کی بات جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے تو اس (کو غیب کی باتیں بتا دیتا ہے اور اس) کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔"

(الجن: ٢٦-٢٧)

پس اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد کریم ﷺ کو دینی مصلحتوں کی وجہ سے بعض غیبی امور کی خبر دیتے ہیں۔ ان ہی میں سے قیامت کی نشانیاں بھی ہیں، جو کہ مستقبل میں پیش آنے والا ایک غیبی علم ہے۔

رہا اسرائیلی روایات سے یا خواب سے قیامت کی نشانیوں کا علم حاصل کرنا، یا سیاسی واقعات کو بغیر کسی صحیح دلیل کے قیامت کی نشانیوں پر منطبق کرنا تو یہ کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ جس نص (روایت) سے استدلال کیا جارہا ہو وہ روایت بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو، خواہ یہ روایت نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو، یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی ایک کی طرف۔

قیامت کی نشانیوں نے انتقامی سیاست؛ تجارت اور کتابوں کی خرید وفروخت نے قارئین کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے بھی ایسی نئی راہیں کھولی ہیں جن میں کثرت کے ساتھ عجیب وغریب قسم کی شاذ اور جھوٹی روایات، ادہام اور افکار وخیالات کو جمع کیا جارہا ہے۔ اس بارے میں جو کچھ میری نظر سے گزرا ہے، اس کی ایک جھلک قارئین کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔ ایک مؤلف کہتا ہے:

''ایک اثر (حدیث) میں ہے؛ جو کہ تیسری صدی ہجری میں لکھی جانے والی کتابوں کے ایک نادر ونایاب مخطوطہ میں " دار الکتب الاسلامیة " کے کتب خانہ میں استنبول میں موجود ہے۔ جناب ابو ہریرہ، ابن عباس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیا گیا ہے، روایت میں ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس روایت کو بیان کرنے میں خوف محسوس کرتے تھے۔ مگر جب انہیں اپنی موت قریب محسوس ہوئی، اور اپنا علم چھپانے کا احساس ہوا تو اپنے پاس موجود لوگوں سے کہنے لگے: ''میں ایسی خبر جانتا ہوں جو کہ آخری زمانے میں ہونے والی ((حروب)) [1] جنگوں سے متعلق ہے۔ کہنے لگے: '' ہمیں بتا دیجیے! اس میں کوئی حرج نہیں، اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے فرمایا:

''تیرہویں صدی ہجری کی دھائیوں میں؛ اور انہوں نے پانچ یا چھ دھایاں گنی؛ (یعنی ۱۳۵۰ھ یا ۱۳۶۰ھ کے آس پاس) مصر میں ایک شخص حاکم بنے گا، اس کی کنیت ناصر ہوگی، اسے عرب لوگ '' شجاع العرب'' کے نام سے پکاریں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر جنگ میں ذلیل کریں گے۔ اور اس کی کوئی مدد

[1] یہاں پر جنگوں کے لیے عربی کا لفظ " حـــروب " استعمال کیا گیا ہے، جو کہ حرب کی جمع ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں حرب کی جمع حروب نہیں استعمال کی جاتی تھی۔ اس عربی عبارت میں غریب قسم کے الفاظ کا استعمال اور غریب ترکیب ہی محدثین کے ہاں جھوٹ کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ جس سے اس عبارت کا جھوٹا اور من گھڑت ہونا واضح ہے۔

نہیں کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ مصر کی حقیقی مدد اپنے مہینوں میں سے کسی ایک مہینہ میں کرے گا؛ جو اس کا مہینہ (یعنی حرمت والا مہینہ) ہے۔ سو مصر بیت اللہ کے رب کو راضی کرے گا۔ اور عرب میں ایک سانولا سادا (سادات) ہوگا، اس کا باپ اس سے زیادہ روشن ہوگا؛ مگر نیک انسان ہوگا۔ مسجد اقصیٰ کے چور غموں کے شہر میں ہوں گے۔'' ❶

عراق میں ایک انتہائی جابر......اور......سفیانی شخص حاکم ہوگا، اس کی ایک آنکھ میں تھوڑا سا عیب ہوگا۔ اور اس کا نام صدام ہوگا جو کہ ہر اس انسان سے ٹکرائے گا جو اس کی مخالفت کرے گا اور اس کے خلاف دنیا ایک چھوٹے سے ''کوت'' میں جمع ہوگی، جس میں وہ داخل ہو چکا ہوگا؛ اور وہ نشے میں ہوگا۔ اس سفیانی میں اسلام کے علاوہ کوئی خیر نہیں ہوگی۔ باقی خیر بھی ہوگی اور شر بھی۔ اس کے لیے ہلاکت ہو جو مہدیٔ امین کے لیے خیانت کرے گا۔ اور چودہویں صدی ہجری کی دوسری یا تیسری دھائی میں مہدی امین کا خروج ہوگا جو تمام کائنات سے جنگ کرے گا۔ سب گمراہ اور اللہ کے غضب کے مارے ہوئے (یہود و نصاریٰ) اس کے خلاف جمع ہو جائیں گے۔ اور ان کے ساتھ وہ لوگ بھی ہوں گے جو اسرا و معراج کے ملک میں منافقت کی حدِ کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ سب لوگ ''مجدون'' نامی پہاڑ کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ اور ساری دنیا کی مکار و بدکار ملکہ؛ جس کا نام زانیہ (امریکا) ہوگا، ان کے مقابلہ کے لیے نکلے گی۔ جو اس دن سارے عالم کو کفر اور گمراہی پر لانے کے لیے بھکائے گی۔ اس دن دنیا کے یہودی کمال کی بلندیوں پر پہنچے ہوئے ہوں گے؛ وہ بیت المقدس اور مقدس شہر (یروشلم) کے حاکم ہوں گے۔ بحر و بر اور فضاء سے تمام ممالک آ دھمکیں گے، سوائے انتہائی خطرناک برف والے ملک کے اور انتہائی خطرناک گرمی والے ملک کے۔ مہدی دیکھے گا کہ پوری دنیا خوفناک جال بُن کر اس کے خلاف صف آراء ہے۔ اور وہ دیکھے کہ گا اللہ کی تدبیر سب سے زیادہ کارگر ہوگی، وہ دیکھے گا کہ کائنات اللہ کی ہے، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ساری دنیا کی بمنزلہ ایک درخت کے ہے، جس کی جڑیں اور شاخیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ وہ ان پر انتہائی تکلیف دہ تیر پھینکے گا، اور زمین و آسمان اور سمندر کو ان پر جلا کر راکھ کر ڈالے گا، آسمان سے آفتیں برسیں گی۔ زمین والے سب کافروں پر لعنت بھیجیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے کفر کو مٹانے کی اجازت دے دے گا۔''

---

❶ غالباً اس سے مراد انور سادات لیا جا رہا ہے۔

ثقہ علماء کی طرف رجوع کرنا

اس بارے میں جس انسان کے دل میں کچھ بھی اشکال پیدا ہو تو اس پر واجب ہوتا ہے کہ وہ اس کے اظہار میں جلدی نہ کرے؛ بلکہ پہلے اسے علماء پر پیش کرے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔''(الانبیاء: ۷)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اگر یہ لوگ اس رسول (ﷺ) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں؛ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔''(النساء: ۸۳)

سلف صالحین میں یہی طریقہ رائج تھا۔ اسی طرح کی ایک خبر حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں: ''میں کوفہ میں تھا۔ تو کہا گیا کہ ''دجال نکل کیا گیا ہے۔'' سو ہم حذیفہ بن اسید کے پاس آئے، وہ حدیث بیان کر رہے تھے، میں نے کہا: ''یہ دجال نکل گیا ہے۔'' تو فرمانے لگے: ''بیٹھ جاؤ۔'' میں بیٹھ گیا۔ تو وہ عریف ❶ کے پاس آئے اور کہا: ''یہ دجال ہے، جو یقیناً نکل چکا ہے اور اہل کوفہ اس پر طعن کر رہے ہیں۔'' اس نے کہا: بیٹھ جاؤ۔ تو آپ بیٹھ گئے۔ سو آواز لگائی گئی: ''یہ ابن صباغ کا جھوٹ ہے۔'' ہم نے کہا: ''اے ابو سریحہ! تم نے تو ہمیں کسی کام سے بٹھایا ہے، سو ہم سے حدیث بیان کرو۔'' تو انہوں نے کہا: ''اگر دجال تمہارے زمانے میں نکلے تو بچے اسے کنکریوں سے ماریں، مگر دجال لوگوں کے مابین انتہائی بغض؛ دین کی خفت؛ اور لوگوں کے مابین بد معاملگی کے وقت نکلے گا۔ وہ ہر گھاٹ پر جائے گا اور زمین اس کے لیے ایسے سمیٹ دی جائے گی جیسے مینڈھے کی کھال سمیٹ دی جاتی ہے۔'' ❷

---

❶ عریف لوگوں کی ایک جماعت کے امور کی نگرانی کرنے والے ذمہ دار کو کہتے ہیں۔

❶ اسے امام حاکم نے المستدرک میں حدیث نمبر ۸۶۵۷ پر روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے: اس کی سند (امام بخاری اور مسلم کی شرطوں کے مطابق) صحیح ہے؛ مگر انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ شیخ مصطفیٰ عدوی کا کہنا ہے: ''اس سند کے بعض راویوں میں کچھ معمولی سا کلام ہے۔ اس کی سند میں معاذ بن ہشام ہے؛ جس میں کلام کیا گیا ہے، اس کی وجہ سے حدیث صحت کے درجہ سے کم ہو کر حسن کے درجہ پر آ جاتی ہے۔ اور اس سند میں قتادہ ہیں جو کہ مدلس ہیں، اور انہوں نے ''عنعن'' کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔ الا یہ کہ راوی ہشام بن ابو عبداللہ دستوائی ہیں جو ان سے سب سے زیادہ روایت کرنے والے اور سب سے ثقہ راوی ہیں۔ دیکھیں: '' الصحیح المسند من الفتن و الملاحم و أشراط الساعة (۵۰۷)۔
و رواه عبدالرزاق في مصنفه عن معمر عن قتادة مرسلاً وهو الصواب.

لوگوں سے ان کی اہلیت کے مطابق گفتگو کریں

بہت سارے وہ لوگ جو قیامت کی نشانیوں کے متعلق گفتگو کرتے ہیں، وہ ان احادیث اور نشانیوں کو عام لوگوں میں بیان کرتے وقت سستی سے کام لیتے ہیں۔ یا ان لوگوں کے سامنے بیان کرتے وقت جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہوتے ہیں جن کی عقلیں مسئلے کا پوری طرح ادراک نہیں کرسکتیں حالانکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا علم حاصل کیا جاتا ہے، وہ لوگوں کے سامنے بیان نہیں کی جاتی اور نہ ہی ہر صحیح روایت نشر کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ کم عقل والے لوگ کبھی کبھار برداشت نہیں کرسکتے۔ یا اس کے ساتھ برا تعامل کیا جاتا ہے، یا اس کلام کو اس کی صحیح منزلت پر نہیں پیش کیا جاتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

''لوگوں سے ایسے حدیث بیان کرو جس کو وہ جانتے ہو، اور اسے چھوڑ دو جس کو نہ جانتے ہوں، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا جائے۔'' ❶

ایک روایت میں ہے:

''اے لوگو! کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟ لوگوں سے وہ حدیث بیان کرو جسے وہ جانتے ہوں اور اس حدیث کو چھوڑ دو جسے وہ جانتے نہیں۔'' ❶

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''جب تم لوگوں سے ایسی احادیث بیان کرو گے جہاں ان کی عقلیں نہ پہنچ سکیں تو بعض لوگوں کے لیے یہ فتنہ کا باعث بن جائے گی یعنی وہ گمراہ ہو جائیں گے، اس لیے ہر شخص سے اس کی عقل کے موافق بات کرنی چاہیے۔'' ❶

---

❶ اسے بخاری نے روایت کیا ۱۲۷۔ امام شاطبی نے اس پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا ہے: اس حدیث میں حدیث کو دوسروں کے سامنے پیش کرنے میں ایک ضابطہ کا پابند کیا ہے اس لیے کہ کبھی کوئی بات کسی قوم کے لیے مناسب ہوتی ہے، مگر دوسری قوم کے لیے مناسب نہیں ہوتی۔

❶ اسے امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں روایت کیا ہے۔

❶ اسے امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں روایت کیا ہے۔ باب النهي عن الحديث بكل ما سمع۔

قیامت کی نشانیوں کو واقعات پر منطبق کرنے کے قواعد

ماضی اور حال کے ہر دور میں مختلف اطراف سے علامات قیامت والی احادیث کو واقعات پر منطبق کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں؛ اور ان کے بارے میں دوٹوک طور پر کہا جاتا رہا ہے کہ یہی وہ نشانی ہے جس کے بارے میں خبر دی گئی تھی۔ اس لیے میں نے بہتر سمجھا کہ قیامت کی نشانیوں کو واقعات پر منطبق کرنے کے کچھ قواعد و ضوابط بھی تحریر کردوں۔

پہلا قاعدہ:......ہم سے یہ مطلوب نہیں ہے کہ ہم ان احادیث کو واقعات پر منطبق کریں

جو انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے اپنے تمام احساسات کے ساتھ اپنے شب و روز میں اس کا مشاہدہ کر رہا ہے، اس کے ساتھ جو سخت ترین حالات پیش آ رہے ہیں وہ لوگ اس کا اس شدت سے احساس نہیں کر رہے جن کے حواس و مدارک ماضی کا ساتھ نہیں دے رہے۔ زمانۂ حاضر میں موجود انسان اپنے زمانے کے حوادثات کو بہت ہی بڑا سمجھتا ہے اور ان سے خوف کھاتا ہے۔ اور زمانہ حاضر کے چھوٹے مصائب بھی ماضی کے بڑے مصائب سے زیادہ سخت اور بڑے ہیں۔

اسی وجہ سے یہ مشاہدہ کرنے والا قیامت کی نشانیوں اور ان کے مقدمات (پہلے کے واقعات) کو اپنے دن اور رات اور مشاہدات پر منطبق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے ایسے واقعات بھی گزر چکے ہیں جو ان سے زیادہ سخت تھے، مگر وہ واقعات اس طرح سے اس انسان پر اثر انداز نہیں ہوئے! یا پھر یہ انسان ان واقعات کی حقیقت سے ہی لاعلم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ متقی اہل علم و معرفت کے لیے جائز ہے کہ وہ قیامت کی نشانیوں کو حالات پر منطبق کرنے کے لیے اجتہاد سے کام لیں۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن صیاد کے بارے میں اجتہاد کیا تھا کہ یہی دجال ہے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ موجود تھے آپؐ نے اس بات پر کوئی رد نہیں کیا۔

لیکن اگر اس اجتہاد کی وجہ سے مسلمانوں کی صفوں میں تفریق پیدا ہو رہی ہو، یا اس اجتہاد پر کوئی شرعی قباحت ہو، یا دلیل اس کے خلاف ہو تو ایسے انسان کو اس اجتہاد سے منع کیا جائے گا؛ اور اسے تعزیراً سزا بھی دی جائے گی۔ الا یہ کہ اس کے پاس کوئی دلیل موجود ہو۔(وہ مسائل جن میں اجتہاد سے منع کیا جائے گا): جیسے قتال یا فتنہ کا لزوم؛ یا کسی غیر کی بے عزتی کرنے کو مباح سمجھنا، یا صفوں میں انتشار پیدا کرنا، اس میں بغیر دلیل وحی کے اجتہاد جائز نہیں ہے۔

قیامت کی نشانیوں سے متعلق احادیث کے ناظرین میں سے بعض ماضی اور حاضر کے واقعات کو جمع کرنے کے گرویدہ ہیں اور وہ احادیث جن میں مستقبل میں پیش آنے والے امور اور قیامت کی نشانیوں کا ذکر ہے؛ انہیں بہ تکلف واقعات پر فِٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر ان میں سے کوئی ایک جب یہ حدیث پڑھتا ہے:

''عنقریب اہل عراق کی طرف (خراج) میں نہ کوئی قفیز [1] آئے گا اور نہ ہی کوئی درہم۔'' وہ اس کے بارے میں کہتے ہیں: ''قیامت کی یہ نشانی ۱۴۱۰ ہجری بمطابق ۱۹۹۰ عیسوی میں پیش آچکی ہے، جب امریکہ (عجمی ملک) کی طرف سے عراق کا اقتصادی محاصرہ کیا گیا۔

اگرچہ اپنی جگہ واقعی اس کا بہت بڑا احتمال ہے؛ مگر یہ طریقہ کہ احادیث کو یوں زندگی میں پیش آنے والے واقعات پر منطبق کرنے میں تھوڑا سا منہج سلیم سے روگردانی ہے، اور یہ معاملہ اس وقت اور بھی سخت ہو جاتا ہے جب اس کے بارے میں دوٹوک الفاظ میں (یقینی طور پر قیامت کی نشانی ہونے کا) کہا جائے۔

اس بارے میں سب سے عجیب بات تو یہ ہے کہ بعض علماء نے دنیاوی عمر کی حد مقرر کی ہے، بعض نے نوسو سال اور بعض نے ہزار سال کہا ہے؛ اور اس بارے میں ان روایات کا سہارا لیا ہے جو امام سیوطی اور امام سخاوی رحمہما اللہ اور کچھ دوسرے علماء کے ہاں پائی جاتی ہیں۔

کتابوں میں اس کے متعلق مثالیں

جو کچھ صاحب کتاب " اسرار الساعة" (قیامت کے اسرار) نے ذکر کیا ہے کہ ''ظہور مہدی

[1] قفیز، پیمانے کی ایک قسم ہے، جسے اہل عراق استعمال میں لایا کرتے تھے۔ اور اس کی جگہ آج ہم کلوگرام اور رطل وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔

سے پہلے دجال کو ایران میں حکومت عطا کی جائے گی۔'' پھر وہ بیان کرتا ہے کہ ''وہ یعنی دجال محمد خاتمی ہے اور اس کا لقب آیۃ اللہ گورباچوف ہے۔''

ایک دوسرے مصنف نے اپنی کتاب "المسیح الدجال" میں دوٹوک الفاظ میں یقینی طور پر کہا ہے کہ مہدی منتظر سابق عراقی صدر صدام حسین (شہید رحمہ اللہ) ہے۔'' ❶

محمد امین جمال نے اپنی کتاب "هر مجدون" میں یہ گمان ظاہر کیا ہے کہ وہ سفیانی جس کا ذکر احادیث میں آیا ہے، اس سے مراد صدام حسین ہے۔

ایک اور مصنف نے اپنی کتاب " اشراط الساعة و هجوم الغرب "(قیامت کی نشانیاں اور مغرب کا ہجوم) میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس سفیانی سے مراد اردن کا سابق بادشاہ ''شاہ حسین'' مراد ہے۔ ❷

ایسے دعووں کے بارے میں دوٹوک رائے اختیار کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ ہاں، اگر واضح طور پر قرائن جمع ہو جائیں کہ کسی حدیث میں وارد نشانیاں پورے طور پر کسی واقعات پر صادق آتی ہیں۔ اور یہ معاملہ بھی اتنا واضح ہو کہ اس میں کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش باقی نہ ہو، تو اس حدیث کو ایسے واقعہ پر منطبق کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر اس کے ساتھ یہ امکان بھی باقی رہتا ہے کہ یہ حدیث اس واقعہ سے مشابہت رکھنے والے کسی دوسرے واقعہ پر بھی صادق آسکتی ہے یا کسی دوسرے واقعہ میں اس سے بڑھ کر بھی واضح ہوسکتی ہے۔

اس کی چند اور مثالیں

1. امام مسلم رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے واقعہ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے حجاج بن یوسف ثقفی جو کہ سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے لشکر کی قیادت کر رہا تھا، اسے مخاطب ہو کر فرمایا: ''سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک حدیث بیان فرمائی تھی کہ ''قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا کہ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا اور ظالم میں تیرے علاوہ کسی کو نہیں سمجھتی۔'' راوی کہتے ہیں کہ ''حجاج اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت اسما کو کوئی جواب نہیں دیا۔'' (مسلم)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا جھوٹے کے متعلق یہ فرمانا کہ ''ہم نے اسے دیکھ لیا ہے''

---

❶ صدر صدام حسین رحمہ اللہ کو ۲۷ ۱۴۲ ہجری ۱۰ ذوالحجہ کو پھانسی دے کر شہید کیا گیا۔ اس کتاب ''المسیح الدجال کے مصنف کا نام سعید ایوب ہے۔

❷ شاہ حسین کا انتقال ۱۹۹۹ء میں ہوا۔ اس کتاب کے مصنف کا نام ہے: "فهد السالم۔ "

اس سے ان کی مراد مختار بن ابوعبید ثقفی ہے، جو کہ انتہائی جھوٹا انسان تھا۔ اس کے قبیح ترین جھوٹ میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے پاس جبرئیل امین آتے ہیں۔ علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ یہاں پر کذاب سے مراد مختار بن عبید اور ظالم سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔ واللہ اعلم

٢ امام مسلم رحمہ اللہ نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''زمین حجاز سے آگ نکلنے تک قیامت قائم نہ ہوگی جو کہ بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔''

یہ آگ یقیناً نکل چکی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تین مہینے تک رہی۔ اور مدینہ کی عورتیں اس آگ کی روشنی میں سوت کاتا کرتی تھیں۔

ابو شامہ اس آگ کے متعلق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بدھ کی رات ٣ جمادی الآخر ٦٥٤ ہجری کو مدینہ میں آوازیں پیدا ہوئیں اور تیز ہوا چلی؛ اس کے بعد زلزلہ آیا، جس سے زمین کانپ اٹھی؛ چھتیں، دیواریں اور لکڑیاں لرزہ براندام ہونے لگیں۔ (اسی مہینہ کے) جمعہ کے دن تک ہر گھنٹے کے بعد ایسا ہوتا رہا۔ پھر بنی قریظہ کے قریب حرہ کے علاقے میں بہت بڑی آگ ظاہر ہوئی۔ ہم اس آگ کو اپنے گھروں سے مدینہ کے اندر دیکھتے تھے۔ گویا کہ وہ ہمارے ہاں ایک بہت بڑی آگ ہو۔ وادی شظا کی طرف اس آگ سے وادیاں بہہ پڑیں اور اس آگ کی چنگاریاں گویا کہ ایک ''محل'' ہوتی تھیں۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہمارے زمانے میں ٦٥٤ ہجری میں مدینہ منورہ میں آگ نکلی۔ یہ بہت بڑی آگ تھی جو مدینہ کے شرقی علاقے ''حرہ'' کے پچھلی جانب سے نکلی تھی اور اس آگ کے نکلنے کا علم حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو بات میرے لیے ظاہر ہوتی ہے کہ یہی مذکورہ آگ مدینہ کے نواحی علاقہ میں ظاہر ہوئی تھی جیسا کہ امام قرطبی اور دوسرے لوگ سمجھے ہیں۔'' (فتح الباری)

٣ وہ روایت جسے امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ فتنے ظاہر ہوں، اور جھوٹ کی کثرت ہو، اور بازار قریب قریب ہو جائیں، اور زمانہ آپس میں قریب ہو جائے، اور ہرج بہت زیادہ ہو جائے۔'' پوچھا گیا یا رسول اللہ!

ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''قتل و غارت۔''

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتح الباری میں اس حدیث پر تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حدیث میں مذکور "التقارب" کی اقرب ترین شرح اس زمانہ میں شہروں اور ریاستوں کے درمیان پیدا ہونے والی قربت اور ان کے مابین سفر کرنے کے لیے وقت کا گھٹ جانا ہے۔ اس کا سبب جہازوں، گاڑیوں اور دوسرے ذرائع مواصلات کی ایجاد ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسری چیزیں بھی ہیں۔ واللہ اعلم

دوسرا قاعدہ:...... یہ شرط نہیں کہ قیامت کی نشانیاں قیامت کے بالکل قریب ہوں بلکہ ان کے مابین لمبا زمانہ ہوسکتا ہے

قیامت کی نشانیاں وہ علامات ہیں جو اس کے عنقریب واقع ہونے پر دلالت کرتی ہیں، خواہ یہ نشانیاں وقوع قیامت کے قریب تر ہو یا اس سے کچھ دور ہوں۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''میں اور قیامت اس طرح (ساتھ ساتھ) بھیجے گئے ہیں؛ یہ فرما کر آپ نے درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگشت ''شہادت'' کو آپس میں ملا لیا۔'' (متفق علیه)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت اور موت یہ ایسی نشانیاں ہیں جو قیامت کے قریب ہونے کی علامت ہیں، اگرچہ ان کے بعد پیش آنے والی دوسری نشانیاں قیامت کے زیادہ قریب ہیں۔

علامات قیامت کے وقوع کے لحاظ سے اس کی ممکن اقسام

قیامت کی نشانیوں کے وقوع پذیر ہونے کے لحاظ سے انہیں مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

- ان میں سے بعض وہ نشانیاں ہیں جو واضح طور پر پیش آچکی ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں خبر دی تھی، جیسے رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور آپ کی موت اور جھوٹے انبیاء کا ظہور۔
- وہ نشانیاں جن کا پہلا حصہ وقوع پذیر ہو چکا ہے اور اس میں برابر زیادتی ہو رہی ہے۔ جیسا کہ بازاروں کا قریب ہونا، کتابوں کا پھیل جانا اور قتل و غارت (کا عام ہو جانا) کی کثرت۔
- ان میں سے کچھ وہ نشانیاں ہیں جو کہ ابھی تک مطلق طور پر پیش نہیں آئیں؛ وہ عنقریب وقوع پذیر ہوں گی۔

جیسے کہ چوپائے کا نکلنا، اور دجال کا ظہور۔

تیسرا قاعدہ:......علاماتِ قیامت کی احادیث کو غلط جگہوں پر منطبق کرنے کے خطرات

❶ لاعلمی پر مبنی غائبانہ اٹکل پچو باتیں

جب آپ کسی حدیث میں وارد قیامت کی نشانی کے بارے میں دوٹوک الفاظ میں کہیں گے کہ یہ نشانی ایسے ایسے پیش آچکی ہے؛ تو آپ کا یہ دعویٰ شرعی یا نظری دلیل یا قرینہ کا محتاج ہوگا۔ جب کہ اس بارے میں نہ ہی کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی قرینہ پایا جاتا ہے۔ اور کسی بھی سچے مسلمان اور مومن کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی زبان کو ان امور شریعت میں بے لگام چھوڑ دے جن کے بارے میں اسے کوئی (حتمی) علم نہیں ہے۔

❷ مشروع عمل کو ترک کرنا یا غیر مشروع عمل کا کرنا

بعض لوگوں نے جب وہ کتابیں پڑھیں جو امام مہدی کے بارے میں بحث کرتی ہیں، اور ان کے مؤلفین نے حتمی طور پر دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ مہدی فلاں انسان ہے۔ تو بعض قارئین خروج مہدی کا انتظار کرنے لگے اور اس کے ظہور کے اعتبار سے اپنے کاموں کو ترتیب دینے لگے۔ بعض لوگوں نے تو تلوار اور گھوڑے بھی خرید لیے تا کہ وہ آنے والے سالوں میں انتہائی خون ریز جنگوں کے لیے خود کو تیار کر سکیں۔ بعض نے تو شادی کرنے یا گھر بنانے کو بھی ترک کر دیا۔ اس لیے کہ ان کے خیال کے مطابق دجال کے خروج میں دو کمان کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا ہے اور اس طرح کی کئی دیگر باتیں بھی ہیں جنہیں طوالت کے پیش نظر چھوڑا جا رہا ہے۔

❸ ممکنہ خطرہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جھٹلایا جانے لگے

اگر واضح الفاظ میں کسی انسان کے متعلق جب یہ کہا جائے کہ مہدی سے مقصود وہی انسان ہے اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہو، تو اس کی وجہ سے لوگ مہدی کے بارے میں وارد احادیث کو جھٹلا سکتے ہیں۔ یہی مثال اس کے علاوہ باقی نشانیوں کی بھی ہے، جب ان کی صحت کے بارے میں بغیر یقین کامل کے دوٹوک الفاظ میں کہا جائے کہ یہی وہ نشانی ہے جو احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ (تو پھر اس کے خلاف اگر ظاہر ہو جائے تو عام لوگ احادیث کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو کر ان کا انکار کر سکتے ہیں)

اشراط الساعۃ "قیامت کی نشانیوں" کا معنیٰ

أشراط (علامات)

اشــــراط: شرط کی جمع ہے۔ شرط نشانی یا علامت کو کہتے ہیں۔ اشراط الساعۃ سے مراد قیامت کی نشانیاں اور اسباب ہے۔ یہی وہ نشانیاں ہیں جن کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ ❶

الساعة (قیامت)

اس سے مراد وہ گھڑی ہے جس میں قیامت قائم ہوگی۔ اور اس کا نام "السـاعـة" یعنی ایک گھڑی اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ گھڑی بھر میں لوگوں کو گھیر لے گی اور تمام لوگ ایک چیخ سے مر جائیں گے۔ ❶

---

❶ الصحاح للجوهری ۳/ ۱۳۶۔ غریب الحدیث لابن الأثیر ۲/ ٤٦٠۔

❶ غریب الحدیث لابن الأثیر ۲/ ٤٦٠۔

علاماتِ قیامت کی اقسام

قیامت کی نشانیوں کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ چھوٹی نشانیاں ۲۔ بڑی نشانیاں

پہلی قسم:...... چھوٹی نشانیاں

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

۱۔ دُور کی نشانیاں ۲۔ متوسط نشانیاں

۱ **دور کی نشانیاں**: ان سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو ظاہر ہوئیں اور گزر چکیں۔ یہ چھوٹی نشانیاں ہیں۔ وقوعِ قیامت کی گھڑی سے دور ہونے کی وجہ سے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت، چاند کا دوٹکڑے ہونا، اور مدینہ منورہ سے ایک بہت بڑی آگ کا ظاہر ہونا۔ (دیکھیں علامت نمبر ۱-۳-۱۳)

۲ **متوسط نشانیاں**: وہ نشانیاں جو ظاہر تو ہوئی ہیں مگر ختم نہیں ہوئیں؛ بلکہ روزانہ بڑھ رہی ہیں، یہ نشانیاں بہت زیادہ ہیں۔ ان کا شمار بھی قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں ہوتا؛ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ان میں سے جیسے لونڈی کا اپنے آقا کو جنم دینا۔ ننگے پاؤں اور ننگے سر والے بکریوں کے چرواہوں کا بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرنا۔ اور تیس جھوٹے دجالوں کا ظاہر ہونا جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

دوسری قسم:...... بڑی نشانیاں

یہی وہ نشانیاں ہیں جن کے بعد قیامت آئے گی۔ یہ دس نشانیاں ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ سیّدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم آپس

میں گفتگو کر رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟'' ہم نے عرض کیا: ''ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لو گے۔''

پھر آپ نے ان کو ذکر کیا، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ دھواں
۲۔ دجال
۳۔ دابۃ الارض (چوپایہ)
۴۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا
۵۔ سیدنا عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا
۶۔ یاجوج وماجوج

تین جگہوں کے دھنسنے کے واقعات

۷۔ ایک دھنسا مشرق میں
۸۔ ایک دھنسا مغرب میں
۹۔ ایک دھنسا جزیرہ العرب میں۔ ❶

۱۰۔ یمن سے نکلنے والی آگ جو لوگوں کو حشر (جمع ہونے کی جگہ) کی طرف لے جائے گی۔

بعض دوسری احادیث امام مہدی میں کعبہ گرانے کے واقعہ اور زمین سے قرآن کے اٹھائے جانے کا ذکر بھی آیا ہے۔ جیسا کہ آگے ان کا تذکرہ آرہا ہے۔ ❷

---

❶ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

❷ دیکھیں: نشانی نمبر ۱۳۱۔ ۱۲۶۔ ۱۲۱۔

قیامت کی چھوٹی نشانیاں

پہلی قسم:......وہ نشانیاں جو واقع ہو چکی ہیں

1. رسول اکرم ﷺ کی بعثت
2. رسول اکرم ﷺ کی وفات
3. چاند کا دو ٹکڑے ہونا
4. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (کے دور) کا گزرنا
5. بیت المقدس کی فتح
6. بکریوں کی عقاص نامی بیماری جیسی کثیر الوقوع موت
7. مختلف انواع کے فتنوں کی کثرت
8. فضائی چینلز کا ظہور
9. آپ ﷺ کا صفین کے بارے میں خبر دینا
10. خوارج کا ظہور
11. جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا ظہور
12. امن و امان اور فراخنگی کا عام ہو جانا
13. حجاز سے آگ کا ظاہر ہونا

۱۴ ترکوں سے جنگ

۱۵ ظالموں کا ظہور جو لوگوں کو کوڑوں سے ماریں گے

۱۶ قتل و غارت کی کثرت

۱۷ امانت کا ضائع ہو جانا اور دلوں سے اس کا اٹھ جانا

۱۸ سابقہ امتوں کی اتباع

۱۹ لونڈی کا اپنے آقا کو جنم دینا

۲۰ لباس پہنے ہوئے مگر ننگی عورتوں کا ظہور

۲۱ ننگے پاؤں اور ننگے سر چلنے والوں کا بڑی عمارتوں کی تعمیر میں فخر کرنا

۲۲ صرف خاص لوگوں کو سلام کرنا

۲۳ تجارت کا عام ہو جانا

۲۴ عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ تجارت میں شریک ہونا

۲۵ بعض تاجروں کا مارکیٹ پر راج ہونا

۲۶ جھوٹی گواہی

۲۷ سچی گواہی کا چھپانا

۲۸ جہالت کا پھیل جانا

۲۹ بخل اور کنجوسی کا عام ہو جانا

۳۰ قطع رحمی

۳۱ ہمسایہ سے برا سلوک

۳۲ فحاشی کا ظہور

۳۳ امین کو خائن اور خائن کو امین بنانا

۳۴ شریف لوگوں کی ہلاکت اور گھٹیا لوگوں کا غلبہ

۳۵ مال کے حلال و حرام کی پرواہ نہ کرنا

۵۸ ایسا زمانہ جب پڑھنے والے زیادہ ہوں گے علماء اور فقہاء کم ہوں گے
۵۹ چھوٹے لوگوں کے پاس علم تلاش کرنا
۶۰ اچانک موت کا بڑھ جانا
۶۱ بیوقوف لوگوں کی امارت
۶۲ زمانے کا قریب ہو جانا
۶۳ چھوٹے سروالوں (بیوقوفوں) کا کلام کرنا
۶۴ سب سے گھٹیا انسان کا سب سے خوش قسمت ہو جانا
۶۵ مسجدوں کو راہداری بنالینا
۶۶ مہر کا بڑھ جانا اور پھر کم ہونا
۶۷ گھوڑوں کی قیمت کا بڑھنا اور پھر کم ہو جانا
۶۸ بازاروں کا قریب قریب ہو جانا
۶۹ اقوامِ عالم کا مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنا
۷۰ لوگوں کا امامت کے لیے ایک دوسرے کو آگے کرنا
۷۱ مومن کا سچے خواب دیکھنا
۷۲ جھوٹ کی کثرت
۷۳ لوگوں میں بیگانگی کا پھیل جانا
۷۴ زلزلوں کی کثرت
۷۵ عورتوں کی کثرت
۷۶ مردوں کا کم ہو جانا
۷۷ فحاشی کا ظہور اور اعلانیہ ارتکاب
۷۸ قرآن پڑھنے پر اجرت لینا
۷۹ لوگوں میں موٹاپے کی کثرت

٨٠ ایسے لوگوں کا ظہور جو گواہی دیں گے، مگر ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی

٨١ ان لوگوں کا ظہور جو منتیں مانیں گے مگر انہیں پورا نہیں کریں گے

٨٢ طاقتور کا کمزور کو کھا جانا

٨٣ کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کو ترک کرنا

٨٤ اہل روم کی کثرت اور اہل عرب کی قلت

وہ علامات جو ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوئیں

٨٥ مال کا بہہ پڑنا اور لوگوں میں اس کا کثرت سے ہونا

٨٦ زمین کا اپنے خزانے اگل دینا

٨٧ شکلیں بگڑنے کے واقعات کا پیش آنا

٨٨ زمین کا دھنسنا

٨٩ آسمانوں سے پتھر برسنا

٩٠ تباہ کن بارشیں (جن سے کوئی بھی مٹی کا گھر نہیں بچ سکے گا)

٩١ آسمانوں سے بارشیں ہوں گی مگر زمین کچھ بھی نہیں اُگائے گی

٩٢ تمام عربوں کو ہلاک کرنے والا فتنہ

٩٣ درختوں کا گفتگو کرنا

٩٤ پتھر کا مسلمانوں کی مدد کے لیے گفتگو کرنا

٩٥ مسلمانوں کا یہودیوں کو قتل کرنا

٩٦ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہونا

٩٧ ایسا زمانہ آنا جب انسان کو گناہ یا عاجزی کے اظہار کے لیے اختیار دیا جائے گا

٩٨ جزیرہ عرب میں سرسبزہ و شادابی اور دریاؤں کا پلٹ آنا

٩٩ احلاس (بھاگنے) کے فتنے کا ظہور

۱۰۰ نعمتوں کے فتنے کا ظہور

۱۰۱ مسلسل برقرار رہنے والا سیاہ ترین فتنہ

۱۰۲ ایسا زمانہ آئے گا جب ایک سجدہ دنیا و مافیہا کے برابر ہوگا

۱۰۳ پہلی رات کے چاند کا معمول سے بڑا نظر آنا

۱۰۴ لوگوں کا ملک شام کی طرف ہجرت کرنا

۱۰۵ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین انتہائی خون ریز جنگ کا ہونا

۱۰۶ قسطنطنیہ کی فتح

۱۰۷ یہ کہ میراث تقسیم نہیں کی جائے گی

۱۰۸ لوگوں کو غنیمت پر کوئی خوشی نہیں ہوگی

۱۰۹ لوگ پھر سے پرانی سواریوں اور اسلحہ کی طرف پلٹ جائیں گے

۱۱۰ بیت المقدس کی ویرانی

۱۱۱ مدینہ کی ویرانی اور اس کا اہل مدینہ اور زائرین سے خالی ہو جانا

۱۱۲ مدینہ کا برے لوگوں کو نکال دینا

۱۱۳ پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا

۱۱۴ قحطانی کا ظہور لوگ جس کی پیروی کریں گے

۱۱۵ جہجاہ نامی آدمی کا ظہور

۱۱۶ درندوں اور جمادات کا گفتگو کرنا

۱۱۷ لاٹھی (کوڑے) کا ایک کونا بات کرے گا

۱۱۸ جوتے کے تسمے کا بات کرنا

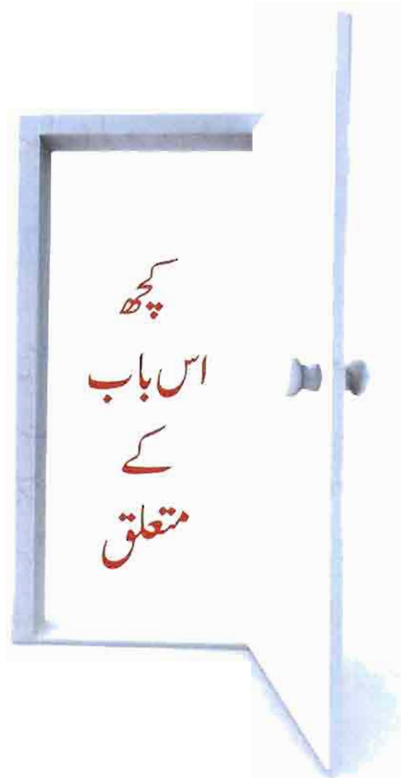
۱۱۹ انسان کی ران اس کے گھر والوں کے متعلق خبریں دے گی

۱۲۰ اسلام ختم ہونے تک قیامت قائم نہیں ہوگی

۱۲۱ قرآن صحیفوں اور دلوں سے اٹھا لیا جائے گا

قیامت کی چھوٹی علامات





اس سے پہلے یہ گزر چکا ہے کہ قیامت کی نشانیاں دو اقسام پر مشتمل ہیں ایک چھوٹی اور دوسری بڑی۔ ان دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ بڑی نشانیوں کے بعد قیامت قریب تر ہوگی۔ اور ان نشانیوں کی بہت بڑی تاثیر ہوگی جنہیں لوگوں کی ایک بڑی جماعت محسوس کرے گی۔ جب کہ چھوٹی نشانیاں قیامت سے ایک لمبا عرصہ پہلے بھی پیش آسکتی ہیں۔ اور کسی ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ پر بھی پیش آسکتی ہیں۔ ان کا احساس بعض لوگوں کو ہوسکتا ہے اور بعض کو نہیں بھی۔ ہم یہاں پر چھوٹی علامات کے ذکر سے اپنا بیان شروع کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک نشانی کی تائید میں قرآن و حدیث سے دلائل بھی پیش کریں گے، اور حتی الوسعت اس بات کا بھی خیال رکھیں گے کہ یہ حدیث صحیح ہو؛ اور اس کے متعلق آثار ثابت شدہ ہوں۔

١ رسول اکرم ﷺ کی بعثت

اس بابت رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مطلع فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اور یہ کہ آپ کی بعثت قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے سب سے پہلی نشانی ہے۔ سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''میں اور قیامت اس طرح (ساتھ ساتھ) بھیجے گئے ہیں؛ یہ فرما کر آپ نے درمیانی اور اس کے ساتھ والی انگشت ''شہادت'' کو آپس میں ملا لیا۔'' (بخاری و مسلم)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''سب سے پہلی چھوٹی نشانی نبی کریم ﷺ ہیں، اس لیے کہ آپ نبی آخر الزمان ہیں، آپ ﷺ کو مبعوث کر دیا گیا ہے، آپ کے اور قیامت کے مابین کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔''
(التذکرۃ: ١/ ٧١٠)



۲ رسول اکرم ﷺ کی وفات

آپ ﷺ کی موت کا دکھ قربِ قیامت کی ابتدائی نشانیوں میں سے ہے۔ سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ''میں (عوف بن مالک) نے غزوہ تبوک میں رسالت مآب ﷺ کے پاس حاضری دی اور وہ چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ ارشاد فرمایا کہ'' یاد کرلو قیامت برپا ہونے سے پہلے چھ باتیں معرض وجود میں آئیں گی:



۱۔میری رحلت

۲۔فتح بیت المقدس

۳۔یکدم سے مرنا یعنی وباتم میں اس طرح پھیلے گی جس طرح بکریوں میں یکا یک مرنے کی بیماری پھیل جاتی ہے۔

۴۔سرمایہ داری کی کثرت، یعنی اگر کسی کو سو اشرفیاں دی جائیں تب بھی وہ خوش نہ ہو یعنی لوگوں کے پاس مال اس کثرت سے ہوگا کہ وہ ایک دوسرے سے مستغنی ہوں گے، اور اگر ان میں سے کسی ایک کو کچھ دیا جائے گا تو وہ خوش نہیں ہوگا جب تک کہ وہ ہزاروں میں نہ ہو۔

۵۔فتنہ کی بیماری جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہوگی ......

۶۔اور پھر صلح نامہ جو تم مسلمانوں اور بنو اصفر (گوروں کی اولاد؛ مراد رومی ہیں) کے درمیان مرتب ہوگا، پھر وہ اس صلح نامہ سے پھر جائیں گے اور تمہارے مقابلہ کے لیے جھنڈے لیے ہوئے آئیں گے اور ان کے ہر ایک پرچم کے نیچے بارہ ہزار آدمیوں کا غول ہوگا۔'' (رواہ البخاری)

رسول اللہ ﷺ کی وفات ایک بہت بڑی ناگہانی آفت تھی جس کا سامنا مسلمانوں کو کرنا پڑا؛ آپؐ کی

موت پر مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت سے آسمانوں سے وحی کا آنا بند ہو گیا؛ یہیں سے پہلا فتنہ ظاہر ہوا اور بعض عرب قبیلے مرتد ہو گئے۔

۳ چاند کا دو ٹکڑے ہونا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے۔''
(القمر: ۱۔۲)


چاند کی تصویر: جس میں انشقاق قمر کا واضح نشان نظر آ رہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیش آیا، جیسا کہ صحیح اسناد کے ساتھ متواتر احادیث میں وارد ہوا ہے۔ علمائے کرام کے مابین یہ امر متفق علیہ ہے کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونے والا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیش آیا۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک تھا۔''(تفسیر ابن کثیر :۷/ ۴۷۲)

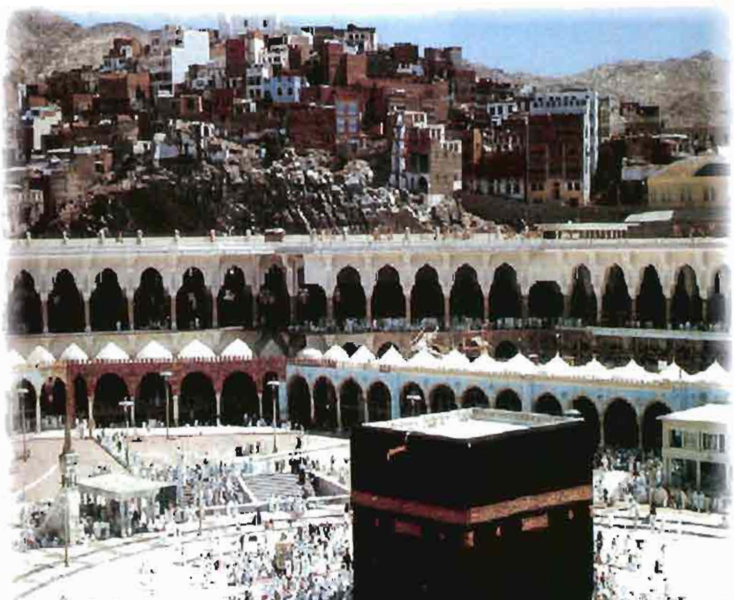
سیّدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ: ''اہل مکہ نے آپ ؐ سے سوال کیا کہ ان لوگوں کو کوئی نشانی دکھائیں تو آپ نے ان لوگوں کو چاند کا دو ٹکڑے ہونا دکھلایا۔'' (متفق علیه)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا



پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ سے ہٹ کر تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے (سب سے مخاطب ہو کر) فرمایا: ''گواہ رہو'' (بخاری ومسلم)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''مشرکین رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے، اور کہنے لگے: اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں تو ہمارے سامنے چاند کو دو ٹکڑے کر دیں، ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر ہو، اور دوسرا قعیقعان کی پہاڑی پر ہو۔ یہ چودھویں کی رات تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا کہ ان لوگوں کی طلب پوری کی جائے۔ تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر تھا اور دوسرا قعیقعان پر (اور اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: ''اب گواہ رہنا۔'' اسے ابونعیم نے ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کیا۔



بیت اللہ، پیچھے جبل ابی قبیس نظر آ رہا ہے۔

④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کا گزر جانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے بہترین لوگ تھے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



"ستارے آسمان کے لیے امان ہیں جب ستاروں کا نکلنا بند ہو جائے گا تو پھر آسمان پر وہی آ جائے گا جس کا وعدہ کیا گیا، میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں، پھر جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں تو جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو ان پر وہ فتنے آن پڑیں گے کہ جن سے ڈرایا جاتا ہے۔" (مسلم)

اس حدیث میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور کے ختم ہونے کو قیامت کی دوسری دو نشانیوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔

☆ ایک ستاروں کا ختم ہو جانا، اور شہاب ثاقب کا ٹوٹ کر گرنا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت۔

☆ بے شک احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جب صالحین اور نیکوکار ختم ہو جائیں گے تو بعد میں قیامت برے لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔

۵ بیت المقدس کی فتح

جب رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو اس وقت بیت المقدس رومی عیسائیوں کے قبضے میں تھا۔ اور روم ایک بہت ہی طاقتور حکومت تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس کے فتح ہونے کی بشارت دی تھی۔ اور اسے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک شمار کیا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



”یاد کرلو قیامت برپا ہونے سے پہلے چھ باتیں معرض وجود میں آئیں گی ......اور ان میں سے ایک نشانی...... (بیت المقدس کا فتح ہونا) بھی ذکر کیا۔“ (بخاری)

بیت المقدس جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی کے عہد میں ۱۶ھ بمطابق ۶۳۷ء کو فتح ہوا۔ اسے کفر سے پاک کیا گیا، اور یہاں پر ایک مسجد بنائی گئی۔

حقیقت میں بیت المقدس دو بار فتح ہوا، ایک بار سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں اور دوسری بار ایوبی حکومت کے دور میں جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسے ۵۸۳ھ ۱۱۸۷ء میں فتح کیا۔

عنقریب بیت المقدس دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ یہاں تک کہ شجر و حجر بول پڑیں گے، اور کہیں گے: ”اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے آؤ اور اسے قتل کردو، سوائے درخت غرقد کے کیوں کہ وہ یہود کے درختوں میں سے ہے۔“ (مسلم)

عنقریب بیت المقدس کے گرد و نواح میں بعض معرکوں اور مسلمانوں کے یہودیوں کو قتل کرنے کا ذکر عنقریب آئے گا۔ (دیکھیں علامت نمبر ۹۵)

٦ بکریوں کی قُعاص جیسی بیماری سے لوگوں کی بکثرت موت

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اور (حدیث میں وارد لفظ) موتان مبالغہ کے لیے آیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ بہت زیادہ کثرت سے موت واقع ہوگی۔ یہ اس وبا سے مشابہ ہوگی جس میں لوگ جماعت در جماعت مریں گے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نشانی طاعون عمواس والے سال ظاہر ہو چکے ہیں۔



طاعون ایک بیماری ہے جو جسم پر پھوڑوں کی شکل میں یا درد کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ ہی انتہائی جلن سی پیدا ہوتی ہے، جو کہ انتہائی اذیت ناک ہوتی ہے۔ یہ بیماری انتہائی سخت قسم کی متعدی بیماری ہے۔

عمواس: فلسطین میں بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے۔ (دیکھیں معجم البلدان ۴/۱۷۷)۔

سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یاد کرلو قیامت برپا ہونے سے پہلے چھ باتیں معرض وجود میں آئیں گی - ان میں سے ایک کے بارے میں فرمایا: یکدم سے مرنا ہے یہ وبا تم میں اس طرح پھیلے گی جس طرح بکریوں میں یکایک مرنے کی بیماری پھیل جاتی ہے۔'' (بخاری)



یہ واقعات خلیفہ بَرحق جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں پیش آئے ١٦ ہجری میں بیت المقدس فتح ہوا اور ١٨ ہجری میں شام کے علاقہ میں طاعون کا واقعہ پیش آیا۔ جس میں بہت بڑی تعداد میں خلقت خدا موت کے منہ میں چلی گئی، کہا جاتا

ہے کہ مرنے والے مسلمانوں کی تعداد پچیس ہزار تھی۔

اس کی وجہ سے بہت بڑے بڑے قائد صحابہ کرام بھی فوت ہوئے۔ ان ہی میں سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ؛ ابوعبیدہ شرحبیل بن حسنہ، فضل بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم اجمعین اور دوسرے اکابر صحابہ کرامؓ شامل ہیں۔

قعاص غنم : ایک بیماری ہے (جس کے الفاظ حدیث میں وارد ہوئے ہیں) جو چوپاؤں میں پھیلتی ہے، جس سے ان کی ناک سے کوئی چیز بہنے لگتی ہے اور وہ اچانک مرجاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس موت کو جانوروں کی بیماری سے تشبیہ دی ہے۔ اس لیے کہ طاعون کا ایک پھوڑا بدن پر ظاہر ہوتا ہے، اور پھر وہ بہنے لگتا ہے اور پھر جس انسان کو یہ بیماری لگی ہو، اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

۷ مختلف انواع کے فتنوں کی کثرت

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے جو کہ ظاہر ہو چکی ہے، اور انسان ہر طرف سے طرح طرح کے فتنوں میں گھیرا جا چکا ہے۔ (مثال کے طور پر) حرام نظر کا فتنہ، جو کچھ سیٹلائٹ چینلز کے ذریعہ یا میگزین اور ڈائجسٹ پیش کر رہے ہیں؛ یا جو کچھ انٹرنیٹ پر دیکھنے کو ملتا ہے ؛ یہ جس لوگ ایک دوسرے کو موبائل فون پر میسج کے ذریعہ سے گندی تصویریں اور ویڈیو کلپ بھیجتے ہیں، یہ ایسے فتنے ہیں کہ جو انسان اللہ سے ڈر کر ان سے بچ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا خیال رکھے، تو



اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی نعمت ورثہ میں دیں گے جس کی چاشنی وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

ایسے ہی حرام مال کا فتنہ، جیسے کہ سودی مال، رشوت، حرام چیزوں کی خرید و فروخت، شراب اور حرام لباس کی

فروخت اوران کے علاوہ دوسری چیزیں۔

ایسے ہی حرام مال کھانا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتے، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے عذاب کی وعید ہے۔

ایسے ہی حرام لباس کا فتنہ، خواہ یہ لباس مردوں کا ہو یا عورتوں کا۔

لوگوں کا بہت زیادہ فتنوں میں واقع ہونا۔ یہاں تک کہ پاکباز اور راست گو انسان ان کے مابین غریب ہوکر رہ جائے گا۔

فتنہ امتحان اور آزمائش کو کہتے ہیں، اسے ہر ناپسندیدہ اور مکروہ چیز کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان بہت بڑے فتنوں کے واقع ہونے کی خبر دی ہے جن میں مسلمان انسان پر حق خلط ملط ہوجائے گا۔ جیسے ہی کوئی فتنہ ظاہر ہوگا مسلمان کہے گا: ''یہ میری ہلاکت ہے۔'' پھر اس سے سارے پردے چھٹ جائیں گے اور معاملہ اس کے خلاف ظاہر ہوگا۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے، پہلے نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے صبح آدمی ایمان والا ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایمان والا ہوگا اور صبح کافر، اور دنیوی نفع کی خاطر اپنا دین بیچ ڈالے گا۔'' (مسلم)

حدیث کا معنی:

اس سے مراد ان فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرنے پر ترغیب دینا ہے جو فتنے انسان کو مشغول کرکے رکھ دیں گے، اور ایسے پے در پے آئیں گے جیسے رات کے اندھیرے ہوتے ہیں، جن میں کوئی چاندنی نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے ان انتہائی سخت فتنوں کی ایک قسم بیان کی ہے۔ وہ قسم یہ ہے کہ انسان صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا۔ یعنی وہ ایسے فتنے ہوں گے جن کی وجہ سے ایک دن ورات میں ایسا انقلاب واقع ہوگا۔

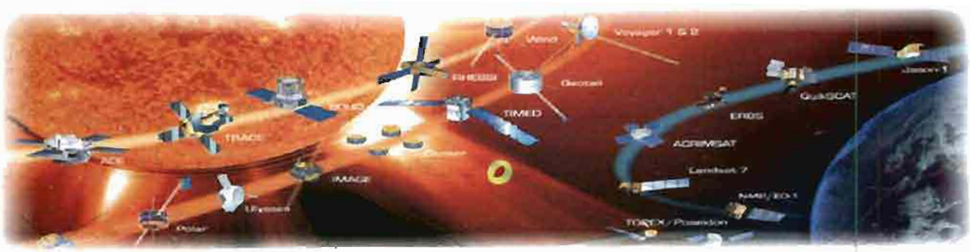
۸ فضائی چینلز کا ظہور

آج کے فضاء میں کم از کم تیرہ ہزار سیٹلائٹ حرکت میں ہیں۔ ان میں کئی ایک فتنے اور بلائیں ہیں۔ ان فتنوں کی طرف سابقہ حدیث میں عمومی طور پر اشارہ کیا گیا ہے: ''ان فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے جلد جلد نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے.....۔'' اور بعض روایات میں ان فضائی چینلز کی طرف بھی اشارے ملتے ہیں، ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں صحیح سند کے ساتھ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم پر آسمان سے شر نازل ہوگا، یہاں تک کہ وہ فیافے تک پہنچے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ فیافے کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''بنجر زمینیں۔''



عرب ہر اس چیز کو آسمان کہتے ہیں جو ان کے اوپر بلند ہو۔ لسان العرب میں ہے: ((السمـاء كل ما علاك و أظلك))...... ''آسمان ہر وہ چیز ہے جو آپ پر بلند ہو اور آپ پر سایہ کرے۔''

آج کل کے ٹی وی وہ نشریات آسمانوں سے وصول کرکے آگے نشر کرتے ہیں جو سیٹلائٹ کے ذریعہ سے (اپنی کثرت کی وجہ سے) بارش کی طرح ان پر برسائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب صحراؤں کے رہنے والے بادیہ نشین بھی اس فتنہ سے محفوظ نہیں رہ سکے۔



۹ آپ ﷺ کا صفین کے بارے میں خبر دینا

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آنے والے زمانے میں ہونے والے معرکوں اور جنگوں کی خبر دی ہے۔ خواہ یہ معرکے مسلمانوں کے آپس میں ہوں یا کفار اور مسلمانوں کے مابین۔ انہی جنگوں میں سے ایک جنگ صفین بھی ہے۔ یہ وہ معرکہ ہے جو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد جناب امیر معاویہ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما کے مابین ۳۶ ہجری میں پیش آیا۔ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک تھا۔



سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو گروہوں میں جنگ ہوگی؛ ان دونوں کے مابین بہت بڑی تعداد میں لوگ قتل ہوں گے، اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔'' (متفق علیہ)

اہل سنت والجماعت کا
صحابہ کرام کے مابین ہونے والی جنگوں کے بارے میں موقف

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بشر ہیں نہ کہ وہ نبیں ہیں، ان سے بھی ایسے واقعات صادر ہو سکتے ہیں جن کا ہونا باقی لوگوں سے ممکن ہے۔ جیسے کہ اجتہادات، خطائیں، اور جھگڑے وغیرہ۔ تمام اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین لوگوں میں سب سے بڑھ کر نیک اور صالح، اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے قریب تر تھے۔ اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مابین پیش آنے والے واقعات کے بیان کرنے سے اپنی زبانوں کو روک کر رکھنا (بھی واجب) ہے۔ ان کے باہمی اختلافات پر خاموشی اختیار کرنی چاہیے؛ اور ان کے اختلاف میں بحث و مباحثہ اور تنقید و تفتیش نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی ان چیزوں کو عوام الناس کے سامنے بیان کرنا چاہیے، اس لیے کہ اس سے فتنہ پھیلانے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق بدگمانی کو ہوا دینے کے لیے لوگوں کے دلوں پر برا اثر پڑ سکتا ہے۔ نجات پانے والے فرقہ اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مابین ہونے والے جھگڑوں کو بیان کرنے سے اپنی زبانوں کو روک کر رکھنا چاہیے۔

۱۰ خوارج کا ظہور

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک، بعض ان فرقوں کا ظہور بھی ہے جن کا منہج (طریق کار) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے منہج کے خلاف ہوگا۔ یہ وہ لوگ تھے جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ساتھ مل گئے تھے اور پھر سیّدنا علی اور جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین تحکیم (ثالثی) کے مسئلہ پر آپ کی اطاعت گزاری سے بھی نکل گئے، اورانہوں نے کوفہ کے قریب حروراء نامی گاؤں میں ڈیرے ڈال دیے۔



خوارج کے بعض عقائد

1. کبیرہ گناہ (جیسے شراب نوشی اور زنا کاری) کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں۔ ایسے انسان کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ یہ انسان ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ یہ کھلم کھلی گمراہی ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ جب کسی مسلمان سے کوئی کبیرہ گناہ واقع ہو جائے تو اسے کافر نہیں کہا جائے گا مگر وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے گنہگار اور اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہوگا۔ اور اس پر واجب ہوتا ہے کہ فوراً گناہ کو چھوڑ دے اور اللہ کی بارگاہ میں اپنی اس معصیت پر توبہ کرے۔
2. یہ لوگ سیّدنا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو جو کہ تحکیم (ثالثی) کے مسئلہ پر راضی تھے؛ کافر کہتے ہیں۔
3. ان حکمرانوں کے خلاف جنگیں کرتے ہیں جو ایسے فسق و فجور کے کام کرتے ہیں جو کہ حد کفر کو نہیں پہنچتے۔
4. یہ لوگ علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور عبادت میں بڑی محنت و مشقت کرتے ہیں۔ مگر کتاب اللہ کے احکام سے بالکل جاہل ہیں، ان ہی لوگوں میں سے ایک ذوالخویصرہ بھی تھا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔“ [1]

---

[1] سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو نوعمر اور کم عقل ہوں گے، باتیں تو اچھے لوگوں جیسی کریں گے (لیکن) وہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ کائنات کے لوگوں میں بہترین باتیں کہیں گے۔ وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔'' (متفق علیہ)

خوارج کے ظہور کی ابتدا

معرکہ صفین کے ختم ہونے کے بعد اہل شام اور اہل عراق دونوں گروہوں کے مابین ثالثی کے مسئلہ راضی ہونے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے کوفہ واپس ہونے کے بعد خوارج ان سے علیحدہ ہوگئے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی۔ اور کہا گیا ہے کہ ان کی تعداد سولہ ہزار تھی۔ بعد میں انہوں نے حروراء کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا تھا۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا جنہوں نے ان کے ساتھ مناظرہ [1] کیا۔ پھر ان میں سے بعض جناب علی رضی اللہ عنہ خلیفہ مسلمین کی اطاعت میں واپس آگئے، اور باقی لوگ اپنی گمراہی پر قائم رہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں کوفہ کی جامع مسجد میں انہیں خطبہ دیا تو یہ لوگ مسجد کے کونوں سے آوازیں لگانے لگے: ''اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں چلے گا۔'' نیز یہ بھی کہنے لگے: ''تم نے شرک کیا ہے، تم نے لوگوں کو ثالث بنایا ہے، اللہ تعالیٰ کی

ذوالخویصرہ جو بنی تمیم میں سے ایک ہے اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! انصاف کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو کون ہے جو انصاف کرے گا اور تو بدنصیب اور نقصان اٹھانے والا ہوگیا اگر میں نے عدل نہ کیا، تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیوں کہ اس کے ساتھی ایسے ہوں گے کہ تمہارا ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز سے حقیر تصور کرے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے سے اور قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسا کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے کہ تیر انداز اس کے بھالہ کو دیکھتا ہے تو اس میں کوئی چیز نہیں پاتا، پھر اس کے کنارے کو دیکھتا ہے تو اس میں کوئی چیز نہیں پاتا۔ پھر اس کی لکڑی کو دیکھتا ہے تو کچھ نہیں پاتا حالانکہ تیر پیٹ کی گندگی اور خون سے نکل چکا ہوتا ہے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں سے ایک آدمی ایسا سیاہ ہے کہ اس کا ایک شانہ عورت کے پستان یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا جو تھرتھراتا ہوگا۔ یہ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں پھوٹ ہوگی۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہی رسول اللہ ﷺ سے سنا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا اور میں آپ کے ساتھ تھا، آپ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا جب وہ ملا تو اسے علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ یہاں تک کہ میں نے اسے ویسا ہی پایا جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

[1] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خوارج کے ساتھ مناظرہ کا قصہ :.... سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب خوارج علیحدہ

کتاب کو ثالث نہیں بنایا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ''تمہارے ہم پر تین حق ہیں:

۱۔ یہ کہ تمہیں مسجدوں میں آنے سے نہ روکیں۔

۲۔ اور نہ ہی تم سے مالِ فے روکیں گے۔

۳۔ اور یہ کہ تم سے قتال کرنے میں ابتدا نہ کریں جب تک کہ تم پہلے کوئی فساد بپا نہ کرو۔''

ہو کر ایک گھر میں داخل ہو گئے تو ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔ وہ تمام اس بات پر متفق تھے کہ وہ نکلیں گے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں گے۔ معاملہ ایسا ہو گیا تھا جو بھی شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آتا وہ کہتا: اے امیر المومنین! یہ لوگ آپ کے خلاف جنگ کرنے والے ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں: انہیں چھوڑ دو، میں ان سے نہیں لڑوں گا یہاں تک کہ وہ لڑیں۔ اور وہ عنقریب ایسا ضرور کریں گے۔ ایک دن میں نماز ظہر کے وقت آپ کے پاس آیا اور عرض کیا: اے امیر المومنین! نماز میں تھوڑی تاخیر کیجیے۔ شاید کہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان سے بات چیت کروں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں آپ کے بارے میں ان سے ڈرتا ہوں۔ میں نے کہا: ہرگز خطرہ کی کوئی بات نہیں۔

میں ایک خوش اخلاق انسان تھا، کبھی کسی کو تکلیف نہ دیتا۔ میں نے ایک خوبصورت یمنی جبا پہنا، اور پیدل چلتا ہوا آدھے دن میں ان کے پاس گیا۔ میں ایک ایسی قوم کے پاس گیا تھا جن سے زیادہ سخت عبادت و ریاضت والی قوم میں نے نہیں دیکھی تھی۔ ان کی پیشانیوں پر سجدوں کی وجہ سے نکے پڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے ہاتھ گویا کہ اونٹوں کے گھٹنے تھے۔ ان کے چہروں سے شب بیداری کے آثار واضح تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ کہنے لگے: خوش آمدید، اے ابن عباس! بتایئے کیسے تشریف لائے ہیں؟'' میں نے کہا: میں تمہارے پاس مہاجر اور انصار صحابہ کی طرف سے حاضر ہوا ہوں، جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سسرالی تعلق رکھتے ہیں، اور ان ہی لوگوں پر قرآن نازل ہوا اور وہ تم سب سے زیادہ اس کے معانی جاننے والے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ کہنے لگا: قریشیوں سے جھگڑا نہ کرو، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ جھگڑالو قوم ہیں۔ ان میں سے دو یا تین کہنے لگے: ہم ضرور ان سے بات چیت کریں گے۔ میں نے کہا: لاؤ کس چیز کی وجہ سے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد سے اور مہاجر و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے انتقام لے رہے ہو؟ ان لوگوں پر ہی تو قرآن نازل ہوا ہے، اور تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو ان سے زیادہ قرآن کی تفسیر کو سمجھتا ہو۔ کہنے لگے تین باتیں ہیں۔ میں نے کہا: لاؤ وہ کون سی تین باتیں ہیں؟ کہنے لگے: ''پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں مردوں کو ثالث بنایا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''حکم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد مردوں کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ میں نے کہا: یہ تو ایک بات ہو گئی، اس کے بعد اور کیا ہے؟ کہنے لگے: دوسری بات بے شک اس نے قتال کیا، اور لوگوں کو قتل کیا۔ مگر انہوں نے لوگوں کو قیدی نہیں بنایا۔ اور نہ ہی ان سے مال غنیمت حاصل کیا، پس کیا وجہ ہے کہ ہمارے لیے ان سے جنگ لڑنا اور انہیں قتل کرنا تو حلال تھا، مگر انہیں قیدی بنانا حلال نہیں رہا؟ میں نے کہا: تیسری بات کون سی ہے؟ کہنے لگے انہوں (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ) نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ کاٹ دیا ہے، اگر وہ امیر المومنین نہیں ہیں تو پھر ضرور وہ امیر الکافرین ہوں گے۔ میں نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی کوئی چیز تمہارے پاس ہے؟ کہنے لگے: بس یہی باتیں ہمارے لیے کافی ہیں۔ میں نے ان سے کہا: آپ کا یہ کہنا کہ انہوں نے مردوں کو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں ثالث بنایا ہے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے آیت پڑھ کر سناتا ہوں جو تمہارے دعوے کو باطل کر دے گی۔ تو کیا جب تمہارا دعویٰ باطل ہو جائے گا تم اپنی بات سے رجوع کر لو گے۔ کہنے لگے: ہاں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے معاملے میں مردوں کو ثالث بنایا ہے، جو کہ ایک چوتھائی درہم ایک خرگوش کی قیمت ہے۔ اور پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''جو کوئی

پھر یہ لوگ جمع ہو گئے اور جو بھی مسلمان ان کے قریب سے گزرتا اس کو قتل کر دیتے۔ انہوں نے سیّدنا عبد اللہ بن خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کو قتل کیا؛ اور ان کی بیوی کا پیٹ چاک کر دیا۔ جب جناب علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: انہیں کس نے قتل کیا ہے؟ تو جواب میں کہنے لگے: ہم سب نے انہیں قتل کیا ہے۔ پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلہ کے لیے ایک لشکر تیار کیا، نہروان کے مقام پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا، اور انہیں انتہائی عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

تم میں سے (احرام کی حالت میں) جان بوجھ کر (یہ جان کر کہ میں احرام باندھے ہوں) شکار کو مار ڈالے تو چوپائے جانوروں میں سے ویسا ہی جانور جس کو مارا ہے بدلے میں دے تم میں سے دو معتبر شخص اس کو ٹھہرا دیں۔'' (المائدہ: ۹۵) اور عورت اور اس کے شوہر کے بارے میں فرمایا: ''اور جو تم ڈرو کہ میاں بی بی میں کھٹ پٹ ہو گی تو ایک پنچائیت خاوند کے کنبے میں سے اور ایک پنچائیت عورت کے کنبے میں سے مقرر کرو۔'' (النساء: ۳۵)

پس میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ باہمی جھگڑوں میں مردوں کو ثالث بنایا جاتا ہے؟ تو کیا ان کا فیصلہ خونریزی سے بچنے کے لیے افضل ہو گا یا ایک خرگوش کی قیمت میں یا عورت کی شرمگاہ کے بارے میں۔ تم کیا سمجھتے ہو کون سی چیز افضل ہے؟ کہنے لگے نہیں بلکہ یہ افضل ہے (کہ خونریزی سے بچا جائے)۔ میں نے کہا: اس شبہ سے اب باہر ہو گئے؟ کہنے لگے: ہاں۔ میں نے کہا: رہی تمہاری یہ بات کہ انہوں نے جنگ کی، نہ ہی مال غنیمت حاصل کیا، اور نہ ہی انہیں قیدی بنایا۔ تو کیا تم اپنی ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بناتے؟ اللہ کی قسم! اگر تم یہ کہو گے کہ وہ ہماری ماں نہیں ہے، تو تم اسلام سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور اللہ کی قسم! اگر تم یہ بھی کہو گے کہ ہم ضرور اسے قیدی بناتے اور انہیں ایسے ہی حلال جانتے جیسے دوسری لونڈیوں کو؛ تو تم اسلام سے نکل جاؤ گے۔ پس تم دو گمراہیوں کے درمیان میں ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''پیغمبر تو مسلمانوں پر خود ان سے زیادہ مہربان ہے اور پیغمبر کی بی بیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔'' (الاحزاب: ٦) کیا اب تم اس شبہ سے بھی باہر نکل گئے۔ کہنے لگے: ہاں۔ میں نے کہا: تمہارا یہ کہنا کہ انہوں نے اپنے نام سے امیر المومنین مٹا دیا ہے۔ میں تمہارے پاس ایسی دلیل لے کر آتا ہوں جس پر تم راضی ہو جاؤ گے۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے دن مشرکین مکہ ابوسفیان بن حرب اور سہل بن عمرو سے صلح کی۔ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ان کے مابین تحریر لکھو! یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی۔ تو مشرکین کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اگر ہم جانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم ہرگز آپ سے جنگ نہ کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ اے علی! اسے مٹا دو اور لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ نے صلح کی۔'' اللہ کی قسم! محمد ﷺ علی سے بہت بہتر تھے، مگر انہوں نے اپنے نام کے ساتھ سے رسول اللہ کا لفظ مٹایا ہے۔ (اس مناظرے کے بعد) ان میں سے دو ہزار آدمی واپس سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی صفوں میں آ گئے، اور باقی نے بغاوت کی، اور سارے کے سارے قتل ہوئے۔

۱۱ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا ظہور

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک، جھوٹے دجالوں کا خروج ہے۔ یہ ایسے لوگ ہوں گے جو جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اپنے جھوٹ سے لوگوں کے درمیان فتنے کو ہوا دیں گے۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کی تعداد تیس ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے دجال نکل جائیں (وہ سب کے سب) ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرتا ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“ (بخاری)

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ نشانی بھی واقع ہو چکی ہے۔ قدیم اور جدید ہر دور میں کافی سارے جھوٹی نبوت کے دعویدار ظاہر ہوئے ہیں اور یہ بات بھی کوئی بعید نہیں ہے کہ کچھ اور دجال اور کذاب بھی ظاہر ہوں یہاں تک کہ سب سے بڑے کانے دجال (مسیح الدجال) کا خروج ہو جائے۔ (اس کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں)

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا:

”بے شک اللہ کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت میں تیس دجال کذاب ظاہر ہوں گے؛ ان کے آخر میں کانا دجال کذاب آئے گا۔“ (مسند احمد، صحیح)

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت اس دن تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے بعض قبائل مشرکین سے جا ملیں گے اور یہاں تک کہ بتوں کی عبادت کریں اور بے شک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(ابو داؤد و ترمذی)

ایک دوسرے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ ستائیس جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی۔ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

آپ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اوران میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ بے شک میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" (مسند احمد، طبرانی)

ماضی کے چند جھوٹے نبی

ماضی میں ان جھوٹے نبیوں کی ایک بڑی تعداد ظاہر ہوچکی ہے؛ (ان میں سے):

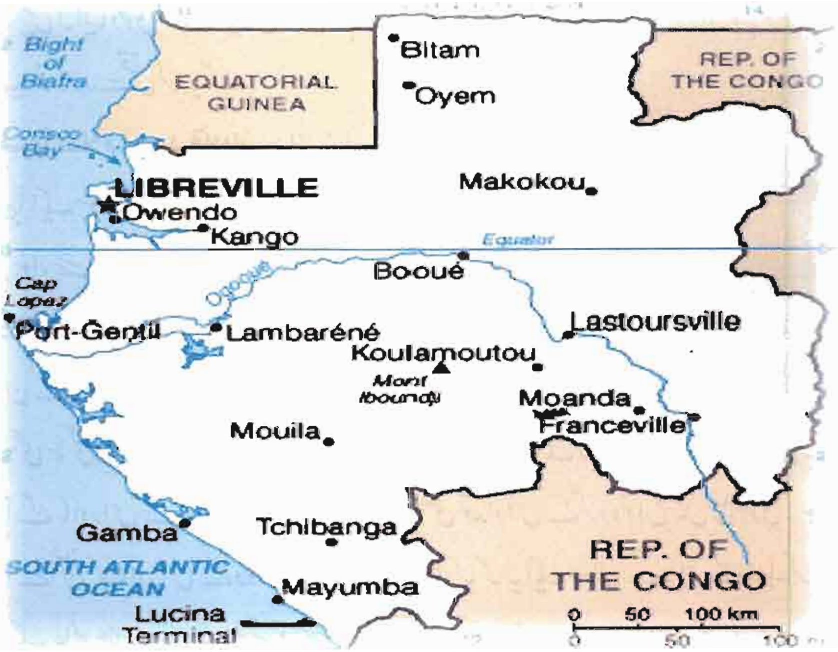
1. نبی کریم ﷺ کی زندگی کے آخری دور میں یمن میں اسود عنسی نے مرتد ہوکر نبی ہونے کا دعویٰ کردیا۔ اس کا مرتد ہونا نبی کریم ﷺ کی زندگی میں پہلا مرتد ہونے کا واقعہ تھا۔ اس کے ساتھ جو بھی لڑاکے تھے وہ بھی (اس مرتد کے دفاع کے لیے) حرکت میں آگئے۔ تین یا چار ماہ کے عرصہ میں پورے یمن پر غالب آگیا۔ رسول اکرم ﷺ نے یمن کے مسلمانوں کی طرف ایک خط بھیجا، جس میں لوگوں کو اس سے جنگ کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ لوگوں نے آپ کی پکار پر لبیک کہا، اور اس جھوٹے شخص کو اس کی بیوی کی مدد سے اس کے گھر میں قتل کردیا۔ اس جھوٹے نے اس بیوی کا پہلا شوہر قتل کردینے کے بعد اس سے جبری شادی کرلی تھی۔ یہ عورت اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والی تھی۔ اس ملعون کے قتل ہونے سے اسلام اور اہل اسلام پھر سے یمن پر غالب آگئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک خط لکھا، مگر اس سے پہلے اسی رات آپ کے پاس آسمانوں سے خبر پہنچ چکی تھی؛ اور آپؐ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعینؓ کو بتادیا تھا۔ اس جھوٹے نبی کے ظاہر ہونے سے لے کر اس کے قتل ہونے تک تقریباً تین یا چار ماہ کا عرصہ یمن پر اس کا غلبہ رہا۔

2. **طلیحہ بن خویلد الأسدی**: کئی بار اس سے مسلمانوں کی جنگیں ہوئیں۔ پھر یہ مسلمان ہوگیا، اور اچھا مسلمان ثابت ہوا، اور مسلمانوں کے لشکر سے مل کر جنگیں لڑیں۔ جہاد میں بہت سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا، آخر کار معرکہ نہاوند میں شہادت پائی۔

3. **مسیلمہ کذاب**: ان ہی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے ایک مسیلمہ کذاب تھا۔ اس کا گمان تھا کہ اندھیرے میں اس کے پاس وحی آتی ہے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے جناب

خالد بن ولید، حضرت عکرمہ بن ابو جہل اور سیّدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ مسیلمہ نے اپنے چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان لوگوں کا استقبال کیا۔ ان کے مابین انتہائی خون ریز جنگ لڑی گئی۔ جس میں ہزیمت مسیلمہ اوراس کے ماننے والوں کا مقدر رہی۔ آخر کار یہ جھوٹا نبی سیّدنا وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا؛ اللہ تعالیٰ نے حق کی نصرت فرمائی اور توحید کا جھنڈا بلند ہوگیا۔

۴ **سجاح بنت حارث**: اس کا تعلق قبیلہ بنو تغلب سے تھا۔ یہ عیسائی عربوں کی ایک عورت تھی۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے خاندان میں سے اور باہر کے لوگوں کی ایک جماعت اس کے آس پاس جمع ہوگئی۔ اس نے اپنے آس پاس کے قبیلوں پر شب خون مارا۔ اور اپنی پیش قدمی کو جاری رکھتے ہوئے یمامہ جا پہنچی۔ جہاں پر اس نے مسیلمہ کذاب کی تصدیق کرتے ہوئے اس پر اپنے ایمان کا اظہار کیا، اوراس کے ساتھ شادی رچالی۔ جب مسیلمہ قتل ہوگئے تو یہ اپنے علاقے میں واپس چلی گئی۔ اور اپنی قوم بنی تغلب میں ہی مقیم رہی۔ اس کے بعد اس نے بھی اسلام قبول کرلیا، اور ایک اچھی مسلمان ثابت ہوئی۔ پھر اس کے بعد بصرہ منتقل ہوگئی؛ اور وہیں پر اس کا انتقال ہوا۔



۵ **مختار ثقفی** :تابعین کرام کے زمانے میں اس کا خروج ہوا۔اس نے سب سے پہلے اپنے آپ کو ایک شیعہ کے طور پر ظاہر کیا،جس کی وجہ سے اس کے آس پاس شیعہ کی ایک بڑی جماعت جمع ہوگئی۔ یہ گمان کرتا تھا کہ اس کے پاس جبرئیل امین وحی لے کر آتے ہیں۔اس کے اور سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے مابین کئی معرکے ہوئے، آخر کار یہ ملعون مارا گیا۔

۶ **حارث بن سعید** : ان ہی جھوٹوں میں سے ایک حارث بن سعید کذاب بھی تھا۔جس نے پہلے پہل دمشق میں عبادت گزاری ظاہر کی۔ پھر یہ گمان کرنے لگا کہ وہ نبی ہے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس بات کی خبر خلیفہ عبد الملک بن مروان تک پہنچ گئی ہے تو چھپ گیا۔ بصرہ کے ایک آدمی نے اس کے گھر کا پتہ لگالیا۔ اور اس نے ظاہری طور پر خود کو اس کے ماننے والوں میں سے ایک بتایا۔ حارث نے اپنے خواص کو حکم دے دیا کہ جب بھی یہ شخص اس کے پاس آنا چاہے تو اسے نہ روکا جائے۔ اس شخص نے یہ خبر عبد الملک بن مروان تک پہنچائی۔ جس نے اس آدمی کے ساتھ ایک لشکر بھیجا جنہوں نے اس آدمی کو گرفتار کرلیا۔ اسے عبد الملک کے پاس لایا گیا۔عبد الملک نے علماء و فقہاء کی ایک جماعت کا انتخاب کیا تاکہ وہ اسے وعظ و نصیحت کریں اور سمجھائیں کہ ایسا دعویٰ صرف شیطانی دعویٰ ہے۔ جب اس نے ان علماء کی بات ماننے اور توبہ کرنے سے انکار کردیا؛ تو پھر اسے قتل کردیا گیا۔



۷ **مرزا غلام احمد قادیانی** : اس زمانے میں تقریباً ایک سو سال پہلے ہندوستان میں ایک آدمی ظاہر ہوا، جسے غلام احمد قادیانی کہا جاتا تھا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ اور اس کے ذہن میں یہ بات بھی سما گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی ہے کہ وہ اسی سال تک زندہ رہے گا۔ (لوگ اس کے دھوکے میں آگئے) اور اس کے ماننے والوں کی ایک اچھی خاصی تعداد اس کے گرد و نواح میں جمع ہوگئی۔ علمائے کرام نے اسے چیلنج کیا، اور اس کے دعووں پر رد کیا۔ اور بیان کیا کہ یہ ایک دجال ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے والوں میں ایک عالم جناب ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تھے۔ علمائے کرام میں سے یہ صاحب ثناء اللہ رحمہ اللہ کے خلاف

بہت ہی سخت ثابت ہوئے۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۸ء میں قادیانی نے انہیں چیلنج کیا کہ ان دونوں میں سے جھوٹا اور کذاب دوسرے کی زندگی میں ہی مرجائے گا؛ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ سچے کی زندگی میں جھوٹے کو موت دے اور اس پر طاعون کی بیماری مسلط کرے جس سے اس کی موت واقع ہو۔ ایک سال کے بعد قادیانی کی دعا قبول ہوگئی۔ اس کے خاتمہ کے متعلق اس کے سسر کا بیان ہے کہ ''جب اس کی بیماری شدت پکڑ گئی تو اس نے مجھے جگایا، میں اس کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ تکلیف کی شدت میں مبتلا تھا۔ وہ مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا: مجھے ''کولیرا'' ہوگیا ہے؛ پھر اس کے بعد وہ ایک کلمہ بھی صاف طور پر نہیں بول سکا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ ❶



مرزا غلام احمد قادیانی (جھوٹا نبی)

جھوٹے نبیوں کے ظہور کا یہ سلسلہ ایک کے بعد ایک کر کے جاری رہے گا، یہاں تک کہ وہ تعداد پوری ہوجائے جس کے متعلق ہمیں سچے نبی جناب محمد ﷺ نے خبر دی ہے۔ یہاں تک کہ ان سب کے آخر میں دجال اعظم (مسیح الدجال) آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ اور پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جو کہ اللہ کے ایک سچے نبی ہیں، آخری نبی کے سچے امتی کی حیثیت سے نازل ہوں گے، اور اس دجال کو قتل کریں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: بڑی نشانی ا۔۲۔)

یہاں پر بعض لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ آپ نے تو تیس جھوٹے نبیوں کے ظاہر ہونے کے متعلق خبر دی تھی، مگر آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان کی تعداد اس سے کہیں بڑھ کر ہے؛ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ''ان تیس سے مراد وہ تیس ہیں جن کی شہرت ہوگی اور بڑی تعداد میں ان کے ماننے والے ہوں گے، اور ممکن ہے کہ کہیں پر یہ لوگ اپنا ملک قائم کرنے میں بھی کامیاب ہوجائیں، مگر جو لوگ ان کے علاوہ ہوں گے وہ کسی شمار میں نہیں آئیں گے۔

❶ اور یوں یہ مردود اپنے انجام کو پہنچا؛ ثناء اللہ صاحب اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ جھوٹے نبیوں کے دعوے اور ان کے عجیب وغریب قصے جاننے کے لیے انتظار کیجیے میری کتاب: "المتنبئون و المهديون۔" (جھوٹے نبی اور مہدی) اس کا اردو ترجمہ بھی بہت جلد ہی آجائے گا ...مترجم)

۱۲ امن وامان اور فراختگی کا پھیل جانا

مسلمانوں نے ایک لمبا عرصہ مکہ اور مدینہ میں گزارا، اس عرصے میں وہ دشمنوں سے لڑتے بھی رہے اور مزید معرکوں کے انتظار میں (تیار) بھی رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ کچھ سال گزرنے کے ساتھ ساتھ امن بڑھ جائے گا، اور آسودگی پھیل جائے گی۔ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:



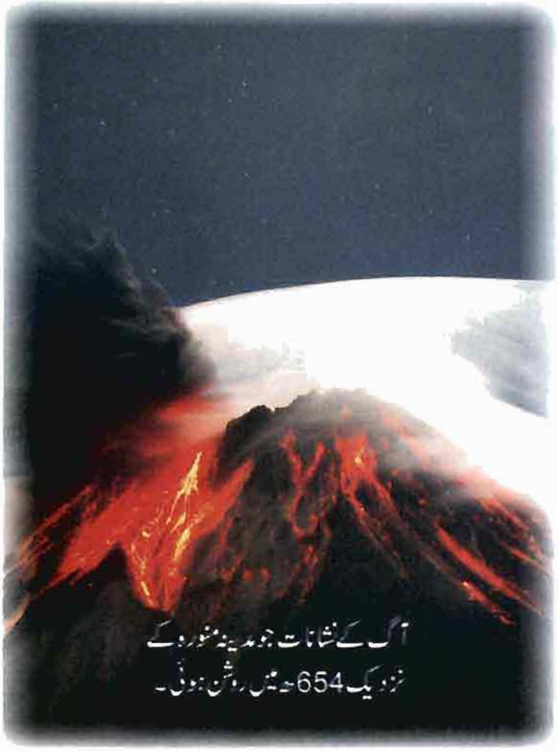
''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عرب کی سرزمین پر سرسبز وشاداب چراگاہیں اور نہریں ہوں گی۔ اور ایک سوار عراق اور مکہ کے درمیان سفر کرے گا، اسے راستہ بھٹک جانے کے علاوہ کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور ہرج بہت بڑھ جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل۔'' (مسند احمد)

اس کی تائید سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عدی سے کہا: ''اے عدی! کیا تم نے حیرہ (ایک بستی کا نام ہے) دیکھا ہے؟ میں نے کہا: میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم دیکھ لوگے کہ ایک بڑھیا عورت حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرے گی؛ اللہ کے علاوہ اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔'' (بخاری)

اللہ کے حکم سے مال بہت زیادہ ہوگا، اور بہہ پڑے گا، امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے میں ظلم و زیادتی کی جگہ امن عام ہو جائے گا؛ واللہ اعلم۔

۱۳ حجاز سے آگ کا ظاہر ہونا

قیامت کی جن نشانیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی، ان میں سے ایک مدینہ منورہ کے قریب میں ایک جگہ سے حجازی آگ کا ظاہر ہونا ہے۔ بعض علمائے کرام واضح طور پر کہا ہے کہ یہ آگ ۶۵۴ ہجری میں ظاہر ہو چکی، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آگ کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:



آگ کے نشانات جو مدینہ منورہ کے نزدیک 654ھ میں روشن ہوئی۔

"یہ آگ سرزمین حجاز سے ظاہر ہوئی جس نے بصریٰ میں بیٹھے ہوئے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دیں۔"

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: "زمینِ حجاز سے آگ نکلنے تک قامت قائم نہ ہوگی جو کہ بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔"

اور کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تین مہینے تک رہی۔ اور مدینہ کی عورتیں اس آگ کی روشنی میں سوت کاتا کرتی تھیں۔ ابوشامہ اس آگ کے متعلق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بدھ کی رات ۳ جمادی الآخر ۶۵۴ ہجری کو مدینہ میں آوازیں پیدا ہوئیں اور تیز ہوا چلی؛ اس کے بعد زلزلہ آیا، جس سے زمین کانپ گئی؛ چھتیں، دیواریں اور لکڑیاں لرزہ براندام ہونے لگیں۔ (اسی مہینے کے) جمعہ کے دن تک ہر گھنٹے کے بعد ایسا ہوتا رہا۔ پھر بنی قریظہ کے قریب حرہ کے علاقے میں بہت

بڑی آگ ظاہر ہوئی۔ ہم اس آگ کو اپنے گھروں سے مدینہ کے اندر دیکھتے تھے۔ گویا کہ وہ ہمارے ہاں ایک بہت بڑی آگ ہو۔ وادیٔ خطا کی طرف اس آگ سے وادیاں بہہ پڑیں اور اس آگ کی چنگاریاں گویا کہ ایک ''محل'' ہوتی تھیں۔"



۱۴ ترکوں سے جنگ



یہ گزر چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں سے چند جنگوں اور معرکوں کے بارے میں بھی خبر دی تھی جو کہ مسلمانوں کے مابین اور بیرونی دشمنوں کے ساتھ پیش آئیں گے۔ انہی میں سے ایک معرکہ مسلمانوں اور

ترکوں ❶ کے مابین پیش آنے والا معرکہ تھا۔ یہ معرکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور میں بنو امیہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں پیش آ چکا؛ جس میں ترکوں کو شکست ہوئی، اور مسلمانوں نے مال غنیمت پایا۔











نقشہ نمبر 3، تا تاری حکومت 603ھ میں۔



نقشہ نمبر 12، تا تاری لشکر جو بغداد کے محاصرے میں شریک تھے۔



نقشہ نمبر 15، ملک شام کے زوال کے بعد تا تاری حکومت۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس حدیث کو پہنچاتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

---

❶ ترک بائیس قبیلے تھے۔ ان میں سے اکیس قبیلوں کو ذوالقرنین نے دیوار بنا کر اس کے پیچھے بند کر دیا، اور صرف ایک قبیلہ باہر رہ گیا، انہیں ڈیم میں بند نہ کرنے کی وجہ سے انہیں (تُرِک) کہا گیا۔ جو بعد میں (تُرک) ہو گیا۔ ان لوگوں کو باقی ہم قوم لوگوں کے ساتھ بند نہیں کیا گیا۔
دیکھیں: مرقاۃ المفاتیح ۱۵/ ۲۹۳

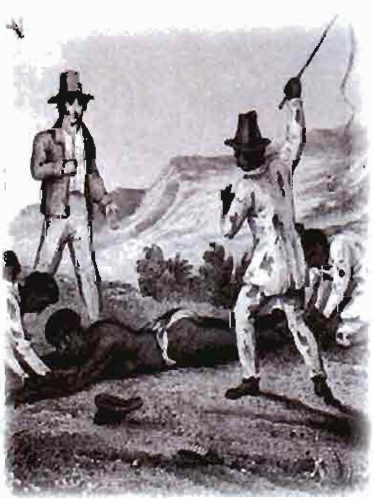
"قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم ترکوں سے جنگ کرو؛ چھوٹی آنکھوں والے، سرخ چہروں والے، اور چپٹی ہوئی ناک والے؛ ان کے چہرے چمڑہ دار ڈھال کی طرح چوڑے چوڑے ہوں گے، اور قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔" (متفق علیہ)

۱۵ ظالموں کا ظہور جو لوگوں کو کوڑوں سے ماریں گے

قیامت کی وہ نشانیاں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے، ان میں سے ایک ظالم حکمرانوں کے ظالم مددگار ہیں۔ جو لوگوں کو ایسے کوڑوں سے ماریں گے جو گائے کی دم سے مشابہت رکھتے ہوں گے۔ یہ کوڑے کئی طرح کے ہوسکتے ہیں، مثلاً: برقی کوڑے، لاٹھیاں اور چمڑے کے کوڑے وغیرہ۔

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آخری زمانے میں اس امت پر ایسے لوگ مسلط ہوں گے جن کے پاس گائے کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے، وہ اللہ کے غصے میں صبح کریں گے، اور اللہ کے غضب میں شام کریں گے۔" (مسند احمد)



سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ انہیں میں نے نہیں دیکھا ایک قسم تو اس قوم کے لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس گایوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور وہ لوگوں کو ان کوڑوں سے ماریں گے۔" (مسلم)

اور جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تو ایک ایسی قوم کو دیکھے گا کہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کے طرح کوڑے ہوں گے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب میں صبح کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں شام کریں گے۔“ (مسلم)

اس آخری حدیث میں اگرچہ مارنے کی وضاحت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کے بیان سے اشارہ ہے کہ وہ لوگوں پر بہت زیادہ ظلم وزیادتی کرتے ہوں گے، (اس وجہ سے اللہ کے عذاب اور ناراضی کے مستحق ٹھہریں گے۔)

١٦ قتل وغارت کی کثرت

قیامت کی جو نشانیاں رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہیں، ان میں سے ایک قتل و غارت کی کثرت ہے۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی کسی کو قتل کرے گا تو اسے معلوم نہیں ہوگا، کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے، اور نہ ہی مقتول کو علم ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر ایسا دن آئے گا کہ قاتل نہ جان سکے گا کہ اس نے کس وجہ سے قتل کیا اور نہ مقتول، کہ اسے کس وجہ سے قتل کیا گیا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: ایسا کیسے ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: بکثرت خون ریزی ہوگی اور قاتل ومقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔“ (مسلم)

یہ قتل و غارت امیر المؤمنین سیّدنا عثمان بن

عفان رضی اللہ عنہ کے قتل سے شروع ہوا۔ اور یہ لڑائیاں بغیر کسی تشفی بخش سبب کے روز بروز بڑھتی ہی رہیں۔ جن کی بھینٹ ہزاروں لوگ چڑھ گئے۔ حتی کہ ہمارے اس دور میں جب کہ تباہ کن اسلحہ ایجاد ہو چکا ہے؛ جو کہ انتہائی خونریز معرکوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (تو بم گرانے والے کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کس کو اور کیوں مار رہا ہے، اور نہ ہی قتل ہونے والے کو علم ہوتا ہے کہ اسے کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔)

بعض جنگوں میں قتل ہونے والوں کی تعداد:

- پہلی عالمی جنگ میں ایک کروڑ پچاس لاکھ لوگ مارے گئے۔
- دوسری عالمی جنگ میں ساڑھے پانچ کروڑ لوگ مارے گئے۔
- ویت نام کی جنگ میں تیس لاکھ لوگ مارے گئے۔
- روس کی داخلی سرد جنگ میں ایک کروڑ لوگ مارے گئے۔
- اسپین کی جنگ میں ایک کروڑ بیس لاکھ لوگ مارے گئے۔
- ایران وعراق (پہلی خلیجی) جنگ میں دس لاکھ لوگ مارے گئے۔
- عراق پر امریکی حملے میں دس لاکھ لوگ مارے گئے۔

اگر چہ ان میں سے بعض جنگوں پر یہ حدیث صادق نہیں آتی کہ قاتل کو علم نہیں ہوگا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے۔ مگر پھر بھی میں نے یہ عدد اس لیے یہاں پر بیان کیا ہے تا کہ قتل و غارت پھیل جانے کا علم ہو سکے۔

۱۷ امانت کا ضائع ہو جانا اور دلوں سے اس کا اٹھ جانا

جب کسی مناسب کام پر مناسب آدمی کو مامور کیا جائے تو یہ امت کی بقاء کے لیے ایک ستون کا کام دیتا ہے۔ انسانوں اور ملکوں کی اصلاح اور معاشرتی ترقی اسی میں ہے۔ مگر جب امانت ضائع ہو جائیں تو پیمانے الٹ (معیار



بدل) جاتے ہیں۔اور لوگوں کے راز تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور جب معاملات نا اہل آدمی کے سپرد کر دیے جائیں تو افراتفری پھیل جاتی ہے، یہی وہ بات ہے جس کے پیش آنے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ امانت کا ضائع ہو جانا لوگوں میں فساد پیدا ہونے کا ایک سبب ہے۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ:

''امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتری، پھر قرآن نازل ہوا، سو ان لوگوں نے قرآن سے اس کا حکم جان لیا، پھر سنت سے جان لیا۔''

پھر حضرت حذیفہ نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ:

''آدمی نیند سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی اور اس کا ایک دھندلا سا نشان رہ جائے گا۔ پھر سوئے گا تو باقی امانت بھی اس کے دل سے نکال لی جائے گی۔ تو اس کا نشان آبلہ کی طرح باقی رہے گا۔ جیسے چنگاری کو اپنے پاؤں سے لڑھکائے اور وہ پھول جائے اور تو اس کو ابھرا ہوا دیکھے حالانکہ اس میں کوئی چیز نہیں۔ (پھر آپ نے کنکریاں لیں اور اپنی ٹانگ پر لڑھکا کر دیکھائیں) پھر حالت یہ ہوگی کہ لوگ آپس میں خرید و فروخت کریں گے لیکن کوئی امانت کو ادا نہیں کرے گا یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک امانت دار آدمی ہے اور کسی کے متعلق کہا جائے گا کہ کس قدر عاقل ہے کس قدر ظریف ہے اور کس قدر شجاع ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی بھر بھی ایمان نہ ہو۔''

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''اور ہم پر ایک زمانہ ایسا گزر چکا ہے کہ کسی کے ہاتھ خرید و فروخت کرنے میں کچھ پرواہ نہ ہوتی تھی۔ اگر مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام اور نصرانی یا یہودی ہوتا تو اس کے مددگار گمراہی سے باز رکھتے؛ لیکن آج کل فلاں فلاں (یعنی خاص) لوگوں سے ہی خرید و فروخت کرتا ہوں۔'' (متفق علیه)

جب لوگوں کے اکثریت سے اچھائیاں اور خوبیاں ختم ہو جائیں، اور معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کیے جائیں، امانت ضائع ہو جائے، تو قیامت قریب تر ہوگی۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''ایک دن نبی کریم ﷺ مجلس میں لوگوں سے کچھ بیان کر رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ جواب نہ

دیا اور اپنی بات بیان کرتے رہے، اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کا کہنا سن تولیا، مگر (چونکہ) اس کی بات آپ کو بری معلوم ہوئی، اس سبب سے آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ (یہ بات نہیں ہے) بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں، یہاں تک کہ جب آپ اپنی بات ختم کر چکے تو فرمایا کہ کہاں ہے (میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد یہ لفظ تھے) قیامت کا پوچھنے والا؟ سائل نے کہا: یا رسول اللہ! میں موجود ہوں، آپ نے فرمایا: جس وقت امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔''

اس نے پوچھا کہ امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جب کام نا اہل لوگوں کے سپرد کیا جائے، تو تو قیامت کا انتظار کرنا۔'' (بخاری)

یہ علامات بھی ہمارے معاشرے میں سو فیصد پوری اتر رہی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ وزارتوں ؛ یونیورسٹیوں اور معاشرتی مناصب جن کا تعلق عوامی مصلحتوں سے ہے؛ پر بہت سارے ایسے لوگ فائز ہیں جو ان مناصب کے اہل نہیں ہیں۔ یہاں پر ایسے لوگوں کو فائز نہیں کیا جاتا جو اس کام کے اہل، امانت دار، اور لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنے والے ہوں۔ بلکہ اب تو ان منصبوں پر وہ لوگ فائز ہوتے ہیں جن کا کسی بڑے ذمہ دار سے تعلق اور واسطہ ہو، یا اس کے کسی تائید کنندہ کے ساتھ مشترکہ فوائد اور مصلحتیں ہوں، یا اس کے مشابہ کوئی اور معاملہ ہو۔

ہاں رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا:

''جب معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کردیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔''

۱۸ سابقہ امتوں کی اتباع

وہ بڑے فتنے جن سے آج کل مسلمان دو چار ہیں ؛ ان میں سے ایک فتنہ اندھی تقلید اور یہود و نصاریٰ یا دوسرے کافروں کے رسوم و رواج ، عادات اور طور طریقے اپنانے اور ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی کہ آپ کی امت میں سے ایک گروہ اپنی عادات؛ طبیعت اور دیگر امورِ حیات میں سابقہ گمراہ امتوں، یعنی یہود و نصاریٰ کی تقلید کرے گا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"قیامت اس وقت نہ آئے گی جب تک کہ میری امت تمام باتوں میں اگلی امتوں کے بالکل اسی طرح برابر نہ ہو جائے گی، جس طرح ایک بالشت بالشت کے برابر اور ایک گز گز کے برابر ہوتا ہے، کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا روم اور فارس کی طرح؟ آپ نے فرمایا کہ کیا ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہیں۔" (بخاری)



اس میں سے اکثر چیز جس سے ڈرایا گیا تھا وہ پیش آ چکی ہے، اور باقی بھی ایسے ہی پیش آئے گی جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم پہلی امتوں کی اس طرح پیروی کرو گے جس طرح بالشت بالشت کے برابر اور گز گز کے برابر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے سوراخ میں گئے ہوں گے تو تم ان کی پیروی کرو گے ہم لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں گے، آپ نے فرمایا کہ اور کون ہو سکتا ہے۔" (متفق علیہ)

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "ہاتھ، بالشت اور گوہ کے سوراخ میں داخل ہونا یہ ان لوگوں کی تقلید اور اقتدا کے لیے بطور مثال کے بیان کیا گیا ہے۔" (فتح الباری: ۲۰/ ۳۸۷)

یہود و نصاریٰ کی تقلید کرنا مذموم ہے۔ اس سے مقصود یہ نہیں ہے کہ ہم ان کے ساتھ سائنس (اور فنی علوم میں) تجربات میں تبادلہء خیال کریں۔ ان کی ایجادات اور اداری نظام سے فائدہ اٹھائیں، جو کہ ہمارے دین کے مخالف نہیں ہے۔ بلکہ مذموم تقلید وہ ہے کہ ہم ان کے لباس؛ عادات اور معاشرتی معاملات میں برتاؤ کی کیفیت میں ان لوگوں کی تقلید کریں۔ جیسے کہ زن و مرد کا اختلاط، بے پردگی، یا مالی (سودی) نظام جو کہ ہمارے دین کے خلاف ہے۔

۱۹ لونڈی کا اپنے آقا کو جنم دینا

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لونڈی (مملوکہ) ایسے لڑکے کو جنے گی جو اس کا آقا بن جائے گا۔ اس کی ایک کیفیت یہ ہوسکتی ہے کہ کوئی آزاد شخص اپنی لونڈی سے جماع کرے، وہ اس جماع سے حاملہ ہو جائے، پھر بیٹے کو جنم دے، یہ بیٹا جوان ہو جائے۔ ایک شخص آزاد ہو، مگر اس کا باپ زندہ ہو، اور ماں ابھی تک لونڈی ہو، تو یہ لڑکا بھی اس عورت کے لیے آقا ہی تصور ہوگا۔

حضرت جبرئیل والی حدیث میں ہے جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''ہاں میں اس کی علامات تمہیں بتا دیتا ہوں جب تم دیکھو کہ عورتیں اپنے مالکوں کو جنم دے رہی ہیں......'' (تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔) (مسلم)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ'' لونڈیاں بادشاہوں کو جنم دیں گی۔ تو اس طرح ماں اس کی رعیت میں سے ایک ہوگی اور یہ بادشاہ اپنی رعیت کا سردار ہوگا۔

۲۰ لباس پہنے ہوئے مگر ننگی عورتیں

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بے پردگی اور حیا باختگی کا عام ہو جانا ہے۔ عورتیں ایسے تنگ لباس پہن کر نکلیں گی جن سے ان کے جسم کی پوری پوری حالت و کیفیت معلوم ہو رہی ہوگی۔ یا پھر ان کے لباس اتنے باریک اور تنگ ہوں گے جن سے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ان کا ستر صاف کھلا ہوا نظر آرہا ہوگا۔ وہ ظاہری طور پر تو لباس

پہنے ہوئے ہوں گی، مگر وہ حقیقت میں اپنے لباس کے تنگ اور شفاف ہونے کی وجہ سے ننگی ہوں گی؛ کیونکہ اس لباس سے ان کے فتنہ پھیلانے والے اعضاء صاف نظر آ رہے ہوں گے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ انہیں میں نے نہیں دیکھا ایک قسم تو اس قوم کے لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس گایوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور وہ لوگوں کو ان کوڑوں سے ماریں گے، اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے کہ جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی دوسرے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مائل ہوں گی ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ایک طرف کو جھکے ہوئے ہوں گے اور یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہوگی۔'' (مسلم)

۲۱ ننگے پاؤں اور ننگے سر چلنے والوں کا بڑی عمارتوں کی تعمیر میں فخر کرنا

قیامت کی وہ نشانیاں جو کہ پیش آ چکی ہیں اور جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی ان میں سے ایک نشانی لوگوں کا بڑی شاندار اور بلند و بالا عمارتوں پر فخر کرنا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے وہ لوگ ننگے پاؤں چلنے والے اور بکریاں چرانے والے ہوں گے۔

یہ مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہونے اور ان میں مال و دولت کی کثرت ہو جانے؛ اور دنیا کے بارے میں آپس میں ایک دوسرے پر سبقت بازی کی فضاء قائم ہو جانے کے بعد ہوگا۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث جبرئیل میں مروی ہے، جب جبرئیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے ایمان، اسلام اور قیامت کے بارے میں پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قیامت کی نشانیوں کے بارے میں خبر دی؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

• ننگے پاؤں اور ننگے سر چلنے والوں کا بڑی عمارتوں کی تعمیر میں فخر کرنا

”قیامت کی علامات میں سے یہ بات ہے کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تو دیکھے گا کہ ننگے پاں ننگے جسم تنگ دست چرواہے بڑی بڑی عمارتوں پر اترائیں گے۔“ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے:

”جب آپ دیکھیں کہ ننگے پاؤں چلنے والے، بھوکے اور بے کس (فقیر) لوگ، لوگوں کے سردار بن



جائیں تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ بھوکے فقیر کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''عرب۔'' (مسند احمد ، البانی نے صحیح کہا ہے۔)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنا حرام نہیں ہیں جب کہ ان میں لوگوں کا فائدہ ہو، اور یہ تکبر، فخر اور ایک دوسرے پر اترانے کے لیے نہ بنائی جائیں۔

عمارتوں کے بنانے میں (تطاول) یعنی انہیں اونچا اور لمبا کرنا اس وقت ممکن ہوگا جب بہت زیادہ منزلیں تعمیر کی جائیں اور انہیں اوپر اٹھایا جائے اور عمارتوں کو خوبصورت اور پائیدار بنایا جائے، گھروں کو وسیع کیا جائے اور ان میں مجالس اور مرافقین (ہم راہیوں و ہم نشینوں) کی کثرت ہو۔

یہ تمام باتیں ہمارے زمانے میں اس وقت پیش آ چکی ہیں جب کہ لوگوں کے پاس مال بہت زیادہ ہو چکا ہے؛ اور ان پر دنیا کے دروازے ہر طرح سے کھول دیے گئے ہیں۔

اس سے مقصود یہ ہے کہ بکریاں چرانے والے بادیہ نشین بادیہ چھوڑ دیں گے اور بڑی بڑی عمارتوں کی تعمیر پر توجہ دینے لگیں گے؛ اپنی عمارتوں اور گھروں؛ برج اور ٹاورز کی تعمیر پر ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے ہوئے تکبر و فخر کا اظہار کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک اس طرح تعمیر کرے گا کہ اس کی عمارت دوسرے کی عمارت سے بلند ہو۔ اونچی اونچی عمارتوں کا تعمیر کرنا آج کل عربوں میں اور غیر عربوں میں عام ہے۔ یہاں تک حکومتیں اونچی عمارتیں تعمیر کرنے میں آپس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگی ہیں؛ اور اس میں ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کرتی ہیں۔

۲۲ صرف خاص لوگوں کو سلام کرنا

اللہ تعالیٰ نے آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا اس لیے مشروع کیا ہے تاکہ آپس میں محبت اور تعلق کی ایک نشانی ہو۔ پس اس لیے سنت یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے، مالدار غریب کو سلام کرے، اور عربی اور عجمی، کالا اور گورا آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں، خواہ وہ ایک دوسرے کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے، جب تک ایمان نہ لے آؤ اور اس وقت تک ایمان

نہیں لا سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگ جاؤ؛ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم آپس میں محبت کرنے لگ جاؤ گے؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔" (مسلم)



قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ صرف خاص لوگوں کو سلام کیا جائے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان صرف اسے سلام کرے گا جسے پہچانتا ہوگا، اور جس سے شناسائی نہیں ہوگی اسے سلام نہیں کرے گا، حالانکہ سنت تو یہ ہے کہ ہر مسلمان کو سلام کیا جائے خواہ اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

جناب ابو جعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملا، اور کہا: "اے عبد اللہ بن مسعود! السلام علیکم۔" تو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا؛ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے:

"بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ کوئی آدمی مسجد سے گزرے گا، مگر دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد) نہیں پڑھے گا؛ اور صرف اسے سلام کرے گا جسے وہ پہچانتا ہوگا۔" (صحیح ابن خزیمہ)

بخاری اور مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کھانا کھلاؤ اور سلام کرو، ہر شخص کو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہیں سلام کرو۔"

٢٣ ٢٤ ٢٥

• تجارت کا عام ہو جانا • عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ تجارت میں شریک ہونا

• بعض تاجروں کا بازاروں پر راج ہونا

اس سے مراد لوگوں کے لیے آسان ترین کام ہو جانے کی وجہ سے تجارت کا پھیل جانا اور عام ہو جانا ہے۔ یہاں تک کہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ تجارت (کے اداری نظام) میں شریک ہوگی۔ یہ (پہلی) دونوں نشانیاں

ایک حدیث میں ایک ساتھ وارد ہوئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک قیامت سے پہلے یہ نشانیاں ظاہر ہوں گی، جان پہچان کے لوگوں کو سلام کہنا، تجارت کا عام ہونا یہاں تک کہ عورت اپنے شوہر کی تجارت میں مددگار ہوگی، قطع رحمی، جھوٹی شہادت، سچی گواہی کا چھپانا اور قلم کا ظاہر ہونا۔'' (مسند احمد اور شیخ شعیب ارناؤوط نے حسن کہا ہے۔)





ایک اور جگہ سیدنا عمر بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مال عام ہو جائے گا اور بہت بڑھ جائے گا، تجارت عام ہو جائے گی، علم ظاہر ہوگا، ایک آدمی مال فروخت کرے گا؛ لیکن پھر انکار کر دے گا اور کہے گا: نہیں؛ میں پہلے فلاں آدمی سے مشورہ کرلوں (یعنی بدعہدی کرے گا) اور ایک بڑے محلہ میں کوئی لکھنے والا (منشی یا محرر) تلاش کیا جائے گا، تو نہیں ملے گا۔'' (نسائی اور امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔)

یہاں پر نبی کریم ﷺ کے فرمان کہ ''ایک آدمی مال فروخت کرے گا؛ لیکن پھر انکار کر دے گا اور کہے گا: نہیں؛ میں پہلے فلاں آدمی سے مشورہ کرلوں (یعنی بدعہدی کرے گا) اور ایک بڑے محلہ میں کوئی لکھنے والا (منشی یا محرر) تلاش کیا جائے گا، تو نہیں ملے گا۔'' سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ بڑے تاجر، یا اصلی سرمایہ کار یا ان کے قابل اعتماد ایجنٹ جو کہ مال کی درآمد اور برآمد کا کاروبار کر رہے ہوں گے، مارکیٹ پر ان کا غلبہ ہوگا، اور وہی لوگ قیمتیں کنٹرول کریں گے، اور چھوٹے درجے کے تاجر اپنی مرضی سے اپنے مال میں کوئی تصرف کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے۔ یا ان کے لیے یہ شرط لگائی جائے گی کہ مال دوسرے (بڑے) تاجر کی موجودگی میں (یا اس کی اجازت سے ہی) فروخت کیا جائے۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان کہ ''اور ایک بڑے محلہ میں کوئی لکھنے والا (منشی یا محرر) تلاش کیا جائے گا، تو نہیں ملے گا۔'' حالانکہ آپ ﷺ نے کتابت کے عام ہو جانے کی خبر بھی دی ہے۔ اس سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ اس سے مراد لکھائی و کتابت کے جدید وسائل ہیں جیسے کمپیوٹر، (ٹائپ رائٹر) موبائل؛ اور زبانی کلام بول کر اسے ترجمہ کرنے کے سافٹ ویئر اور اس طرح کی دوسری چیزیں۔ سو آخر کار ایسی نسل پیدا ہوگی جو یا تو لکھنا جانتے ہی نہیں ہوں گے؛ یا پھر وہ اچھی طرح لکھنے کے اہل نہیں ہوں گے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں پر کتابت سے مراد تجارت کے لیے معاہدہ کا لکھنے والا ہو؛ جو کہ خرید و فروخت کی شروط اور اس کے احکام جانتا ہو جو کہ لوگوں کے درمیان معاہدے صرف اللہ کی رضا کے لیے بغیر کسی لالچ کے تحریر کرے۔

۲۶ جھوٹی گواہی

جھوٹی گواہی یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے پر گواہی دیتے ہوئے جھوٹ سے کام لے۔ اور وہ بہتان تراشی کرتے ہوئے اور جھوٹ بولتے ہوئے گواہی دے کہ فلاں کا فلاں پر حق ہے۔ ایسا کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ حدیث میں آتا ہے:



''نبی کریم ﷺ نے تین بار فرمایا کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ (ضرور بتایئے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا والدین کی نافرمانی کرنا'' آپ ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے؛ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''سن لو! جھوٹ بولنا [بہت بڑا گناہ ہے]۔'' (متفق علیہ)

جھوٹ کا لوگوں کے مابین پھیل جانا، اور اس کے بارے میں سستی کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ جیسا کہ سابقہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک قیامت سے بیشتر کچھ نشانیاں ظاہر ہوں گی ...... اور ان میں سے ایک نشانی بتائی کہ ...... اور جھوٹی گواہی عام ہو جائے گی۔'' (مسند احمد، شعیب ارناؤوط نے حسن کہا ہے۔)

جھوٹی گواہی جج یا فیصلہ کرنے والے حاکم کے پاس ہی بیان کرنے کے لیے خاص نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہر قسم کی گواہی کے لیے عام ہے، جیسا کہ بعض لوگ آپس میں ایک دوسرے کے پاس گواہی دیتے ہیں۔ اور ملازمین اپنے کارخانوں یا کمپنیوں کے ذمہ داروں کے سامنے جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ ایسے ہی سکولوں اور یونیورسٹیوں کے

طالب علموں کی ایک دوسرے کے خلاف جھوٹی گواہی اور والدین کے سامنے اولاد کی گواہی۔

نبی کریم ﷺ نے جھوٹی گواہی دینے اور جھوٹی قسم کھا کر یا بہتان باندھ کر لوگوں کا مال ناحق کھانے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو کوئی جھوٹی قسم سے کسی مسلمان کا حق مارتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''جو لوگ اللہ کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور اُن) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں اُن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں، اُن سے اللہ نہ کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کو دردناک والا عذاب ہوگا۔'' (آل عمران: ۷۷)

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو کوئی جھوٹی قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا حق مارتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو واجب کر دیتے ہیں اور جنت کو اس کے لیے حرام کر دیتے ہیں۔'' ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! اگرچہ وہ بہت تھوڑی چیز ہی کیوں نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: خواہ اراک (ایک درخت کا نام) کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔'' (رواہ مسلم)

۲۷ سچی گواہی کا چھپانا

اللہ عزوجل نے مسلمان کو حکم دیا ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کی جائے، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم؛ سو جتنا ممکن ہو سکے ظالم کو اس کے ظلم سے روکا جائے، اور مظلوم کو اس کا حق دلوایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے گواہی چھپانے کو حرام ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا، جو اُس کو چھپائے گا وہ دل کا گنہگار ہوگا۔'' (البقرہ: ۲۸۳)

آخری زمانے میں لوگ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ماریں گے، اور جو لوگ اس کی حقیقت کو جانتے ہوں گے، وہ بیان کرنے سے خاموش رہیں گے، وہ قدرت ہونے کے باوجود حق بات کہنے سے باز رہیں گے، اس



کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ گواہی کے ادا کرنے پر اپنی ذاتی مصلحتوں پر تر
دیں گے۔ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے جیسا کہ
حدیث میں گزر چکا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''بے شک قیامت سے پیشتر کچھ نشانیاں ظاہر ہوں گی...... اور
میں سے ایک نشانی بتائی کہ...... اور لوگ سچی گواہی کو چھپا
گے۔'' (مسند احمد، شعیب ارناؤوط نے حسن کہا ہے۔)

۲۸ جہالت کا پھیل جانا

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا تھا، ارشاد فرمایا:
''اے پیغمبر! آپ دعا کریں اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرمادے۔'' (طہ: ۱۱٤)
سو نبی کریم ﷺ (بذریعہ وحی) علم سیکھتے اور لوگوں کو سکھاتے۔
آپ ﷺ نے جہالت کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:
''بے شک اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں، ہر ایک تندخو، بازاروں میں (باآواز بلند) چیخنے والے، رات کے مردار اور دن کو گدھے کی طرح پھرنے والے کو، جسے اپنی دنیا کا تو پتہ ہے مگر آخرت سے لاعلم ہے۔'' (صحیح ابن حبان)
آپ ﷺ نے اس بات کی خبر دی تھی کہ جہالت کا پھیل جانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔
آپ ﷺ نے فرمایا: آئندہ زمانہ میں علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت اور فتنے غالب ہوجائیں گے۔'' (البخاری)
اور ایک دوسری روایت میں ہے: ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ'' قیامت سے چند دن پہلے ایسے ہوں گے ان میں علم اٹھالیا جائے گا، اور جہالت طاری ہوجائے گی۔'' (مسند احمد)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں انہیں یہ معلوم نہیں ہوگا کہ نماز کیا ہے؟ اور روزہ کیا ہے؟ اور صدقہ کیا ہے؟“ (طبرانی)



آپ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت سے پہلے کچھ نشانیاں ظاہر ہوں گی ...... ان میں ایک یہ بھی تھی کہ: جہالت پھیل جائے گی۔“ (مسند احمد، شعیب ارناؤوط نے حسن کہا ہے۔)

جو کوئی آج کل کے بہت سارے اسلامی ممالک کے بسنے والے لوگوں کے حالات پر اگر غور وفکر کرے تو پتہ چلے گا کہ لوگوں کو اسی بات کا پتہ ہے جس کا تعلق ان کی معیشت یا دوسری مصلحتوں سے ہے۔ کسی ایک کو یہ تو معلوم ہوگا کہ کمپیوٹر کیسے استعمال کرے، اور موبائل فون کیسے استعمال کرے؛ گاڑی کیسے چلائے؛ اور اس طرح کے دیگر امور۔ اور اگر آپ اسی شخص سے یہ پوچھیں کہ ﴿اللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ کا کیا معنی ہے؟ اور ﴿غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ کا کیا معنی ہے؟ اور نماز میں سجدہ سہو کب کیا جائے گا؟ سلام سے پہلے یا سلام کے بعد؟ تو آپ اس کی بالائی منزل کو ان معلومات سے بالکل خالی پائیں گے۔

ہاں، کیوں نہیں، جہالت پھیل جائے گی......

ایک دن مجھ سے ایک طالب علم نے سوال کیا: کیا نفل نماز پڑھنے سے پہلے بھی وضو کرنا واجب ہے یا صرف فرض نماز سے پہلے وضو کیا جاتا ہے؟ مجھے اس کے سوال پر بہت تعجب ہوا؛ مگر میرا یہ تعجب اس وقت اور بھی بڑھ گیا جب مجھے یہ پتہ چلا کہ یہ انسان بی اے کے تیسرے سمسٹر کا طالب علم ہے۔

اس جہالت کے ساتھ دیگر مسائل کو بھی شامل کر لیجیے۔ بہت سارے لوگ طلاق، نکاح، خرید وفروخت اور عبادات کے احکام سے بالکل لاعلم ہیں، حالانکہ یہ مسائل جاننے کی بہت سخت ضرورت ہے۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ اس کا سبب غفلت میں ڈالنے والی چیزوں (جیسے ٹی وی وغیرہ) کی کثرت اور لوگوں کی اپنے معاش میں مشغولیت؛ علمی حلقوں میں بیٹھنے کو ترک کرنا؛ اور شرعی کتابوں کا مطالعہ چھوڑ دینا ہے۔ (واللہ المستعان)

۲۹ ۳۰ ۳۱

• بخل اور خود غرضی کا عام ہو جانا • قطع رحمی

• ہمسائے سے برا سلوک

قیامت کی نشانیوں میں سے نفسیاتی امراض کا پھیل جانا ہے جن کی وجہ سے معاشرتی وحدت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ ان امراض میں سے ایک خود غرضی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ خود غرضی عام ہو جائے۔'' (طبرانی فی اوسط)

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاملہ دنیا میں شدت بڑھتی ہی جائے گی اور دنیا میں ادبار (افلاس اخلاق رذیلہ) بڑھتا ہی جائے گا لوگ بخیل سے بخیل تر ہوتے جائیں گے۔'' (ابن ماجہ)



نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کا زمانہ قریب ہوگا، تو عمل کم ہو جائیں گے بخل پیدا ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور ہرج کی کثرت ہوگی۔'' (بخاری)

(شح) خود غرضی سے مراد مال کی حرص کے ساتھ ساتھ بخل ہے۔
اور ہر اس چیز کو عربی میں (شح) کہا جاتا ہے جو دل کے لیے مال خرچ کرنے یا نیکی کے کام کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بدگوئی اور فاشی عام نہ ہو جائے اور قطع رحمی کی جانے لگے اور پڑوس والوں کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔'' (مسند احمد، مستدرك حاكم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ فحاشی اور بخل پھیل جائے: خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا۔ وعول (سردار لوگ) مر جائیں

گے اورتحوت (کمینے) لوگ غالب آجائیں گے۔''

آپ سے پوچھا گیا:''یارسول اللہ! وعول کیا ہےاور تحوت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:''وعول



لوگوں کے بڑے اور سردار ہیں لوگ ہیں اور تحوت وہ لوگ ہیں جولوگوں کے قدموں کے نیچے ہوا کرتے تھے، اوران کا کوئی پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔''(مستدرك حاكم ، طبراني في الاوسط، سلسله صحيحه للالباني:٣٢١١)

جس چیز کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی وہ پیش آ چکی ہے۔ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ فساد لوگوں کے مابین چارسو پھیلا ہوا ہے؛قطع رحمی اور پڑوس کے ساتھ براسلوک کیا جارہا ہے۔پیار ومحبت اورصلہ رحمی کی جگہ بغض ونفرت اورقطع رحمی نے لے لی ہے۔یہاں تک کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے بارے میں نہیں جانتا کہ کون ہے ؟اورلوگوں میں ایسے بھی ہیں جنہیں اپنے انتہائی قریبی رشتہ داروں کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ۔

۳۲ فحاشی کاظہور

فحاشی : سُستی سے ایسالباس پہننے کا نام ہے جس سے انسان ننگا نظر آرہا ہو۔اور بول چال میں ایسے الفاظ استعمال کرنے کوفحاشی کہا جاتا ہے جن کے بولنے میں حیا آتی ہو۔اورایسے ہی گالم گلوچ اورلعن طعن کرنا اور بیہودہ گوئی سے کام لینا بھی فحاشی کے دائرے میں آتا ہے۔نبی کریم ﷺ نہ ہی فحش انسان تھے اور نہ ہی فحش گوئی سے کام لیتے تھے۔قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فحش عام ہوجائے؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ فحاشی پھیل جائے۔''

۳۳ امین کو خائن اور خائن کو امین بنانا

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ یہ گزر چکا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک امانت کا اٹھ جانا ہے۔ اور یہ کہ کام نا اہل لوگوں کے سپرد کیے جائیں گے۔ اور قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ امانت دار انسان کو خائن کہا جائے گا؛ یعنی اس کی امانت داری میں شک کیا جائے گا اور اس کی امانت داری اور سچائی پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ جب کہ دوسری جانب جھوٹے؛ منافق اور خائن پر اعتماد کیا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ......اور فرمایا:......خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا۔'' (دیکھیں نشانی نمبر ۱۷)

۳۴ شریف لوگوں کی ہلاکت اور گھٹیا لوگوں کا غلبہ

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ شریف لوگ، قوموں کے سردار اور حکیم اہل علم وعقل مر جائیں گے۔ پھر ان کی جگہ دوسرے لوگ آئیں گے۔ تو نچلے درجے کے لوگ اوپر آجائیں گے۔ یہ لوگوں میں سے جاہل ترین نچلے طبقے کے اور فسادی ہوں گے، اس لیے کہ ان کے لیے جگہ خالی ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ (اور فرمایا) ......وعول (سردار لوگ) مر جائیں گے اور تحوت (کمتر) لوگ غالب آجائیں گے۔''

آپ سے پوچھا گیا: ''یا رسول اللہ! وعول کیا ہے اور تحوت کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: وعول لوگوں کے بڑے اور سردار ہیں لوگ ہیں اور تحوت وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے قدموں کے نیچے ہوا

کرتے تھے، اوران کا کوئی پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔" (مستدرك حاكم ، طبرانی فی الاوسط ، سلسله صحيحه للالبانی:۳۲۱۱)

نچلے طبقے کے لوگوں کا غلبہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ انہیں مختلف منصبوں پر فائز کیا جائے اور ذرائع نشر واشاعت کو ان کی خدمت میں لگا دیا جائے۔ ان کے آس پاس ڈھول باجے والوں کی کثرت ہو۔ وعول سے مراد شریف لوگ، عقل مند، خیر خواہ، اور لوگوں سے چھپ کر رہنے والے ہیں جو کہ ذرائع نشر واشاعت سے دور رہیں گے۔ پس لوگوں میں وہی شخص شہرت رکھے گا جو گانے بجانے، رقص وسرور؛ فحاشی اور بدکرداری کو معمولی سمجھتا ہو۔ رہے وہ سائنس دان، انجینئر طب اور ھندسہ کے ماہر اور اس طرح کے دوسرے لوگ، ان کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔



اب یہ علامت ہر طرح سے ظاہر ہے۔

اگرچہ ابھی تک لوگوں کی ایک بڑی تعداد دینی پروگراموں، مثلاً لیکچر اور درس وغیرہ میں شریک ہوتے ہیں، اور آپ دیکھیں گے کہ اکثر اسلامی ممالک میں عام مسلمان لوگ علماء اور دعوتِ دین کا کام کرنے والوں کا بڑا احترام کرتے ہیں؛ اور علم و ذکر کی مجالس میں شرکت کے لیے بڑی حرص رکھتے ہیں۔ سیٹلائٹ چینلز پر پیش کیے جانے والے دینی پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں۔ اور روز بروز دینی چینلز بڑھ رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بہت بڑی تعداد میں غیر مسلم لوگ بھی ان پروگراموں سے استفادہ کرتے ہیں جس سے بہت بڑا فائدہ بھی ہوا ہے۔

۳۵ مال کے حلال وحرام کی پرواہ نہ کرنا

جب مسلمان کا تقویٰ اور ورع کم ہوجائے تو اس کا دین بھی کم ہوجاتا ہے اور جب دین کم ہوجاتا ہے تو انسان شبہات میں گرفتار ہوجاتا ہے اور پھر حرام میں واقع ہوجاتا ہے؛ پھر وہ مال کی آمدن کے ذرائع کی کوئی پروا نہیں کرتا، کیا وہ مال حلال طریقے سے کمایا ہے یا حرام سے۔ یہ ہمارے زمانے میں ایسے ہی واقع ہوچکا ہے، جیسے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جب انسان پرواہ نہیں کرے گا کہ اس کا مال حلال کا ہے یا حرام کا۔"



اگر آپ آج کے حالات پر غور وفکر کریں تو دیکھیں گے کہ بہت سارے لوگ اندھے ہو کر جیسے تیسے حلال وحرام کی تمیز کے بغیر مال جمع کرنے کے لیے لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔

اس کی وجہ عقد (معاہدہ) کا لکھنا چھوڑ دینا ہے (اس کی پروا نہیں کی جاتی) اور نہ ہی لوگ حرام ملازمت اور حرام تجارت کی کوئی پروا کرتے ہیں۔ جیسے کہ نشہ آور سامان کی خرید و فروخت، شراب کی تجارت، عورتوں کے ایسے لباس کی تجارت جس میں وہ ننگی نظر آتی ہیں اور سودی لین دین۔ یا پھر تجارتی دکانیں ایسے لوگوں کو کرایہ پر دینا جو کہ حرام کاروبار کرتے ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اے لوگو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔"

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیزوں کے علاوہ کچھ بھی قبول نہیں کرتا۔ ہر وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہوا ہو، جہنم اس کی زیادہ حقدار ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ جو انسان شبہات والی چیزوں سے بچتا اور دور رہتا ہے وہ لوگوں میں غریب محسوس کیا جاتا ہے۔

بلکہ بسا اوقات ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ جو انسان رشوت قبول نہ کرتا ہو، وہ زیادہ دیر تک اپنے منصب یا وظیفہ پر نہ رہ سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو شخص شبہوں کی چیزوں میں مبتلا ہو جائے؛ وہ یقیناً حرام میں مبتلا ہو گیا۔" (متفق علیہ)

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہدایت دے اور دین پر ثابت قدم رکھے۔

۲۶ مال فے کو اپنی دولت سمجھنا

فے اس مال کو کہا جاتا ہے جو مجاہدین کو غنیمت میں حاصل ہو، خواہ مال کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں ؛ اور بغیر کسی قتال کے حاصل ہو جائے، خواہ دشمن کے بھاگ جانے کی وجہ سے ہاتھ لگے یا دشمن ہتھیار ڈال کر یہ مال اپنے ہاتھوں سے حوالے کر دے۔ اور اس مال کی تقسیم اسی طرح ہوتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں حکم دیا ہے:

"اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تا کہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے۔" (الحشر: ۷)

اللہ تعالیٰ نے اس مال کو ایسے تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے جیسے کہ اس کی شریعت میں نظام مقرر ہے۔ تا کہ صرف مالدار لوگ اس کی وجہ سے فقراء و مساکین پر غالب نہ رہیں۔ آخری زمانے میں لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام تقسیم کی مخالفت کریں گے۔ مال غنیمت اور مال فے کو صرف مالدار اور غنی آپس میں ہی تقسیم کریں گے، (غرباء اور مساکین کو پوچھیں گے بھی نہیں) جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب مال غنیمت کو ذاتی دولت سمجھا جائے گا امانت مال غنیمت بن جائے گی۔" (ترمذی۔ پوری حدیث علامت نمبر ۴۵ میں آرہی ہے۔)

۲۷ امانت کو غنیمت سمجھنا

اللہ تعالیٰ نے امانت کی حفاظت کرنے اور اسے اس کے مالک کو لوٹانے کا حکم دیا ہے، ارشاد الٰہی ہے:



''اللہ تعالیٰ تمھیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ۔'' (النساء: ۵۸)

آخری زمانے میں ایک مالدار آدمی کے پاس امانت رکھی جائے گی تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے۔ مگر وہ اسے غنیمت جان کر اپنی ملکیت بنالے گا اور اس کے اصل مالک سے جھگڑا کرے گا اور اسے امانت واپس نہیں لوٹائے گا۔

۳۸ زکوٰۃ کو تاوان سمجھنا

(لوگوں کو زکوٰۃ ادا کرنا اچھا نہیں لگے گا؛ وہ اسے تاوان سمجھنے لگیں گے)

اصل تو یہ ہے کہ مال اور سونے چاندی کی زکوٰۃ ادا کرکے دلی خوشی محسوس ہونی چاہیے؛ اس لیے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی مال کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ رب کی رضامندی (کا سامان) بھی ہے۔ یہ نہ ہی تو کوئی ٹیکس ہے اور نہ ہی جرمانہ۔ آخری زمانے میں بدترین قسم کی لالچ اور خودغرضی عام ہو جائے گی۔ بعض مالدار لوگ زکوٰۃ ادا کرتے ہوئے یہ تصور کریں گے کہ وہ تاوان ادا کر رہے ہیں؛ حالانکہ وہ ان کی رضامندی سے وصول کی جا رہی ہوگی۔ تو وہ اپنے دل کی خوشی کے بغیر زکوٰۃ ادا کرے گا، سو اسے اچھی نیت نہ ہونے کی وجہ سے اس پر کوئی اجر نہیں ملے گا۔

۳۹ غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرنا

اصل یہ ہے کہ انسان علم شرعی کے سیکھنے سکھانے اور نشر کرنے کو عبادت سمجھ کر یہ فریضہ ادا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''یقیناً اللہ تعالیٰ، فرشتے اور تمام اہل زمین و آسمان یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں اس

شخص کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں اور رحمت بھیجتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتا ہے۔'' (ترمذی)



آخری زمانے میں لوگ قرآن و حدیث اور فقہ کا علم غیر اللہ کے لیے حاصل کریں گے، جس سے مقصود شہرت کمانا، غلبہ حاصل کرنا یا اس طرح کے دیگر مقاصد ہوں۔ جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مال غنیمت کو ذاتی دولت سمجھا جائے گا؛......اور علم کا حصول غیر دین کے لیے ہوگا ......'' (یہ پوری حدیث علامت نمبر ۴۵ میں آ رہی ہے۔)

۴۰ بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی انسان اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا اور اپنی ماں کی نافرمانی اور ناراضگی میں اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔ یہ بیشتر اوقات اپنے والد کی نافرمانی کرے گا۔ یہ بات آج کل بالکل عیاں ہے۔ اس بات کا اکثر اوقات مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ ماں گھر میں اکیلی ہی رہتی ہے؛ بہت کم ہی اس کے بیٹے اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں یا اس کی ملاقات کے لیے جاتے ہیں۔ جب کہ والدین کے مقابلہ میں بیوی اور بچے عزت و تونگری اور خوشحالی میں سیر سپاٹوں میں مصروف ہیں۔ اور اگر کہیں پر کوئی ماں باپ اپنے بیٹوں کے ساتھ رہتے بھی ہیں تو ان کا ایسے خیال نہیں رکھا جاتا جیسے باقی لوگوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا



''جب مال غنیمت کو ذاتی دولت سمجھا جائے گا ......اور انسان اپنی

بیوی کا مطیع اور ماں کا نافرمان ہو جائے گا دوست کے ساتھ وفا اور باپ کے ساتھ بے وفائی کرے گا .....''
(مکمل حدیث کے لیے دیکھیں علامت ۴۵)

۴۱ دوست کی قربت اور والد سے دوری



اس قسم کی نافرمانی بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے دوستوں یاروں اور ساتھیوں کے ساتھ مجلس لگانے اور گپ شپ کرنے میں خوشی محسوس کرے، اور ماں باپ کو چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ ایسا بھی اکثر ہوگا کہ والدین کی مجلس سے بڑھ کر خوشی دوست و احباب کی مجلس میں محسوس کی جائے۔ خصوصاً اس وقت جب باپ عمر میں کافی بڑا بھی ہو، اور پوچھ گچھ کرنے والا ٹوکنے والا، اور تنقید و ملامت کرنے والا بھی ہو۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی لازم ہے کہ انسان اپنے والدین کے حقوق پہچانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' (البقرۃ: ۸۳)

٤٢ مساجد میں شور وشرابا

اصل یہ ہے کہ مساجد (اللہ کے گھر ہیں، انہیں) سکون اور وقار ہی ڈھانکے رہے۔ مگر قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مساجد میں آوازیں بلند کی جائیں گی اور مساجد میں لڑائیاں اور جھگڑے ہوں گے۔



٤٣ قبائل پر فاسق لوگوں کی قیادت

قیادت و سیادت کے لیے اصل یہ ہے کہ شریف ترین، صالح ترین علماء اور حکماء لوگ اپنے قبائل اور عوام

الناس کی قیادت کریں گے۔ مگر آخر میں ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ فاسق و فاجر (اور نچلے درجے کے) لوگ قوموں کی قیادت کریں گے۔ ایسا یا تو ان کے پاس مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے ہوگا یا پھر ان کے تعلقات کی یا بڑے پن کے اظہار یا جرات یا پھر اس کے اونچے حسب و نسب کی وجہ سے ہوگا۔

۴۴ قوم کے سب سے گھٹیا انسان کا بڑا بن جانا

یہ نشانی بھی اپنے سے پہلے والی نشانی سے مشابہ ہے۔ یعنی قوم پر وہ آدمی بڑا بن جائے؛ خواہ ایسا کسی سفر میں ہو، یا کسی اجتماعی کام میں؛ ان پر ایسا آدمی سردار ہو جائے جو اس کے لائق اور مناسب نہیں ہے (نہ ہی وہ حکمت رکھتا ہے اور نہ ہی کوئی نیک نامی) بلکہ اس کا شمار ذلیل ترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ ایسا یا تو اس وقت ہوگا جب زمانے میں ہر طرف فساد ہی پھیلا ہوگا، یا پھر اس وقت ہوگا جب ذلیل لوگوں کا غلبہ ہو جائے گا۔

۴۵ کسی شخص کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کرنا

یہ اس وقت ہوگا جب شریر لوگ خود ساختہ طور پر بڑے بن جائیں گے، یا پھر ان کا غلبہ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ کسی انسان کو اپنی مجلسوں میں بلانے اور اس کی عزت کرنے کے لیے مجبور ہو جائیں گے۔ اور بیشتر اوقات ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی تکلیف اور شر سے بچنے کے لیے اس کے سر پر بوسہ بھی لیا جائے، اس لیے کہ اس کی بغاوت اور ظلم حد سے بڑھا ہوا ہوگا، (اور لوگ اس سے ڈر رہے ہوں گے) ان تمام نشانیوں کے بارے میں وہ

حدیث بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے جسے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کیا روایت ہے۔

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب مال غنیمت کو ذاتی دولت سمجھا جائے گا امانت مال غنیمت بن جائے گی زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جانے لگے گا علم کا حصول غیر دین کے لیے ہوگا انسان اپنی بیوی کا مطیع اور ماں کا نافرمان ہو جائے گا دوست کے ساتھ وفا اور باپ کے ساتھ بے وفائی کرے گا مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی قبیلے کی سرداری فاسقوں کے ہاتھوں میں آجائے گی ذلیل شخص قوم کا رہبر بن جائے گا اور کسی شخص کو اس کے شر سے ڈرتے ہوئے قابل تعظیم سمجھا جائے گا، گانے والی لڑکیاں اور گانے بجانے کا سامان رواج پکڑ جائیں گے، شراب پی جائے گی اور امت کے آخری لوگ گزرے ہوؤں پر لعن طعن کریں گے تو پھر وہ لوگ سرخ آندھی زلزلے خسف چہرے کے بدلنے اور آسمان سے پتھر برسنے کے عذابوں کا انتظار کریں اس وقت نشانیاں اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے کسی پرانی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور پے درپے گرنے لگیں۔'' ❶

٤٦ ٤٧ ٤٨ ٤٩

لونڈیوں کو حلال سمجھنا • ریشم کو حلال سمجھنا
شراب کو حلال سمجھنا • گانے بجانے کے آلات کو حلال سمجھنا

واضح ترین حرام چیزوں میں سے، جن کے حرام ہونے سے کوئی بھی مسلمان انجان نہیں ہے، زنا، شراب نوشی، اور انتہائی بیہودہ قسم کا میوزک اور مردوں کا ریشم پہننا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر دی تھی کہ آپ کی

❶ اسے امام ترمذی نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، اور فرمایا ہے یہ حدیث غریب ہے۔ اس حدیث کی سند میں رمیح الجذامی ہے، جو کہ مجہول ہے۔ اس حدیث کی شاہد روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس کی سند میں فرج بن فضالہ ہے۔ اور دوسری روایت طبرانی نے سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، جس کی سند میں عبدالحمید بن ابراہیم ہے۔

امت میں آخری زمانے میں ایسا گروہ ضرور آئے گا جو ان حرام چیزوں کو حلال سمجھے گا۔ اور اسے قیامت کے قریب ہونے کی نشانیوں میں سے ایک شمار کیا ہے۔

ان حرام چیزوں کو حلال سمجھنے سے مراد دوباتوں میں سے ایک ہے :

۱ ان امور کو حلال سمجھنے کا عقیدہ رکھنا کہ یہ چیزیں حرام نہیں ہیں۔

۲ ان حرکات کے ارتکاب کا عادی ہوجانا اور ان کا لوگوں کے مابین ایسے پھیل جانا کہ نہ ہی دل ان پر انکار کریں اور نہ ہی زبان سے ان کا انکار کیا جائے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو ان حرکات کا ارتکاب کرتے ہوئے ان کی حرمت کا احساس اور شعور بھی نہیں ہوگا۔ سیّدنا ابو عامر اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم اور شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال سمجھیں گے۔ اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیں گے، چرواہے صبح وشام ان کے مویشی لائیں گے اور لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے: "کل آنا" لیکن اللہ تعالیٰ رات ہی رات ان کو ان کی اس سرکشی کی وجہ سے ہلاک کردے گا۔ پہاڑ کو ان پر گرادے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے سور اور بندر کی شکل میں بگاڑ دیا جائے گا۔" (بخاری)



آج کل کے اس دور میں بہت سارے اسلامی ممالک میں لوگ زنا اور شراب کے بارے میں انتہائی سستی کا شکار ہیں۔ اور حالات ایسے ہوگئے ہیں کہ قحبہ خانوں اور میکدوں کو قانونی تحفظ حاصل ہورہا ہے۔ اور سرکاری تقریبات میں زانیہ عورتوں کو پورے پروٹوکول کے ساتھ مدعو کیا جارہا ہے۔ جب کہ شراب کا معاملہ تو بہت ہی آگے بڑھ چکا ہے۔ اسلامی ممالک کی بڑی تجارتی منڈیوں میں اس کی دن دیہاڑے سرے عام خرید وفروخت ہورہی ہے۔ سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا:

''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھ دیں گے۔ اور ان کی سر پرستی میں باجے بجیں گے اور گانے والیاں گائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کی شکلوں کو بگاڑ کر خنزیر اور بندر بنادے گا۔'' (حدیث صحیح ، ابن ماجه)


اسلامی ملکوں میں شراب کی تجارت عام ہوگی

آج کے اس دور میں خطرناک ترین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جس سے لوگوں کو آزمایا جارہا ہے وہ گانوں کا سننا اور آلات طرب کا عام ہونا ہے۔ جو کہ دل میں پیدا ہونے والے امراض کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ جن سے انسان اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز کی ادائیگی ؛ قرآن پاک کی تلاوت اور اس سے فائدہ حاصل کرنے سے رک جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لہو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔'' (لقمان: ٦)

مفسرین نے لغو باتوں کی تفسیر گانے بجانے کے آلات سے کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے گانے بجانے کے آلات، زنا کاری اور شرب نوشی کو ایک ہی جگہ ملا کر بیان کیا ہے، فرمایا:

''میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال سمجھیں گے۔'' (اس کی وجہ ان چیزوں کا بنا کسی روک ٹوک کے عام ہوجانا ہے۔)

آج کل کے دور میں گانے بجانے کا عام ہونا کسی بیان کا محتاج نہیں رہا۔ ایسے ٹی وی چینل قائم کیے گئے ہیں جو صرف اور صرف مختلف قسم کے میوزک اور گانے بجانے پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور ایسے بہت سے ٹی وی چینلز ایسے ہیں جن کا کام چوبیس گھنٹے موسیقی اور گانے پیش کرنا ہے۔ اس میں کوئی وقفہ نہیں ہوتا ؛ نہ ہی خبر و اخبار کے لیے

نہ ہی تلاوت قرآن کے لیے۔ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے سچے ہونے کی ایک دلیل ہے۔ مسلمان پر واجب ہوتا ہے کہ وہ ان چیزوں سے بچ کر رہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بے شک گانا بجانا دل میں نفاق کو ایسے پیدا کرتا ہے جیسے پانی سے فصلیں اگتی ہیں۔"







۵۰ لوگوں کا موت کی تمنا کرنا

رسول اللہ ﷺ نے ایسا زمانہ آنے کی خبر دی تھی جس میں ظلم اور فتنے اور آزمائشیں اس قدر بڑھ جائیں گے کہ کوئی انسان اپنے کسی دوست کی قبر پر سے گزرے گا تو تمنی کرے گا: اے کاش! وہ اس قبر میں اپنے ساتھی کی جگہ ہوتا؛ وہ ایسی تمنا شدید آزمائشوں کی وجہ سے کرے گا تاکہ وہ ان سختیوں اور پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کرے جن کی تلخی موت سے بھی بڑھ کر ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی قبر

کے قریب سے گزرے گا تو اس پر لیٹے گا اور کہے گا اے کاش اس قبر کی جگہ میں ہوتا۔'' (متفق علیہ)



سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اگر کوئی انسان موت کو بکتا ہوا پائے تو اسے خرید لے۔''

اس حدیث کا ان احادیث سے کوئی تعارض نہیں ہے جن میں موت کی تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم میں سے کوئی ایک پریشانی پیش آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔'' (مسلم)

اس لیے کہ جس چیز کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکرہ فرمایا ہے کہ آخری زمانے میں واقع ہوگی، وہ صریح طور پر مرنے کی دعا اور تمنا نہیں ہے، بلکہ وہ دل کے اندر معاشرہ میں پھیلے ہوئے گناہوں؛ مصائب اور برائیوں سے چھٹکارا پانے کی ایک تمنا ہے، خواہ موت کے ذریعہ ہی کیوں نہ حاصل ہو۔

اس میں یہ شرط بھی نہیں ہے کہ یہ شعور آخری زمانے میں ہر مسلمان کے دل میں پیدا ہو۔ بلکہ ایسے ہوسکتا ہے کہ یہ بعض ممالک کے مسلمانوں کے دل میں تمنا پیدا ہو؛ اور دوسرے ممالک میں ایسے حالات نہ ہوں۔ یا بعض خاص قسم کے حالات میں دل میں اس قسم کی خواہش پیدا ہو، اور بعض عام حالات میں یہ کیفیت نہ پیدا ہو، اس لیے کہ ایمان میں لوگوں کے مراتب؛ مصائب میں ان کے صبر و تحمل اور برائیوں پر برداشت کی قوت کے مدارج مختلف ہیں۔

۵۱ ایسا وقت آنا کہ انسان صبح کو مومن اور شام کو کافر ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے احوال کے بدل جانے اور فتنوں کی کثرت؛ شہوات کے پھیل جانے اور خیر کم ہو جانے کی وجہ سے ان کے تذبذب اور اختلاف کے بارے میں خبر دی ہے۔ یہاں تک کہ ایک انسان اگر صبح کو



مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے جلد جلد نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے، صبح آدمی ایمان والا ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایمان والا ہوگا اور صبح کافر اور دنیوی نفع کی خاطر اپنا دین بیچ ڈالے گا۔" (بخاری)

اس سے مراد ان فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرنے پر ترغیب دینا ہے جو فتنے انسان کو مشغول کر کے رکھ دیں گے، اور ایسے پے در پے آئیں گے جیسے رات کے اندھیرے ہوتے ہیں جن میں کوئی چاندنی نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انتہائی سخت فتنوں کی ایک قسم بیان کی ہے۔ وہ قسم یہ ہے کہ انسان صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا۔ یعنی وہ ایسے فتنے ہوں گے جن کی وجہ سے ایک دن و رات میں ایسا انقلاب واقع ہوگیا۔ یہ اس زمانے کا وصف بیان ہو رہا ہے جب انسان کا دین انتہائی کمزور ہو جائے گا؛ شبہات کی انتہائی کثرت ہوگی اور اس پر مستزاد اپنے دین سے جہالت (جلتی پر تیل کا کام کرے گی) اور انسان اپنا دین چھوڑ دے گا، اور معمولی سے دنیاوی عوض اور اپنی مصلحت کے بدلے اس کے قدم ڈگمگا جائیں گے، ان میں کوئی ثابت قدمی نہیں ہوگی۔

یہ حدیث ہمارے اس زمانے پورے طور پر پیش آرہی ہے۔ (کہ لوگ صبح کو کچھ ہوتے ہیں اور شام کو کچھ۔)

۵۲ مساجد میں نقش ونگار اوران کی بناوٹ پر فخر کرنا

مساجد کا اصل کردار اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ یہ گھر اسی لیے اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید پر تعمیر کیے جاتے ہیں۔ لیکن آخری زمانے میں بہت سارے لوگ مساجد تعمیر کریں گے اور ان میں نقش ونگار کریں گے۔ اور ہر مسجد بنانے والا اپنی مسجد کی سجاوٹ اور نقش ونگار پر فخر کرے گا۔ بسا اوقات اس چیز کا اظہار کرنے کے لیے نشر و

اشاعت کے ذرائع کو بھی کام میں لایا جائے گا۔ (اس نقش و نگار کی وجہ سے) لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہٹ کر مسجد کے نقش و نگار میں گم ہو جائیں گے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



''قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ لوگ مسجدوں پر فخر نہ کریں گے۔''

بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مساجد کی زینت اور نقش و نگاری سے ڈرایا ہے؛ کیونکہ ایسا کرنے سے دل عبادت، ذکر اور اطاعت سے مشغول ہو جاتا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''تم مسجدوں کو اسی طرح آراستہ کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنے اپنے عبادت خانوں کو آراستہ کیا ہے۔''

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

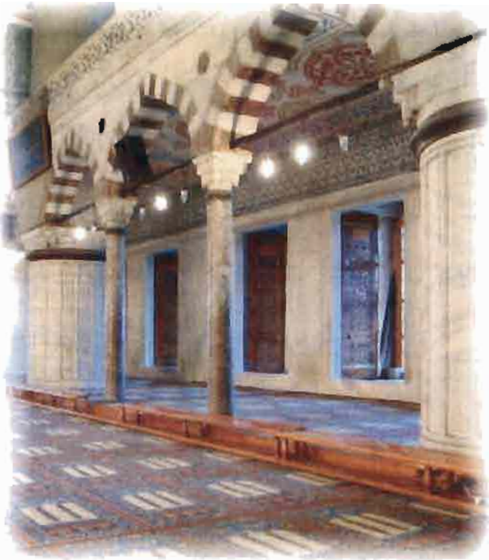
''..... ''تشیید'' (زیب و زینت) کا معنی ہے اونچی اور لمبی عمارت تعمیر کرنا۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے جب اپنی کتابوں میں تحریف کی تھی اور انہیں بدل ڈالا تھا تو انہوں نے اپنے عبادت خانوں کو ایسے تعمیر کیا تھا۔''

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بے شک یہود و نصاریٰ نے اپنے گرجا گھروں اور عبادت خانوں کو اس وقت مزین و منقش کیا تھا جب انہوں نے اپنی کتابوں کو بدل ڈالا؛ اور ان میں تحریف کر دی، اس طرح انہوں نے دین کو ضائع کر دیا اور نقش و نگاری اور زیب و زینت میں کھو گئے۔'' (عمدۃ القاری: ۷/ ٤١)

- ☆ آج کل مساجد کو منقش کرنے کی کئی صورتیں ہیں:
- ☆ ان کی دیواروں پر مختلف قسم کے رنگ کیے جاتے ہیں۔
- ☆ مختلف قسم کی تصاویر لگائی جاتی ہیں۔
- ☆ رنگا رنگ کارپٹ (جائے نماز) بچھائے جاتے ہیں۔

☆ نقش ونگاری کی جاتی ہے اور ایسے فانوس لگائے جاتے ہیں جو انتہائی مزّین اور بیش قیمت ہوتے ہیں۔ معاملہ اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ اگر ان مساجد میں نقش ونگار اور اضافی چیزوں کے اخراجات کا اگر حساب لگایا جائے تو اس پیسے سے کئی مساجد تعمیر ہوسکتی ہیں۔ (یہاں نقش ونگاری کی) ممانعت سے مراد یہ نہیں ہے کہ مساجد کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے، اور ان میں کوئی اچھے قسم کی قالین (جائے نماز وغیرہ) نہ بچھائی جائے، یا انہیں پرانے طرز پر کمزور صورت میں تعمیر کیا جائے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مساجد کی تزئین وآرائش وزیبائش میں مبالغہ سے کام نہ لیا جائے۔ سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:



''جب تم اپنی مساجد کو چونا گچ بنانے لگو اور اپنے مصاحف کو زیور سے آراستہ کرنے لگو، تو تم پر ہلاکت ہے۔''

(صحيح الجامع :٥٨٥)

٥٣ گھروں میں نقش ونگار اور زیب وزینت

بہت زیادہ آسودگی، فضول خرچی، فخر ومباہات اور تکبر ایسے امور ہیں جن کی مذمت قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے:

''اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔'' (انعام: ١٤١)

آخری زمانے میں لوگ اپنے گھروں کی دیواروں پر نقش ونگار اور چتر کاری والے خوبصورت اور قیمتی پردے لگانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں گے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ ایسے گھر تعمیر کرنے لگیں جنہیں کپڑوں کی طرح خوبصورت بنائیں گے۔“
(الادب المفرد، سلسلة الصحيحة: ۲۷۹)

اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ دیواروں پر مطلق طور پر پردہ لگانا یا گھروں کی زیبائش کرنا حرام ہے۔ بلکہ حرام اس معاملہ میں فضول خرچی کرنا؛ اور مال کو بے جا لگانا؛ اور اس پر تکبر اور فخر کرنا ہے۔

۵۴ قرب قیامت میں آسمانی بجلی کی کثرت

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے کہ آسمانی بجلی کی وجہ سے کثرت کے ساتھ لوگوں کی موت واقع ہوگی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قرب قیامت میں آسمانی بجلی کا گرنا بہت زیادہ ہو جائے گا یہاں تک کہ کوئی شخص اپنی قوم کے پاس آئے گا اور پوچھے گا: آج صبح تمہاری طرف کون سا شخص بجلی سے مرا ہے؟ تو وہ کہیں گے: فلاں اور فلاں شخص۔“ (مسند احمد)

نوٹ : ...... حدیث میں وارد لفظ ”صاعقہ“ کا ترجمہ آسمانی بجلی سے کیا ہے، جس کی ایک جھلک آسمان میں گرج کے ساتھ نظر بھی آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے قوم ثمود کو آسمانی گرج کے ساتھ ہلاک کیا تھا۔ ارشاد الٰہی ہے۔

”رہے قوم ثمود، سو ہم نے ان کی بھی راہبری کی، پھر بھی انہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو ترجیح دی



جس بنا پر انہیں سراپا ذلت کے عذاب، کی کڑک نے ان کے کرتوتوں کے باعث پکڑ لیا۔"
(فصلت: ۱۷)

نیز ارشادِ الٰہی ہے:

"اب یہ روگردان ہوں تو کہہ دیجئے! کہ میں تمہیں اس کڑک (عذاب آسمانی) سے ڈراتا ہوں جو مثل عادیوں اور ثمودیوں کی کڑک کے ہوگی۔"
(فصلت: ۱۳)

اس کڑک (بجلی) کی قوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام طاغیہ (سرکش) رکھا ہے؛ ارشادِ الٰہی ہے:

"رہے ثمود کی قوم؛ تو ہم نے انہیں "طاغیہ" آسمانی کڑک سے ہلاک کیا ہے۔" (الحاقة: ۵)

۵۵ کتابت (کتابوں) کی کثرت اور انتشار

کتاب اور کتابت اتنے پھیلے ہوئے نہیں تھے۔ بلکہ عوام میں نہ لکھنا (پڑھنا) غالب اور مروج تھا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ قلم ظاہر ہوگا، کتاب اور کتابت پھیل جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک قیامت سے پہلے یہ نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ جان پہچان کے لوگوں کو سلام کہنا، تجارت کا عام ہونا یہاں تک کہ عورت اپنے شوہر کی تجارت میں مددگار ہوگی، قطع رحمی، جھوٹی شہادت، سچی گواہی کا چھپانا



اور قلم کا ظاہر ہونا۔" (مسند احمد، شیخ شعیب ارناؤوط نے حسن کہا ہے۔)

شاید کہ قلم ظاہر ہونے سے مراد یہ ہو کہ: کتابت اور کتاب پھیل جائیں گے: بہت ساری کتابیں طبع و نشر کی جائیں گی۔ یہاں تک کہ لوگوں کی غالب تعداد کے پاس کتاب میسر ہوگی۔ اس لیے کہ کتاب کی طباعت، تصویر اور نشر و اشاعت کے جدید ترین وسائل میسر ہوں گے۔ مگر اس کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ لوگوں میں اپنے دین سے جہالت اور امور شریعت سے بے خبری منتشر ہے۔ اس کی تائید سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہوگی، علم کم ہو جائے گا، زنا زیادہ ہونے لگے گا اور شراب پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں اتنی زیادہ ہو جائیں گی کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک مرد ہوگا۔" (متفق علیہ)

یہ نشانی ظاہری طور پر ہر اس انسان کو نظر آ سکتی ہے جو ذرا بھر بھی لوگوں کے ان کے دین سے متعلق احوال میں غور و فکر کرے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے۔

٥٦ چرب زبانی اور دروغ گوئی سے مال کمانا

اس بات میں کوئی عیب نہیں ہے کہ انسان مال کمائے یا شرعی طریقے کے مطابق دنیا کمائے۔ اسی قسم سے وہ مشروع کمائی بھی ہے جو بیان: کلام اور حجت کے ذریعہ سے ہوتی ہے، جیسے کہ اساتذہ کرام یا وکلاء حضرات اور

دوسرے لوگ کرتے ہیں، ان کا اکثر اعتماد اسی کام پر ہوتا ہے۔

مگر بری بات یہ ہے کہ انسان اپنی زبان کی کمائی سے دنیا حاصل کرے، یا تو ان لوگوں کی بہت زیادہ مدح سرائی کر کے، اور جھوٹی تعریفیں کر کے جو کہ اس (مدح اور تعریف) کے مستحق نہیں ہیں یا خرید وفروخت میں جھوٹی قسمیں اٹھا کر؛ یا اس کے مشابہ کوئی دوسرے کام کرے۔



سیّدنا عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کے پاس کوئی کام تھا، انہوں نے اپنی ضرورت پیش کرنے سے پہلے سخن وری کی، جیسا کہ لوگ فصیح و بلیغ اور مسجع عبارتوں سے کسی کی تعریف کرتے ہیں، تا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے مقصد تک پہنچ سکیں۔ ایسا کلام سیّدنا سعد نے اس سے پہلے نہیں سنا تھا۔ جب وہ اپنی سخن سرائی سے فارغ ہوگیا تو جناب سعد نے کہا: اے بیٹے! تم اپنے کلام سے فارغ ہوگئے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ فرمانے لگے: تم اپنی ضرورت سے ہرگز اتنے دور نہ تھے۔ اور نہ ہی میں تمہارا یہ کلام سننے سے پہلے تمہارے بارے میں اپنے نفس سے بڑھ کر بے نیاز تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا:

''عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو اپنی زبان سے ایسے کھائیں گے جیسے گائے زمین سے کھاتی ہے۔''

(مسند احمد)

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، بے شک آپ نے فرمایا:

''قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ شریر لوگ اوپر اٹھیں گے اور شریف لوگوں کو گرایا جائے گا، اور بری باتیں کی جائیں گی، اور کام اچھے ہوں گے، اور لوگوں میں ''مساۃ'' پھیل جائے گی؟ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ ''مسـاۃ'' کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر وہ چیز جو کتاب اللہ کے سوا لکھی جائے۔'' (طبرانی)

۵۷ قرآن کے علاوہ باقی کتابوں کا عام ہو جانا

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کتابوں میں لوگوں کی رغبت بڑھ جائے گی۔ کتابیں خرید و فروخت ہوں گی، چھاپی جائیں گی، اور کتب خانوں میں ان کی مارکیٹنگ قرآن سے زیادہ ہو جائے گی۔ اس کی دلیل سابقہ حدیث ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا



''قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ ... اور لوگوں میں ''مساۃ'' پھیل جائے گی؟ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ ''مساۃ'' کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ چیز جو کتاب اللہ کے سوا لکھی جائے۔'' (طبرانی)

۵۸ ایسا زمانہ جب پڑھنے والے زیادہ ہوں گے علماء اور فقہاء کم ہوں گے

بے شک نبی کریم ﷺ نے یہ خبر بھی دی تھی کہ قرب قیامت میں (کتابیں) پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے مگر فقہاء اور علماء کم ہو جائیں گے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے، اور فقہاء کم ہو جائیں گے، علم اٹھا لیا جائے گا، اور ہرج بہت زیادہ ہو جائے گا۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا آپس میں قتل کرنا، پھر اس کے بعد ایسا زمانہ آئے گا جب قرآن

ایسے لوگ پڑھیں گے کہ (قرآن) ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا، پھر اس کے بعد ایسا زمانہ آئے گا جب منافق کافر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا مومن سے اس جیسی باتیں کر کے ہی جھگڑا کرے گا۔" (مستدرك حاكم)

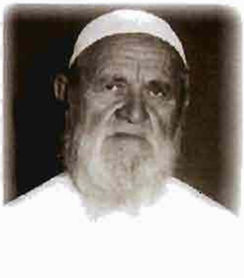
اس معاملے کی قباحت اور برائی اس وقت اور بھی بڑھ جائے گی جب علماء کو موت دے کر علم اٹھالیا جائے گا تو کوئی عالم باقی نہیں رہے گا؛ تو لوگ جہلاء کو اپنا سردار بنالیں گے، جب ان سے سوال کیا جائے گا تو بغیر علم کے جواب دیں گے، خود بھی (جہالت کی وجہ سے) گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ بندوں (کے سینوں سے) نکال لے بلکہ علما کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے (دینی مسائل) پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسرں کو بھی گمراہ کریں گے۔" (متفق عليه)

ان سابقہ احادیث میں علم کے قبض ہونے مراد مطلق علم کا اٹھالیا جانا ہے؛ یہ مراد نہیں ہے کہ علم حفظ کرنے والوں کے سینوں سے مٹا دیا جائے گا، بلکہ مراد یہ ہے کہ اہل علم لوگ مر جائیں گے، اور لوگ جہلاء کو اپنا بڑا بنالیں گے، وہ اپنی جہالت کے مطابق لوگوں کے مابین فیصلے کریں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

ماضی کے ان دس سالوں میں امت اسلامیہ کو ناگہانی طور پر کئی ایک ایسے علماء امت کی اموات کے صدمے


علامہ ناصر الدین الالبانی


امام علامہ ابن باز رحمہ اللہ


علامہ محمد بن صالح ابن العثیمین

اٹھانے پڑے جن کا امت کی تعلیم وتربیت میں بہت بڑا اثر تھا۔

۱۔ امام علامہ ابن باز رحمہ اللہ رئیس ہیئۃ کبار العلماء (سعودی عرب) کا انتقال

۲۔ علامہ محمد بن صالح ابن العثیمین کا انتقال

۳۔ محدث العصر علامہ ناصر الدین الالبانی کا انتقال

اوران کے علاوہ دیگر اہم ترین علماء کا انتقال انہی سالوں میں ہوا جو کہ علم کے ستون تھے۔

جو کوئی اگر آج کل امت کے حالات پر غور کرے تو دیکھے گا کہ بہت سے نوجوان اور عام لوگ قرآن کو ترتیل کے ساتھ اور گا کر پڑھنے میں اور اپنی آواز کو خوبصورت بنانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہے ہیں۔ جب کہ علم شریعت کی طلب اور اس میں پختگی حاصل کرنے سے غافل ہیں۔ اگر آپ ان میں سے کسی ایک سے طہارت یا سجدہ سہو کے متعلق سوال کریں گے تو اسے علم سے کورا پائیں گے۔

۵۹ چھوٹے لوگوں کے پاس علم تلاش کرنا

عہدِ نبوت سے لے کر آج تک ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ لوگ بڑے علماء وفقہاء کے پاس جا کر علم حاصل کرتے رہے ہیں، قربِ قیامت میں ایسا زمانہ آئے گا جب لوگ علم حاصل کرنے کے لیے ایسے چھوٹے لوگوں کے پاس جائیں گے جو کم سمجھ رکھنے والے اور علم وفقہ میں ناپختہ ہوں گے۔ لوگ ان سے فتویٰ پوچھیں گے اور وہ انہیں فتویٰ دیں گے۔ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ کتابیں پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے، مگر ان کے سمجھنے والے علماء کم ہوں گے؛ یہاں تک کہ علم، چھوٹے لوگوں کے پاس جا کر حاصل کیا جائے گا۔ وہ ایسے فتوے دیں گے کہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

سیّدنا ابوامیہ جمحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ چھوٹے لوگوں کے پاس علم تلاش کیا جائے گا۔''(كتاب الزهد لابن المبارك)

جناب عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا: چھوٹے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ جو اپنی رائے کے مطابق بات کہتے ہوں (یعنی کوئی شرعی دلیل ان کے پاس نہ ہو، جو جی میں آئے ایسے کہتے جائیں) یعنی وہ فتویٰ دینے میں علم میں پختگی اور دقت نہیں رکھتے ہوں گے، اور نہ ہی ان کے پاس کوئی مستند شرعی دلیل ہوگی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ: ''چھوٹے لوگوں سے مراد اہل بدعت ہیں۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے:

''لوگ اس وقت تک بھلائی اور خیر میں رہیں گے جب تک ان کے پاس علم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے بڑوں سے پہنچتا رہے گا؛ اور جب علم ان کے چھوٹے لوگوں کی طرف سے ان کے پاس پہنچے گا تو ان کی آراء مختلف ہو جائیں گی اور وہ ہلاک ہو جائیں گے۔''

مگر ہمارے اس زمانے میں الحمد للہ علم اور اہل خیر موجود ہیں۔ اگرچہ غور وفکر کرنے والے کے لیے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت میڈیا چھا گیا ہے؛ اور چند وہ چھوٹے لوگ جو کہ ابھی طالب علم ہیں چند مشہور مسائل کے علاوہ کسی مسئلہ میں پختگی اور گہری دانست نہیں رکھتے؛ نہ ہی وہ علم یاد رکھنے والے ہیں اور نہ ہی فقہاء ہیں، مگر لوگوں کے درمیان ان کا شہرہ ہے۔ اور لوگ بھی ان سے سوال و جواب کرنے لگے ہیں اور ان کے ہاں علم تلاش کرتے ہیں۔ اگر ان کی جگہ بڑے علماء اور فقہاء لوگ میڈیا پر آتے، جیسے کہ ٹی وی چینلز، ریڈیو اور انٹرنیٹ؛ تو لوگ ان سے سوال کرتے (اور اپنے مسئلہ کا صحیح اور تشفی بخش جواب پاتے) اور لوگ ان ہی کی طرف رجوع کرتے۔

یہ صرف غالب طور پر ایسا ہوتا ہے، ورنہ جیسے بوڑھا ہونا یا بڑی عمر کا ہونا علم کی نشانی نہیں ہے؛ ایسے ہی چھوٹی عمر کا ہونا جاہل ہونے کی نشانی نہیں ہوسکتی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بے شک علم عمر سے نہیں ہوتا۔'' اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''بے شک علم عمر کے چھوٹا یا بڑا ہونے سے نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے علم کو رکھ دیتا ہے۔''

اس لیے واجب یہ ہے جو انسان اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے (بطور عالم کے) پیش کرے اور لوگوں میں شہرت پائے، کہ وہ انسان اپنے آپ کو چھوٹے سے بڑا بنانے کے لیے کوشش کرے، وہ اس طرح کہ علم حاصل

کرے، اس میں پختگی حاصل کرے اور بڑے علمائے کرام کے ساتھ رابطہ رکھے۔ بوقت ضرورت ان کی طرف رجوع کرے۔

٦٠ اچانک موت کا بڑھ جانا

قیامت کی وہ نشانیاں جو کہ ہمارے دور میں ظاہر ہوئی ہیں، ان میں سے ایک کثرت کے ساتھ اچانک پیش آنے والی موت ہے؛ جو کہ دل کا دورہ پڑنے یا گاڑی کے حادثہ یا جہاز کے گر جانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ایک اچانک ظاہر ہونے والی موت ہے۔'' (طبرانی)





ماضی میں انسان موت سے پہلے کے احوال کو محسوس کرتا تھا؛ دنوں تک بیمار رہتا، اور وہ جان لیتا کہ یہ بیماری مرض موت ہو سکتی ہے۔ اس لیے وہ وصیت لکھتا، اور اپنے گھر والوں کو الوداع کہتا، اور اپنی اولاد کو وصیت کرتا، اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا، اور اپنے سابقہ گناہوں پر توبہ کرتا۔ اور کلمہء شہادت کا ورد کرنے لگتا، تاکہ اس کا خاتمہ اس کلمہ پر ہو۔

لیکن اب اگر آپ کسی آدمی کو دیکھیں گے تو وہ بالکل صحیح سالم و تندرست ہوگا، اسے کسی قسم کی کوئی شکایت (بیماری) نہیں ہوگی، پھر آپ اچانک اس آدمی کی موت کی خبر سنیں گے۔ یا تو دل کے ددرہ کی وجہ سے یا کینسر کی وجہ سے یا کسی اور اچانک پیش آنے والی بیماری یا حادثہ کی وجہ سے؛ جس میں لوگ اچانک ہلاک ہوں گے۔

پس عاقل پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ چوکنا اور بیدار رہے، اور موت کے لیے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے تیار رہے۔

٦١ بیوقوف لوگوں کی امارت



عام لوگوں کی اصلاح ان کے حاکموں کی اصلاح میں ہوتی ہے۔ اور حاکموں کے بگڑ جانے سے لوگ بگڑ جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ معاملات ایسے بیوقوف لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں جو کتاب و سنت سے رہنمائی حاصل نہیں کرتے، اور نہ ہی کسی وعظ سے نصیحت پکڑتے ہیں۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اے کعب! اللہ تعالیٰ تمہیں بیوقوفوں کی امارت سے بچائے۔ عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بیوقوفوں کی امارت کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے امراء (حکمران) جو کہ میرے بعد آئیں گے، نہ ہی وہ میرے طریقہ کو اپنائیں گے اور نہ ہی میری سنت پر چلیں گے۔ جو کوئی ان کے جھوٹ پر ان کو سچا کہے؛ اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے، وہ مجھ سے نہیں اور نہ ہی میں ان سے ہوں اور نہ ہی وہ میرے حوض پر وارد ہوں گے۔ اور جو کوئی ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق نہ کرے، اور ان کے ظلم میں ان کی مدد نہ کرے، پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں، وہ میرے حوض پر وارد ہوں گے۔ اے کعب بن عجرہ! روزہ ڈھال ہے، اور صدقہ گناہ کو مٹا دیتا ہے؛ اور نماز (نجات کی) دلیل ہے۔ اے کعب بن عجرہ! حرام (مال) سے پیدا ہونے والا گوشت

کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جہنم (اس گوشت) کی زیادہ حق دار ہے۔ اے کعب بن عجرہ! لوگ صبح کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کو بیچتے ہیں سو اپنے نفس کو (جہنم کی آگ سے) آزاد کرنے والے (بھی) ہیں، اور اسے ہلاک کرنے والے بھی۔" (مسند احمد، بزار)

سفیہ: بیوقوف اس انسان کو کہتے ہیں جس کی عقل کم ہو، اور بہت کم تدبیر کرنے (سوچنے سمجھنے) والا ہو، وہ انسان جو اپنے نفس کے بارے میں کچھ نہیں کرسکتا؛ کجا کہ وہ دوسروں کے بارے میں کچھ کر سکے۔

ایک دوسری حدیث میں ہیں:

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ کے منافق لوگ اس کے بڑے بن جائیں۔" (طبرانی)

منافقین یعنی کم ایمان والے جو کہ اللہ کا خوف نہ رکھتے ہوں، بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے اور بہت بڑے جاہل۔ جب اسی حال میں وہ لوگوں کے بادشاہ یا امراء یا بڑے بن جائیں گے، تو سارے کے سارے احوال الٹ جائیں گے۔ جھوٹے کو سچا کہا جائے گا اور سچے کو جھٹلایا جائے گا۔ خائن کو امانت دار بنایا جائے گا، اور امانت دار کو خائن کہا جائے گا۔ جاہل لوگ کلام کریں گے اور علماء خاموش رہیں گے۔ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

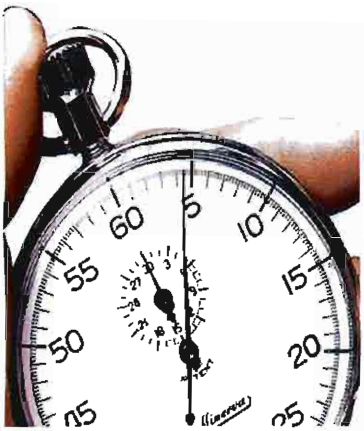
"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ علم جہالت اور جہالت کو علم سمجھا جائے گا۔"

یہ سب کچھ آخری زمانے میں حقائق کے بدل جانے اور معاملات کے الٹ جانے کی وجہ سے ہوگا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اچھے لوگوں کو گرا دیا جائے گا، اور برے لوگوں کو اٹھایا جائے گا۔" (مستدرک حاکم)

٦٢ زمانے کا قریب ہوجانا

نبی کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک زمانے کا قریب ہوجانا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:



"قیامت کا زمانہ قریب ہوگا، تو علم کم ہوجائے گا؛ بخل پیدا ہوجائے گا، فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور ہرج کی کثرت ہوگی۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل، قتل۔" (بخاری)

❀ زمانے کے قریب ہونے کے بارے میں علمائے کرام کے کئی اقوال ہیں:

١ اس سے مراد وقت سے برکت کا کم ہوجانا ہے۔ وہ اس طرح کے پہلے لوگ اپنی جس حاجت کو بجالانے اور کام پورا کرنے میں ایک گھنٹے کا وقت خرچ کرتے تھے، بعد میں آنے والے کئی گھنٹوں میں بھی وہ کام نہیں کرسکیں گے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ہمارے زمانے میں ایسا ہے کہ دن گزرنے میں اتنی جلدی ہے کہ ایسا ہم اس سے پہلے والے زمانے کے لوگوں کے ہاں نہیں پاتے۔" (فتح الباری: ٢/ ٦٦)

٢ اہل زمانہ ذرائع مواصلات اور زمینی وفضائی سواریوں کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کے قریب ہوجائیں گے۔

٣ ایک معنی یہ ہے کہ زمانہ اپنی حقیقی تیز رفتاری پر گزرے گا۔ یہ آخری زمانے میں ہوگا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا ہے دنوں کو لمبا اور چھوٹا کر دیتا ہے، اور جیسے چاہتا ہے دن اور رات کو تبدیل کرتا ہے۔

اس کی تائید دجال کے دنوں والی حدیث سے بھی ہوتی ہے، جب کہ ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، اور

ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر۔ سو جیسے اللہ تعالیٰ ان دنوں کو لمبا کرے گا ایسے ہی وہ دنوں کو چھوٹا بھی کرے گا اور یہ نشانی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک زمانہ چھوٹا نہ ہو جائے، یعنی سال مہینے کے برابر؛ اور مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ہفتہ ایک دن کے برابر، اور دن ایک گھڑی کے برابر اور گھنٹہ آگ کی چنگاری کے برابر نہ ہو جائے۔'' (ترمذی)

اس سے مراد یہ ہے اس وقت گھنٹہ اتنا مختصر ہو جائے گا جیسے (دیا سلائی جلانے سے) آگ بہت جلدی لگتی ہے، اور جلدی ہی ختم ہو جاتی ہے۔

۴ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زمانہ قریب ہونے سے مراد یہ ہے کہ عمریں کم ہو جائیں گی۔

۶۳ چھوٹے سروالوں (بیوقوفوں) کا کلام کرنا

اصل تو یہ ہے کہ (اہم قومی معاملات میں) وہ لوگ عوام سے بات کریں جن کی بات معتبر ہو، مراد عاقل و حکیم اور فصیح انسان ہے۔ (لوگ جس کی بات مانتے ہوں) مگر عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جب لوگ بگڑ جائیں گے، لوگوں سے بات کرنے والا انسان چھوٹے سروالا ہوگا؛ یعنی بیوقوف اور نچلے درجے کا انسان، (جس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عنقریب لوگوں پر ایسے سال آئیں گے جب جھوٹے کو سچا کہا جائے گا؛ اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا؛ امانتدار کو خائن کہا جائے گا، اور خائن کو امانت دار بنایا جائے گا؛ اور رویبضہ اس میں باتیں کرنے لگیں گے۔''

آپ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! رویبضہ کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''بیوقوف جب عام لوگوں کے معاملات میں باتیں کرنے لگے۔'' (ترمذی)

ہمارے اس زمانے میں یہ نشانی بھی صاف ظاہر ہے کہ نچلے درجے کے لوگ اوپر آ گئے ہیں، اورانہیں اچھے اور نیک لوگوں پر ترجیح حاصل ہے۔ اور معاملات بیوقوف اور گھٹیا لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، یہ بات عام ہو چکی ہے۔

واجب تو یہ تھا کہ لوگوں کے معاملات پر ذمہ دار بنانے اور ان کی سیاست پر اہل علم وعقل اور تجربہ کار لوگوں آگے لایا جائے۔ لوگوں کے احوال پر غور کرنے والا انسان دیکھے گا کہ لوگ بھی ایسے ہی افراد میں میلان رکھنے لگے ہیں، اگر چہ اس میں ان کے دین وایمان اور مال ومتاع کا سودا ہی کیوں نہ ہو، اسی لیے انہوں نے جاہل لوگوں کو اپنا سردار بنالیا ہے۔

٦٤ سب سے گھٹیا انسان کا سب سے خوش قسمت ہو جانا

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایسا وقت آئے گا جس میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا تصور کیا جائے گا۔ خائن کو امین بنایا جائے گا اور امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا۔ لوگوں کا معاملہ بیوقوفوں کے ہاتھ چلا جائے گا۔ عہد امارت غیر اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دن اور راتیں گزر جائیں گے (یعنی ایک وقت ایسا آئے گا) کہ لوگوں میں سب سے معزز دنیا کے لحاظ سے لکع ابن لکع ہوگا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''قریب ہے کہ لکع ابن لکع دنیا پر غالب آجائے گا۔''

یہ بھی ارشاد ہے: ''دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ لکع ابن لکع ہو جائے گی۔''

(لکع ابن لکع) بیکار چیز : مخلوق کے ہاں جس کی کوئی تعریف اور قدر نہیں۔ اہل عرب کے ہاں بہرے آدمی کو کہتے ہیں۔ لکع حمقاء اور جہلاء پر دلالت کے لحاظ سے مستعمل ہے۔ اسی لیے آدمی کو "لکع" کہا جاتا ہے اور عورت کو لکاع (کمینہ مرد، کمینی عورت) یہ اس وقت ہوگا جب لوگوں میں جاہ، جلال، خوبصورت سواریوں اور بڑے بڑے گھروں کے لحاظ آدمی دنیا میں معزز ہوگا کیونکہ وہ کمینہ ہے۔ ہر طریقے سے (حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر) مال کمائے گا اور لوگوں کے ساتھ مل کر ان کی خواہشات کے مطابق خرچ کرے گا تو وہ دنیا سے الگ ہوگیا۔

۶۵ مسجدوں کو راہداری بنالینا

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی انسان مسجد سے گزرے گا تاکہ وہ دوسری طرف چلا جائے، اس کا کوئی نماز پڑھنے یا مسجد میں (بیٹھ کر ذکر و اذکار کرنے کا) کوئی ارادہ نہ ہوگا۔ تو مساجد کو نماز سے بڑھ کر ایک راہداری کے طور پر استعمال کیا جانے لگے گا۔



مساجد نماز کے بجائے سیاحت کے لیے استعمال ہوں گی۔

٦٦ ٦٧

مہر کا بڑھ جانا اور پھر کم ہونا
گھوڑوں کی قیمت کا بڑھنا اور پھر کم ہو جانا

خارجہ بن صلت برجمی کہتے ہیں کہ "ہم عبد اللہ (بن مسعود) کے ساتھ ان کے گھر سے نکلے، تو امام رکوع کی حالت میں تھے۔ تو ہم نے بھی رکوع کیا، اور پھر ہم چلتے ہوئے صف میں جا پہنچے۔ تو ایک آدمی کا گزر ہوا، اس نے کہا: السلام علیک یا ابوعبد الرحمٰن! آپ نے کہا: اللّٰہ اکبر؛ صدق اللّٰہ و رسولہ (اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا)؛ جب ہم نے نماز ختم کر لی تو ہم نے کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! گویا کہ اس انسان صرف آپ کو سلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ یہ کہا جاتا تھا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مساجد کو راہداری کے طور پر استعمال کیا جائے، اور یہ کہ کوئی انسان کسی جاننے والے انسان کو ہی سلام کرے، اور عورت اور مرد مل کر تجارت کریں، اور یہ کہ عورتوں کے مہر اور گھوڑوں کی قیمتیں اکٹھی بڑھ جائیں گی، اور پھر ان میں کمی کی جائے گی؛ پس تم ان کو مت بڑھانا۔" (مستدرك حاكم)





۶۸ بازاروں کا قریب قریب ہو جانا

نبی کریم ﷺ نے ہمارے اس زمانے کے بارے میں خبر دی تھی جس میں مسافتیں کم ہو جائیں گی، اور ایک بازار سے دوسرے بازار تک پہنچ آسان ہو جائے گی، اور بہت کم وقت میں انسان عالمی منڈیوں میں گھومنے اور وہاں پر ہونے والے نفع ونقصان کا علم حاصل کر سکے گا۔



یہ سب اہل زمین کے قریب ہو جانے اور وسائل نقل و حرکت جیسے جہاز، گاڑیاں اور دیگر چیزوں میں ترقی؛ اور وسائل مواصلات جیسے ٹیلیفون، ریڈیوں، ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ میں جدت کی وجہ ہوگا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ فتنے پھیل جائیں، جھوٹ کی کثرت ہو جائے اور بازار قریب ہو جائیں۔'' (مسند احمد)

بازاروں میں قربت کی تین وجوہات:

پہلی وجہ: بازاروں میں ہونے والے نفع ونقصان کا تیز رفتاری کے ساتھ حاصل ہونے والا علم۔

دوسری وجہ: ایک بازار سے دوسرے بازار تک تیز ترین رسائی اگر چہ یہ فاصلے کتنے ہی دور کے کیوں نہ ہوں۔

تیسری وجہ: ان کی قیمتوں میں قریب، اور بعض تاجروں کا نفع ونقصان میں دوسرے تاجروں کی تقلید کرنا۔

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ حدیث ابو ہریرہ میں وارد اس قربت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس قربت کی مناسب ترین تفسیر وہی ہے جو کچھ ہمارے زمانے میں نظر آ رہا ہے کہ شہر اور ملک ایک دوسرے کے قریب ہو چکے ہیں اور نئی ایجادات جیسے جہاز، گاڑیاں اور ریڈیو وغیرہ کے باعث ان کے مابین فاصلہ کم ہو گیا، اور اس طرح کی دیگر ایجادات۔'' (نے بھی یہ فاصلے کم کر دیے ہیں) واللہ اعلم

۶۹ اقوامِ عالم کا مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنا

آخری زمانے میں پیش آنے والی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تمام امتیں امتِ اسلامیہ پر ٹوٹ پڑیں گی، مگر اللہ تعالیٰ اس امت کی حفاظت فرمائیں گے۔

تاریخ سے یہ بات واضح ہے کہ امت اسلامیہ نے بڑے بڑے معرکے لڑے ہیں، اور ان پر بہت بڑی بڑی پریشانیاں آئی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی، اور مدد کی۔ صلیبی جنگوں میں تمام عیسائی مسلمانوں کے خلاف جمع ہو گئے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان پر فتح دی۔ تاتاریوں نے اسلامی ریاستوں کو روند ڈالا؛ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی چالیں ان پر ہی الٹ دیں۔ ہمارے اس زمانے میں بھی یہود و نصاریٰ کا گٹھ جوڑ مسلمانوں کے خلاف ایسی ہی امیدوں پر قائم ہے، مگر اللہ تعالیٰ سے یہ امید اس سے بڑھ کر ہے کہ مسلمان اپنے دین کی طرف رجوع کریں اور اللہ تعالیٰ انہیں فتح و نصرت سے سرفراز کر دیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

”اور جو کوئی اللہ کی مدد کرے (اس کے دشمنوں سے لڑے) اللہ تعالیٰ بھی بے شک اس کی مدد کرے گا کیوں کہ اللہ زبردست ہے عزت والا (یا غالب)۔“ (الحج: ۴۰)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”اللہ (لوح محفوظ یا اگلی کتابوں میں) یہ لکھ چکا ہے کہ (آخر کار) میں غالب ہوں گا اور میرے پیغمبر غالب ہوں گے (تلوار سے یا دلیل سے) بے شک زور اللہ زور آور ہے زبردست۔“ (المجادلہ: ۲۱)

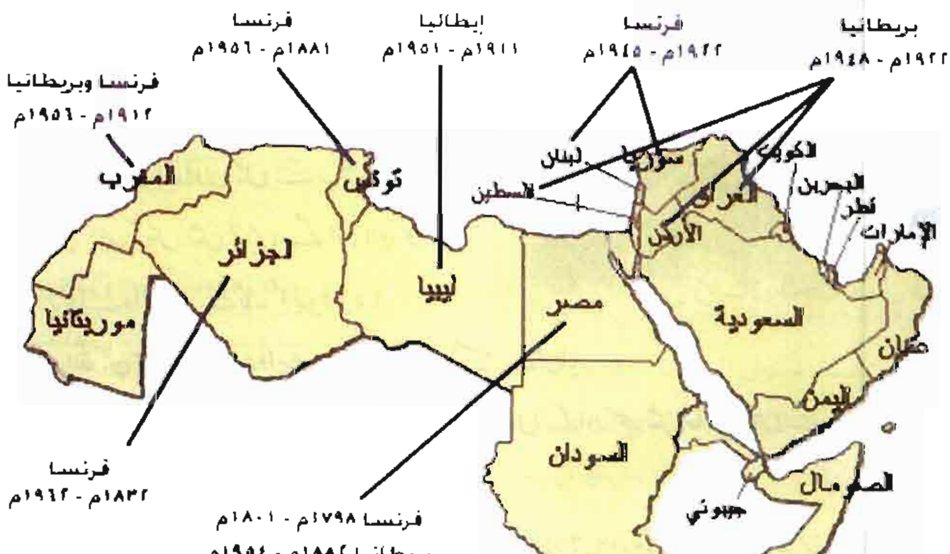
سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قریب ہے کہ تم پر دنیا کی اقوام چڑھ آئیں گی (تمھیں کھانے اور ختم کرنے کے لیے) جیسے کھانے والوں کو کھانے کے پیالے پر دعوت دی جاتی ہے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے؟ فرمایا: نہیں؛ بلکہ تم اس زمانہ میں بہت کثرت سے ہو گے؛ لیکن تم سیلاب کے اوپر چھائے ہوئے کوڑے کباڑے کی طرح ہو گے؛ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہاری ہیبت

ورعب نکال دے گا؛ اور اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب میں بزدلی ڈال دے گا۔'' کسی کہنے والے نے کہا: یا رسول اللہ! وہن (بزدلی) کیا چیز ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے بیزاری۔'' (ابو داؤد)

یہ حدیث نبوت کے دلائل اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ یقیناً کافر امتیں ایک دوسرے کو ایسے بلا چکی ہیں جیسے کھانے کے پیالے پر دعوت دی جاتی ہے۔ اور اس رسوائی کا سبب مسلمانوں کی قلت ہرگز نہیں، بلکہ وہ تو کثرت میں ہیں؛ لیکن وہ ایسے ہی ہیں جیسے سیلاب کے اوپر جھاگ، ان کا کوئی وزن نہیں۔ امت اسلامیہ کا آج کل یہی حال ہے۔ ان کی تعداد سوا ارب کے قریب ہے۔ مگر یہ کثرت صرف تعداد میں ہے، کیفیت کچھ بھی نہیں۔

اس تعداد کے باوجود دشمن کے دلوں میں ان کی کوئی ہیبت نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتے۔ ان سے جنگیں لڑتے ہیں، اور جب اور جہاں چاہتے ہیں ان پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ یہ اسی وقت ہوا ہے جب ان کے دلوں میں بزدلی ڈال دی گئی ہے، یعنی زندگی سے محبت اور موت سے نفرت۔



عرب ملکوں پر مغربی استعمار کی تاریخ

۷۰ لوگوں کا امامت کے لیے ایک دوسرے کو آگے کرنا



قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک لوگوں میں جہالت کا پھیل جانا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ کسی ایسے انسان کو نہیں پائیں گے جو انہیں نماز پڑھا سکے، اس لیے وہ ایک دوسرے کو دھکے دے کر نماز پڑھانے کے لیے آگے کریں گے۔ مگر وہ شرعی احکام سے جہالت اور قرآن کی تلاوت میں نا اہل ہونے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھائے گا۔

سیّدہ سلامہ بنت حر سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ نشانی یہ بھی ہے کہ اہل مسجد آپس میں لڑیں گے اور ان کو کوئی نماز پڑھانے والا نہیں ملے گا۔'' (ابو داؤد)

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، جس میں وہ اکٹھے ہوں گے اور مسجد میں نماز پڑھیں گے، مگر ان میں ایک بھی مومن نہیں ہوگا۔'' (مستدرك حاكم)

الحمد للہ! یہ زمانہ ابھی تک نہیں آیا، ابھی علمی حلقے آباد ہیں اور علمائے کرام ہر جگہ پر موجود ہیں؛ مساجد علمائے کرام اور طلباء ماہر قاریوں سے بھری ہوئی ہیں۔

۷۱ مومن کا سچے خواب دیکھنا

نیند میں خواب یا سپنا دیکھنا (معنوی لحاظ سے اپنی اندر بڑی گہرائی رکھتا ہے) اس کے بہت سے معانی ہیں۔ جن میں سے کچھ صبح پھوٹنے کی طرح برابر پیش آتے ہیں۔ اور بعض خواب جھوٹے ہوتے ہیں اور بعض پریشان خواب ہوتے ہیں اور بعض دل کے خیالات۔ نبی کریم ﷺ نے ان خوابوں کے بارے میں بھی خبر دی ہے جن کا تعلق قیامت کی نشانیوں سے ہے۔



نیک (سچا) خواب نبوت کے حصوں میں سے چھیالیسواں حصہ ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے بعد نبوت میں سے مبشرات کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ آپ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! مبشرات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اچھے (سچے) خواب؛ جو انسان دیکھتا ہے، یا اسے دیکھائے جاتے ہیں۔'' (بخاری)

خوابوں کا سچا ہونا، اور مومن کے لیے اس کا بشارت ہونا قربِ قیامت اور دنیا کے خاتمے کی نشانی ہے۔ اس طرح کہ خواب اکثر سچے اور واقعات کے عین مطابق ہوں گے، اور نیک و کار صالح مومن لوگوں کے درمیان ایک اجنبی کی طرح ہوگا۔ اور یہ خواب اس کے لیے مونس ہوں گے۔ ان حالات میں اس کے بہت کم خواب ہی جھوٹے ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب قیامت کا زمانہ قریب ہوگا، تو مسلمان کے خواب کو بہت کم جھٹلایا جائے گا، اور تم میں سب سے

زیادہ سچے خواب والا سچی بات کرنے والا ہوں گا۔ اور مسلمان کا خواب نبوت کا پینتالیسواں حصہ ہے۔
اور خواب تین قسم کے ہیں:

1. اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے۔
2. اور ایک خواب شیطان کی طرف سے غم اور پریشانی ہے۔
3. اور ایک خواب جو کچھ انسان کے جی (شعور) میں ہوتا ہے۔ (وہی دیکھتا ہے)

اگر تم میں سے کوئی ایک ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے بستر سے اٹھ جائے، اور نفل پڑھے، اور اسے لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔"

[راوی نے کہا] "میں بیڑیاں خواب میں پسند کرتا ہوں اور طوق دیکھنے کو ناگوار سمجھتا ہوں اور بیڑیاں دین میں ثابت قدمی ہے۔" (ترمذی)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"آخری زمانے میں مومن کے خواب جھوٹے نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ خواب واضح طور پر اپنی صفت کے مطابق پیش آئیں گے، جس کے بعد کسی تعبیر کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اور ان خوابوں میں کسی قسم کا جھوٹ داخل نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ سچے خواب ہوں گے، جھوٹے نہیں ہوں گے، کیوں کہ یہ واقعات کے بالکل مطابق ہوں گے۔ بخلاف دوسرے خوابوں کے۔ کبھی ان کا معنی انسان پر مخفی رہتا ہے، اس لیے کوئی تعبیر کرنے والا اس کی تعبیر کرتا ہے۔ تو پھر وہ واقع کے مطابق ایسے پیش نہیں آتا جیسے اس کی تعبیر بیان کی گئی ہے۔ اس طرح یہ خواب جھوٹا ہو جاتا ہے سچ ثابت نہیں ہوتا۔

اس قسم کے خواب کو آخری زمانے کے ساتھ خاص کرنے میں حکمت میں یہ ہے کہ اس وقت میں مومن بالکل غریب (اجنبی) ہوگا، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: "اسلام غریب ہی شروع ہوا ہے اور عنقریب وہ غربت کی طرف لوٹے گا۔" اس وقت میں مومن کے مؤنس و غمخوار اور مددگار کم ہوں گے؛ اس وقت اللہ تعالیٰ نیک خوابوں سے مومن کا اکرام کرے گا، جو یہ ثابت کریں گے کہ وہ حق پر ہے، اور یہ خواب اس کے لیے بشارت (خوشخبری) ہوں گے۔" (فتح الباری)

احتمالات: ...... **مومن کے سچے خوابوں کے لیے زمانہ کی تحدید میں دو احتمال ہیں:**

1. یہ اس وقت ہوگا جب فتنوں اور قتال کے سبب علم اٹھالیا جائے، اور شریعت کی نشانیاں غائب ہو جائیں، اور مومن غریب ہوکر رہ جائے، تو اسے عوض کے طور پر نیک خواب دکھائے جائیں گے یہ ابن حجر کا قول ہے۔
2. ایسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے میں ہوگا، کیونکہ آپ کے زمانے کے لوگ اس امت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اقوال و احوال کے لحاظ سے زمانے کے سب سے نیکوکار اور سچے لوگ ہوں گے؛ اور ان کے خواب بہت ہی کم جھوٹے ہوں گے۔

٧٢ جھوٹ کی کثرت

جھوٹ ایک انتہائی بری آفت ہے۔ کوئی انسان مسلسل جھوٹ بولتا رہتا؛ اور وہ جھوٹ کی تلاش میں ہی رہتا ہے یہاں تک اللہ کے ہاں اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے: ''مومن کے اندر تمام خصلتیں ہوسکتی ہیں سوائے جھوٹ اور خیانت کے۔'' (مسند احمد)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اپنے اہل خانہ میں سے کسی کے بارے میں خبر ہوتی کہ اس نے کوئی (معمولی سا) جھوٹ بولا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسلسل منہ موڑے رہتے یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ لوگوں میں جھوٹ عام ہو جائے گا، کوئی انسان جھوٹ بولنے میں اور لوگوں میں جھوٹی خبریں پھیلانے میں ذرا بھر بھی احتیاط سے کام نہیں لے گا۔ یہ جھوٹ کی برائی کے ساتھ اور اس کے برے اثرات کے باوجود لوگوں میں کثرت سے (جھوٹ پھیل جانے کی وجہ سے) ہوگا۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آخری زمانہ میں جھوٹے دجال لوگ ہوں گے؛ تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے جن کو نہ تم نے نہ تمہارے آباء اجداد نے سنا ہوگا؛ تم ایسے لوگوں سے بچے رہنا؛ مبادا وہ تمہیں گمراہ اور فتنہ میں مبتلا

نہ کر دیں۔'' (مسلم)

اسی طرح ایک اور حدیث سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک قیامت سے پہلے جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے، ان سے بچ کر رہنا۔'' (مسلم)

اس زمانے میں کتنی ہی جھوٹی باتیں، جھوٹی خبریں اور عجیب وغریب قسم کے بیان کیے جاتے ہیں، یہ صرف تقویٰ کے کم ہو جانے کی وجہ سے ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک چیز کی تصدیق کرنے اور اس کی خبر لوگوں میں پھیلانے سے منع کیا تھا۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ خبر کی تصدیق کر لی جائے، تاکہ ہم بھی ان ہی لوگوں میں سے ایک نہ ہو جائیں جنہیں جھوٹا کہا گیا ہے، اس طرح ہم لغزش اور نافرمانی کا شکار ہو جائیں۔

آج کل جو ہوائی خبریں پھیلائی جا رہی ہیں؛ خبروں کی تصدیق نہیں کی جاتی، اور نہ ہی واقعات سے متعلق اس خبر میں کمی بیشی کی تحقیق کی جاتی ہے، یہ صرف اور صرف جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے۔ (کہ جس نے جو سنا وہی اڑا دیا، بات کے سچ یا جھوٹ ہونے کے متعلق کوئی تحقیق نہ کی۔)

۷۲ لوگوں میں بیگانگی کا پھیل جانا

آزمائشوں اور امتحانات کی کثرت کے دور میں لوگوں کے تعلقات آپس میں کم ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ معاملہ قطع رحمی اور دلوں کے پھر جانے تک پہنچ جائے گا۔ لوگوں کے مابین تعارف اور پہچان صرف اپنی ذاتی مصلحتوں کی وجہ سے ہوگی۔ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

''اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے؛ اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی ظاہر نہ کرے گا؛ لیکن میں تمہیں اس کی نشانیوں کے متعلق بتاؤں گا، اور جو کچھ اس سے پہلے ہوگا، بے شک اس سے پہلے فتنہ اور ہرج ہوگا۔ صحابہ کہنے لگے: یارسول اللہ! فتنہ کو ہم نے پہچان لیا، ہرج کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہرج حبشہ کی زبان میں قتل کو کہتے ہیں؛ اور لوگوں میں بیگانگی ڈال دی جائے گی،

لوگ آپس میں ایک دوسرے کو نہیں پہچانیں گے۔''

(مسند احمد)



یہ حدیث بھی آج کل کے لوگوں کے واقعات عین مطابق ہے، حالت یہ ہوگئی ہے کہ بہت سارے لوگ اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی نہیں پہچانتے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات بعض بچے راہ میں ایسے بھی ملتے ہیں جن کے متعلق یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ قریبی رحم کے رشتہ دار ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سارے لوگوں کے مابین تعلقات صرف ذاتی مصلحتوں پر مبنی ہیں۔اور ایسے ہی انتہائی کمزور تعلقات جن کی بنیاد دنیاوی مفاد پر ہے، بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جو کہ بہت ہی جلدی قائم ہوتے ہیں اور بہت جلد ہی ختم ہوجاتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ تعلقات لوگوں کی مصلحتوں میں رغبت پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور بھائی چارے کی بنیاد پر قائم نہیں ہوئے۔ بلکہ انسان دیکھتا ہے کہ اس کی دنیاوی مصلحت کس چیز میں ہے، اگر وہ مصلحت برآنے کے قابل ہو تو اس کی بنیاد پر تعلقات کی بنیاد رکھی جاتی ہے جو کہ بہت ہی جلد ٹوٹ جانے والی ہوتی ہے۔

۷۴ زلزلوں کی کثرت

قیامت سے پہلے زلزلوں کی کثرت سے مراد ان کا عام ہوجانا اور ہمیشہ کے لیے آنا ہے۔ یہ زلزلے یا تو امت کے لیے رحمت اور ان کے گناہوں کا کفارہ ہیں، جیسا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت امت مرحومہ ہے، ان پر آخرت میں کوئی عذاب نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ان کا



عذاب دنیا میں قتل، زلزلوں اور فتنوں میں رکھ دیا ہے۔" (مسند احمد، حاکم)

یا پھر ان زلزلوں کی کثرت لوگوں کے لیے سزا ہے۔ یعنی جب گناہ بڑھ جائیں گے تو اس وقت یہ زلزلے زمانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عقاب اور عذاب ہوں گے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے او رزلزلوں کی کثرت ہو۔"

(بخاری)

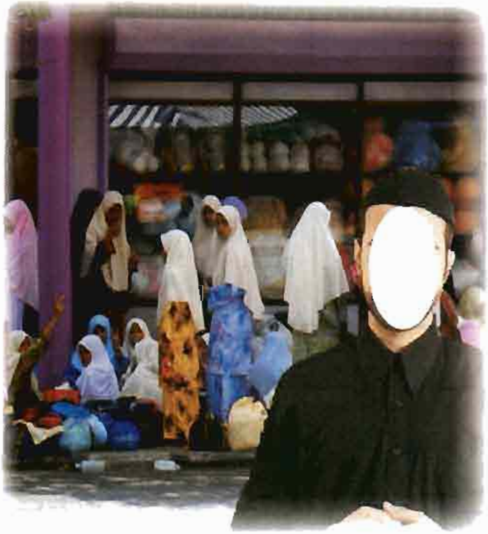
سیدنا عبد اللہ بن حوالہ الازدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابن حوالہ! جب تو خلافت کو ارض مقدس (شام) میں اترتا دیکھے گا تو سمجھ لے کہ زلزلے مصائب اور حوادث قریب آ گئے اور اس دن قیامت لوگوں سے اس قدر قریب ہوگی جس قدر تیرے سر سے میرا ہاتھ ہے۔" (ابو داؤد)

۷۵ ۷۶

عورتوں کی کثرت — مردوں کا کم ہو جانا

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آخری زمانے میں عورتیں بڑھ جائیں گی اور مرد کم ہو جائیں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورتوں کی کثرت کی وجہ وہ فتنے بپا ہوں گے جن میں مرد قتل ہو جائیں گے، اس لیے کہ



جنگوں میں مرد ہی کام آتے ہیں عورتیں نہیں۔

اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ان فتوحات کی طرف اشارہ ہے جن میں بہت زیادہ لونڈیاں ہاتھ لگیں گی یہاں تک کہ ایک آدمی کو کئی کئی لونڈیاں ملیں گی۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ظاہر تو یہ ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک نشانی ہے، اس میں کوئی دوسرا سبب نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ آخری زمانے میں ایسا کریں گے کہ مرد پیدا کرنے والے کم ہو جائیں گے، اور عورتیں پیدا کرنے والے بڑھ جائیں گے۔''

(فتح الباری: ۱/ ۱۳۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت قائم نہیں ہوگی، یا آپ نے فرمایا کہ: قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہوگی، علم کم ہو جائے گا، زنا زیادہ ہونے لگے گا اور شراب پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے عورتیں اتنی زیادہ ہو جائیں گی کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک مرد ہوگا۔۔ اور ایک روایت میں ہے: ''زنا پھیل جائے گا، مرد کم ہو جائیں گے، اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی۔'' (متفق علیہ)

جو کوئی آج کل ہمارے حالات پر غور کرے تو دیکھے گا کہ عمومی طور پر پوری دنیا میں لڑکے پیدا ہونے کی نسبت لڑکیوں کے مقابلے میں کم ہوگئی ہے۔ قابل اعتماد انٹرنیشنل سروے کے مطابق پوری دنیا میں اس وقت یہ نسبت عورتوں کے مرد تعداد میں کم ہیں؛ اور یہ بات ہمارے اس زمانے میں عام ہے۔

۷۷ فحاشی کا ظہور اور اعلانیہ ارتکاب

برائیوں کی کثرت اور شہوات کے پھیل جانے کے ساتھ ساتھ آخری زمانے میں زنا بھی پھیل جائے گا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس بارے میں خبر دی ہے۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ دن دیہاڑے آدھے راستہ میں زنا کرے گا۔ یہ دونوں علامتیں: زنا کا عام ہو جانا، اور سرعام فحاشی اور بے حیائی کرنا ہمارے زمانے میں عام ہو چکا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین پر ایک آدمی بھی ایسا باقی نہ رہے جس کی اللہ کے ہاں کوئی ضرورت ہو، یہاں تک کہ کسی عورت کے ساتھ دن دیہاڑے آدھے راستے میں زنا کیا جائے گا، نہ ہی کوئی اسے برا سمجھے گا اور نہ ہی اس سے منع کرے گا، اس وقت سب سے بہترین انسان جو کہے گا: اگر تم اسے راستے سے ایک طرف لے جاتے۔ وہ انسان ان لوگوں میں ایسے ہوگا جیسے تم میں ابوبکر و عمر ہیں۔'' (مستدرك حاكم)

اس کی شاہد ایک دوسری روایت بھی ہے، جس میں آپ نے فرمایا:

''بے شک قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ: علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت غالب ہوگی، اور شراب پی جائے گی اور زنا زیادہ ہونے لگے گا۔''

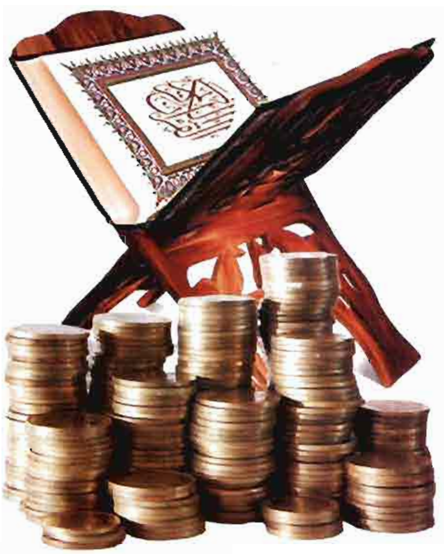
ایک روایت میں ہے:

''زنا پھیل جائے گا، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی۔'' (متفق علیه)

یہ دونوں علامتیں ہمارے زمانے میں عام ہیں، جو کچھ گند وبکواس سیٹلائٹ چینلز کے ذریعے ٹی وی پر نشر کیا جاتا ہے: ننگی تصویریں، بے حیائی کی فلمیں، اخلاق سوز پروگرام اور جو کچھ انٹرنٹ ویڈیو کلپ اور دوسرے ذرائع سے پر نشر کیا جا رہا ہے ایمان والی آنکھ ان کی طرف دیکھنے سے بھی حیا کرتی ہے۔ بس مومن مرد اور عورت کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے نفس کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی آنکھوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور اہل

فجور کے ساتھ میل جول رکھنے سے بچ کر رہیں۔ اور اس کے ساتھ باقاعدگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے عفت وعصمت اور پاکدامنی کا سوال کرتے رہیں۔

۷۸ قرآن پڑھنے پر اجرت لینا



قرآن مجید پڑھنا عبادت اور اللہ تعالیٰ کی قربت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ کوئی بھی عبادت دنیا کی طلب کے لیے نہیں۔ بلکہ آخرت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرب قیامت ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پڑھے گی، اور وہ لوگ غمی اور خوشی کی مجلسوں میں اپنی آوازوں کو خوبصورت بنائیں گے تاکہ وہ اس پر کچھ مال حاصل کرسکیں۔ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گزر ایک آدمی پر ہوا، جو کچھ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنا رہا تھا۔ جب قراءت سے فراغ ہوا تو ان سے مال مانگنے لگا۔ تو سیّدنا عمران نے کہا: إنا للّٰه و إنا إليه راجعون۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؛ آپ فرماتے تھے: ''جو کوئی قرآن پڑھے، اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔ بے شک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پڑھیں گے اور لوگوں سے اس پر اجرت طلب کریں گے۔'' (مسند احمد، شعیب ارناؤوط نے حسن کہا ہے۔)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم قرآن پڑھ رہے تھے۔ ہم میں عربی بھی تھے اور عجمی بھی۔ تو آپ نے فرمایا: ''پڑھو؛ سب اچھا ہے۔ اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے وہ اسے ایسے قائم کریں گے جیسے پیالے کھڑے کیے جاتے ہیں۔ اور وہ اس (پر ثواب) کے بارے میں جلدی کریں گے، کوئی انتظار نہیں کریں گے۔'' (ابو داؤد)

نوٹ:...... اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ ریاکاری اور شہرت کمانے میں مبالغہ سے کام لیں گے گویا کہ کوئی آدمی کھانے کے برتن کی صفات بیان کر رہا ہے۔ اور اپنی قراءت پر لوگوں سے ثناء و توصیف اور مال کے طلب گار ہوں گے، وہ اس قراءت کے ثواب کو کل آخرت کے دن تک کے لیے نہیں چھوڑیں گے۔

۷۹ لوگوں میں موٹاپے کی کثرت

سیدنا عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے؛ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔''



سیدنا حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے بعد دو نمبر ذکر فرمائے یا تین۔ پھر ان کے بعد ایک ایسی قوم کے لوگ آئیں گے جو بغیر گواہی مانگے کے گواہی دیں گے۔ اور خیانت کریں گے اور انہیں امانت دار نہیں سمجھا جائے گا اور منتیں مانیں گے لیکن ان کو پورا نہیں کریں گے اور ان لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

٨٠ ٨١

• لوگوں کا بلا طلب گواہی پر تیار رہنا
• ان لوگوں کا ظہور جو منتیں مانیں گے مگر انہیں پورا نہیں کریں گے

یہ دونوں علامتیں بھی سابقہ حدیث میں وارد ہوئی ہیں :

''...... ان کے بعد ایک ایسی قوم کے لوگ آئیں گے جو بغیر گواہی مانگے کے گواہی دیں گے اور خیانت کریں گے اور انہیں امانت دار نہیں سمجھا جائے گا اور منتیں مانیں گے لیکن ان کو پورا نہیں کریں گے......'' (بخاری)

یہ دونوں وصف دوسرے لوگوں پر بغیر طلب اور بغیر علم کے گواہی دینے میں تساہل (سستی) سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کثرت کے ساتھ نذر ماننا مگر اسے پورا نہ کرنا، یہ دونوں وصف دین کے کمزور؛ ایمانی کمزوری اور دل میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔



۸۲ طاقتور کا کمزور کو کھا جانا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر داخل ہوئے، آپ فرما رہے تھے:

''اے عائشہ! میری امت میں سے تیری قوم بہت جلد مجھ سے ملنے والی ہے۔'' وہ فرماتی ہیں: جب آپ نے تشریف رکھی تو میں نے کہا: یارسول اللہ! اللہ ہمیں آپ پر فداء کردے، جب آپ داخل ہوئے تو آپ ایسا کلام کہہ رہے تھے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا۔ فرمایا: ''وہ کون سا کلام ہے؟'' میں نے کہا: آپ کا خیال ہے کہ آپ کی امت میں سے میری قوم سب سے جلدی آپ سے ملنے والی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: یہ کس وجہ سے ہے؟ فرمایا: ''موت انھیں میٹھا پھل سمجھتی ہے، اور ان کی امت ان پر سانسیں لیتی ہے۔'' میں نے کہا: پھر اس کے بعد یا اس وقت لوگوں کی کیفیت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''دُبيٰ [طاقتور] ٹڈی دل کمزور کو کھا جائے گی۔ یہاں تک کہ ان پر قیامت قائم ہوگی۔'' (مسند احمد)



ابوعبدالرحمٰن نے کہا ہے: ''ایک آدمی نے [دُبـي] کی تفسیر میں کہا ہے: وہ ٹڈی دل جس کے پر ابھی نہ نکلے ہوں۔'' اس حدیث میں بہت بڑا ظلم اور عظیم شر واقع ہونے کی طرف اشارہ ہے، یہاں تک کہ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا۔

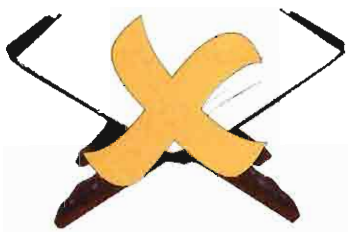
۸۳ کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کو ترک کرنا

اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق حکم کرنا واجب میں سے ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''جو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے (احکام) موافق حکم نہ دیں وہی کافر ہیں۔'' (المائدہ: ٤٤)

آخری زمانے میں اسلام کی رسی ایک ایک تانت کر کے ٹوٹ جائے گی۔ سب سے پہلے ختم ہونے والی چیز کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسلام کی رسی ضرور بالضرور ایک ایک تانت کر کے ٹوٹ جائے گی۔ جب کبھی کوئی تانت ٹوٹے گی، لوگ اس کے ساتھ والی کو پکڑ لیں گے۔ سب سے پہلی ٹوٹنے والی چیز (عادلانہ حکم) فیصلہ؛ اور سب سے آخر میں ختم ہونے والی چیز نماز ہے۔'' (مسند احمد، طبرانی)





بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ نشانی بہت سارے اسلامی ممالک میں اب عام ہے۔ پس اب وہ اسلامی احکام کے صرف نکاح اور طلاق اور میراث جیسے مسائل میں ہی فیصلے کرتے ہیں۔ رہے تجارتی معاملات، یا سزا یافتہ جرائم اور شرعی حدود؛ تو ان میں اکثر طور پر برطانوی اور فرانسیسی قوانین کے مطابق فیصلے کیے جاتے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر فیصلہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور کون ہے۔'' (المائدہ: ٥٠)

۸۴ اہل روم کی کثرت اور اہل عرب کی قلت

روم کو آج کل یورپ اور امریکا کہا جاتا ہے۔انہیں بنی اصفر بن روم بن عیصو بن اسحٰق بن ابراہیم کی طرف نسبت کی وجہ سے روم کہا جاتا ہے۔اور ان پر بنو اصفر کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے۔

مستورد فہری سے روایت ہے،انہوں نے سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کہا کہ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب نصاریٰ تمام لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔'' تو جناب عمرو نے ان سے کہا:''غور کرو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟'' انہوں نے کہا:''میں وہی کہتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔'' جناب عمرو نے کہا:''اگر تو یہی کہتا ہے تو ان میں چار خصلتیں ہوں گی:

1. وہ آزمائش کے وقت لوگوں میں سب سے زیادہ برباد ہوں گے۔
2. اور مصیبت کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ جلدی اس کا ازالہ کرنے والے ہوں گے
3. اور لوگوں میں سے مسکین یتیم اور کمزور ہوں گے۔
4. اور یہ چوتھی خصلت نہایت عمدہ ہے کہ وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ بادشاہوں کو ظلم سے روکنے والے ہوں گے۔'' (مسلم)

سیّدہ ام شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ دجال سے پہاڑوں کی طرف بھاگیں گے۔ام شریک نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول! ان دنوں عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا:وہ بہت کم ہوں گے۔''(مسلم)

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ:رومیوں کا کثرت سے ہونا ان کی یورپی زبان،یعنی انگریزی کے عام ہوجانے اور پھیل جانے کی طرف اشارہ ہو۔جس میں عربی زبان ترک کیے جانے کی ابتدا ہے۔بعض اہل علم کا کہنا ہے:عربی وہ ہے جو عربی زبان میں بات کرتا ہو۔اور اعرابی وہ ہے جو دیہات کا رہنے والا ہو،خواہ وہ عجمی ہی کیوں نہ ہو۔

وہ علامات جو ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوئیں



۸۵ لوگوں میں مال ودولت کی کثرت

مسلمانوں نے کئی سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزارے اور کئی سال ان کے بعد بھی؛ اور ان کی حالت یہ تھی کہ وہ انتہائی سخت زندگی کا سخت حاجت وضرورت مندی کا سامنا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ کئی مہینے گزر جاتے مگر رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ اور آپ کا کھانا صرف پانی اور کھجور ہوا کرتا تھا۔



مگر اس کے باوجود نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا کرتے تھے کہ عنقریب حالات بدل جائیں گے۔ اور قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مال اس طرح بہہ پڑے گا کہ ایک آدمی اپنی زکوۃ کا مال لے کر ایک مہینہ تک تلاش کرے گا؛ مگر اسے کوئی زکوۃ لینے والا نہیں ملے گا۔ اس لیے کہ لوگ بڑی شدت سے اس مال سے بے نیاز ہوں گے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمہارے پاس مال کی کثرت نہ ہو جائے؛ اور وہ بڑھ نہ جائے یہاں تک کہ مال والا سوچے گا کہ اس سے صدقہ کون وصول کرے گا؟ اور اس کی طرف آدمی صدقہ لینے کے لیے بلایا جائے گا تو وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' (متفق علیہ)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا کہ آدمی سونے کا صدقہ لے کر پھرے گا پھر وہ کسی کو اس سے لینے والا نہ پائے گا۔'' (مسلم)

اس نشانی کے وقوع میں اختلاف

علمائے کرام کے مابین اس نشانی کے واقع ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نشانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عہدِ مسعود میں پوری ہوچکی ہے جب روم اور فارس فتح ہوئے اور ان کے ہاں سے مالِ غنیمت حاصل ہوا۔

پھر جناب عمر بن عبدالعزیز کے دور میں بھی مال عام ہوگیا۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی صدقہ وخیرات کا مال لے کر نکلتا تو اسے یہ صدقہ قبول کرنے والا کوئی آدمی نہ ملتا۔ یہاں تک کہ کوئی انسان کسی کو ضرورت مند سمجھ کر اس پر اپنا مال پیش کرتا، مگر وہ کہتا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔



یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نشانی آخری زمانے میں ظاہر ہوگی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اشارہ دیا ہے کہ مہدی کے زمانے میں مال بہت زیادہ ہوجائے گا۔ جو گنے بغیر لپیں بھر کر سونا اور چاندی تقسیم کرے گا۔ مال کی کثرت اور وافر ہونے کی وجہ سے اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔ زمین اپنی برکتیں نکالے گی، اور لوگ برکت اور خیر کے عام ہوجانے کی وجہ سے بے نیاز ہوں گے۔ یہاں تک کہ زمین سے سونے اور چاندے کے ستون جیسے ظاہر ہوں گے۔

سعید الجریری ابونضرہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہم جابر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو بغیر شمار کیے لپ بھر بھر کر لوگوں میں مال تقسیم کرے گا؛ وہ اس کی گنتی نہیں کرے گا۔"

راوی [سعید الجریری] کہتا ہے کہ میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں تو ان دونوں نے کہا نہیں۔" (مسلم)

۸۶ زمین کا اپنے خزانے اگل دینا

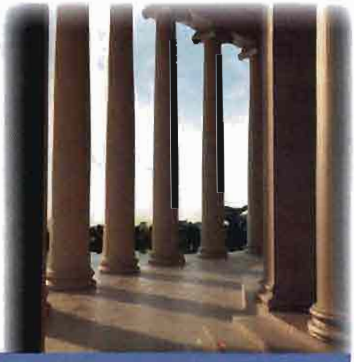
آخری زمانے میں مال اس کثرت سے عام ہوگا کہ زمین اپنے اندر دفن خزانے اُگل دے گی۔ اور لوگ مال کی کثرت کی وجہ سے اس سے بے رغبت ہوں گے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کی قے کر دے گی؛ سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح۔ قاتل آ کر کہے گا: اسی کی وجہ سے میں نے قتل کیا تھا؟ اور قطع رحمی کرنے والا کہے گا: میں نے اسی کی وجہ سے قطع رحمی کی۔ چوری کرنے والا آئے گا: تو کہے گا: اسی کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا؟ پھر وہ سب اس کو چھوڑ دیں گے وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لیں گے۔'' (مسلم)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کا معنی تشبیہ دینا ہے۔ یعنی جو کچھ زمین کے پیٹ میں مدفون ہے، اسے نکال دے گی۔ اسطوان (حدیث میں وارد لفظ) اسطوانہ کی جمع ہے، اس سے مراد ستون ہے۔ ان (خزانے کے ٹکڑوں کے) بڑا ہونے اور کثرت سے ہونے کی وجہ سے اسطوان سے تشبیہ دی ہے۔'' (شرح نووی: ۳/ ٤٥٤)





قدیم ستونوں پر نقشے۔

٨٧ ٨٨ ٨٩

شکلیں بگڑنے کے واقعات کا پیش آنا ۔ زمین کا دھنسنا آسمانوں سے پتھر برسنا

یہ بھی ان عقوبات میں سے ہیں جو آخری زمانے کے بعض لوگوں کے ساتھ پیش آئیں گی۔ یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



''اس امت کے آخر میں زمین میں دھنسا دینا چہرے کا مسخ ہونا اور آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب گانے والیاں اور گانے بجانے کے آلات رواج پکڑ لیں۔'' (ترمذی)

جب بھی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خاموش ہو جائیں گے، تو برائیاں ظاہر اور عام ہوں گی، اور ان کی سزاؤں کا وقت قریب تر ہوتا جائے گا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس امت کے آخر میں زمین میں دھنسا دینا چہرے کا مسخ ہونا اور آسمان سے پتھروں کی بارش پھر فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم نیک لوگوں کی موجودگی کے باوجود ہلاک ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں جب کہ فسق و فجور پذیر ہوگا۔'' (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ: زمین مین دھنسنا؛ چہروں کا بگڑنا اور آسمانوں سے پتھروں کا برسنا اہل بدعت کی مختلف اقسام میں ہوگا جو کہ عقیدہ میں مخالف ہوں گے جیسے زندیق، جو کہ سب سے بڑے منافق اور ملحد ہیں، اور قدریہ، جو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور بندوں کے فعل کو جھٹلاتے ہیں۔ سیّدنا نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ

فرماتے ہیں:

''ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا: اہل شام کا فلاں آدمی آپ کو سلام کہہ رہا تھا۔ تو حضرت عبد اللہ نے فرمایا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس نے کوئی بدعت ایجاد کرلی ہے۔ اگر ایسے ہو تو میری طرف سے اسے سلام نہ پہنچانا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: میری امت میں چہرے کا مسخ ہونا اور آسمان سے پتھروں کی بارش ہونے کے واقعات ہوں گے، اور یہ زندیقیت اور قدریہ میں ہوگا۔'' (احمد)



زمین دھنسنے کی جگہ جو سطح زمین سے 300 فٹ نیچے دھنس گئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ زمین میں دھنسنے کا واقعہ آخری زمانے میں اس لشکر کے ساتھ پیش آئے گا جو بیت اللہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پہلے سے لے کر آخری آدمی تک کو زمین میں دھنسا دیں گے۔

قعقاع بن ابی حدرد کی بیوی بقیرہ سے روایت ہے؛ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم سنو کہ ایک لشکر (بیت اللہ کے قریب) زمین میں دھنس گیا ہے تو جان لو کہ اب قیامت بالکل قریب ہے۔'' (مسند احمد)

یعنی ان لوگوں کو مدینہ کے قریب زمین میں دھنسا دیا جائے گا، اس لشکر کے بارے میں تفصیل نشانی نمبر ۱۲۲ میں آرہی ہے۔

آخر میں (یہ کہوں گا کہ) اس سے پہلے یہ سزائیں گنہگاروں اور ان گناہوں پر خاموش رہنے والوں کے ساتھ پیش آچکی ہیں۔ مسلمان کو ان سے خبردار رہنا چاہیے۔

۹۰ تباہ کن بارشیں (جن سے کوئی بھی مٹی کا گھر نہیں بچ سکے گا)

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے، وہ آسمانوں سے بارش کا نازل ہونا ہے، جس کے سامنے کوئی مٹی اور پتھر کا گھر نہ ٹھہر سکے گا سوائے اونٹوں کے بالوں سے بنائے ہوئے خیموں کے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ آسمانوں سے بارش برسے گی، جس سے کوئی مٹی اور پتھر کا بنا ہوا گھر نہیں بچ سکے گا اور نہ ہی کوئی اور سوائے اونٹوں کے بالوں سے بنائے ہوئے گھر کے۔''

(مسند احمد)



۹۱ آسمانوں سے بارشیں ہوں گی مگر زمین کچھ بھی نہیں اُگائے گی

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے، وہ آسمانوں سے عام بارش کا نازل ہونا ہے، مگر (اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا) زمین فصلیں اور پھل نہیں اگائے گی۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ آسمانوں سے عام بارش برسے گی، مگر زمین کچھ بھی نہیں اگائے گی۔'' (مسند احمد ، ابو یعلی)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا زمین سے برکت اٹھ جانے کی وجہ سے ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''خشک سالی یہ نہیں ہے کہ بارش نہ ہو، مگر خشک سالی (اور قحط) یہ ہے کہ آسمانوں سے بارش ہو، مگر زمین کچھ بھی نہ اگے۔'' (مسند احمد)



۹۲ تمام عربوں کے لیے شامل فتنہ



قیامت کی وہ نشانیاں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے، ان میں سے ایک بہت بڑا فتنہ ہے، جو عربوں کو پہنچے گا، جس کی وجہ سے ان میں بہت زیادہ قتل و غارت اور ہلاکتیں ہوں گی۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عنقریب ایک فتنہ ہوگا جو عرب کو گھیر لے گا، اس کے مقتولین جہنم میں جائیں گے اور اس میں زبان کا استعمال تلوار کے استعمال سے زیادہ سخت ہوگا۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

- ''جو عرب کو گھیر لے گا'' یعنی ان سب کو شامل ہوگا، سب کو ہلاک کرے گا۔
- ''اس کے مقتولین جہنم میں جائیں گے۔'' اس لیے کہ وہ دنیا پر لڑ رہے ہوں گے۔ شیطان کی اور خواہش نفس کی اتباع کر رہے ہوں گے۔ مراد یہ ہے کہ وہ اس قتال کی وجہ سے سزا کے مستحق ہوں گے۔ اگر وہ مسلمان اور موحد مریں گے، جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ اگرچہ انہیں جہنم کی سزا ہی کیوں نہ دی جائے۔
- ''اس کے مقتولین'' سے مراد اس فتنہ میں قتل ہونے والے ہیں۔ اس میں جملے میں انتہائی سخت وعید ہے۔ اس لیے کہ اس قتل وقتال سے ان کا مقصود اللہ کے دین کی سربلندی نہیں ہوگی، اور نہ ہی ظلم سے دفاع کرنا یا حق دار کی مدد کرنا مقصود ہوگا، بلکہ ان کا مقصود صرف ایک دوسرے پر سرکشی کرنا اور جنگ کرنا تھا جو اصل میں مال اور ملک کی طمع میں تھا۔
- ''اس میں زبان ...'' سے مراد زبان سے طعنہ زنی کرنا یا لوگوں کو اس جنگ میں شامل ہونے کی ترغیب دینا ہے۔ اس لیے کہ زبان کا اثر تلوار سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ جس پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے:

''زبان کا کھلا چھوڑ دینا تلوار سے زیادہ سخت ہے۔'' (مرقاۃ المفاتیح: ۱۵/ ۳۶۹)

۹۳ ۹۴ ۹۵

درختوں کا گفتگو کرنا۔ پتھر کا مسلمانوں کی مدد کے لیے گفتگو کرنا مسلمانوں کا یہودیوں کو قتل کرنا

یہ قتال آخری زمانے میں ہوگا، جس میں مسلمان نصرت پائیں گے، سو اس وقت درخت اور پتھر بھی بول پڑیں گے وہ کہیں گے: اے مسلم! اے عبداللہ! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، آ اسے قتل کردے۔ اس وقت شجر و حجر مسلمانوں کے ساتھ مہربان اور نرم دل ہوں گے۔ یہ ان کی تائید اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت ہوگی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک زمانہ میں تم یہودیوں سے جنگ کرو گیا ور تم یہودیوں پر غلبہ پاؤ گے؛ (اور جب کوئی یہودی کسی پتھر کی آڑ میں چھپے گا) تو وہ پتھر کہے گا، کہ اے مسلم! یہ دیکھو یہ ایک یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ دوڑو اسے قتل کردو۔'' (متفق علیہ)



غرقد نامی درخت جس کا ذکر حدیث مبارکہ میں ہے۔

شجر و حجر کا کلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ سوائے غرقد کے درخت کے، جو کہ یہودیوں کا درخت ہے۔ وہ کلام نہیں کرے گا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں اور مسلمان انہیں قتل کردیں یہاں تک کہ یہودی پتھر یا درخت کے

پیچھے چھپیں گے تو پتھر یا درخت کہے گا: اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے، آ اور اسے قتل کر دے، سوائے درخت غرقد کے کیوں کہ وہ یہود کے درختوں میں سے ہے۔" (مسلم)



غرقد درخت کی دوسری تصویر۔



اور ایک روایت میں ہے کہ" قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم یہودیوں سے جنگ کرو گے، یہاں تک کہ وہ پتھر جس کے پیچھے یہودی ہوگا؛ کہے گا، کہ اے مسلم! یہ دیکھو یہ ایک یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ دوڑو اسے قتل کر دو۔" (بخاری)



شجر و حجر کا یہ کلام کرنا حقیقی ہوگا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جمادات اور نباتات کو قوت گویائی دینے پر قادر ہے۔ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

نہیک بن صریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم ضرور بالضرور مشرکین سے قتال کرو گے؛ یہاں تک کہ تمہارے باقی لوگ نہر اردن کے کنارے پر دجال سے جنگ کریں گے، تم مشرقی کنارے پر ہوں گے اور وہ مغربی کنارے پر ہوں گے۔" (طبرانی)

نہیک بن اصرم کہتے ہیں: "میں نہیں جانتا کہ اس دن اردن کہاں ہوگا؟"

اس سے مقصود وہ سمندر ہے جو مقبوضہ فلسطین اور اردن کو جدا کرتا ہے۔

۹۶ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہونا

دریائے فرات مشہور ہے۔ جس میں بہت زیادہ پانی ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ دریائے فرات کا پانی روک دیا جائے گا اور اس کے بہاؤ کو تبدیل کر دیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے لیے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔ جسے حاصل کرنے کے لیے لوگ آپس میں لڑیں گے۔ اس لڑائی میں لوگوں کی بڑی تعداد قتل ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے خبردار کیا ہے کہ جو کوئی اس جنگ میں موجود ہو، اس پہاڑ سے کچھ بھی نہ لے؛ ایسا فتنے کے ڈر کی وجہ سے فرمایا ہے، یا پھر مقاتلین کی کثرت کی وجہ سے۔



سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

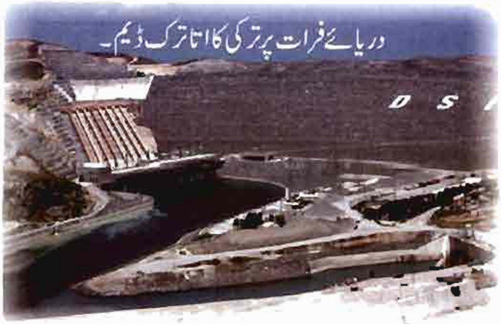
''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکل آئے جس پر لوگوں کا قتل وقتال ہوگا اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل کیے جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا شاید میں ہی وہ ہوں جسے نجات حاصل ہوگی اور یہ خزانہ میرے قبضہ میں رہ جائے گا۔'' (مسلم)

ایک روایت میں ہے: ''پس جو اس وقت موجود ہو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔'' (متفق علیہ)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''ہمیشہ لوگوں کی گردنیں دنیا کے طلب کرنے میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتی رہیں گی۔ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ برآمد ہوگا جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کی طرف روانہ ہوں گے۔ پس جو لوگ اس کے پاس ہوں گے وہ کہیں گے اگر ہم نے لوگوں کو چھوڑ دیا تو وہ اس سے سارے کا سارا لے جائیں گے، پھر وہ اس پر قتل وقتال کریں گے، پس ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل کیے جائیں گے۔'' (مسلم)



دریائے فرات پر ترکی کا اتاترک ڈیم۔



دریائے فرات پر شامی ڈیم۔

یہ سونے کا ایک حقیقی پہاڑ ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہی پہاڑ اس دریا کے بہاؤ کو تبدیل کرنے کا سبب بن جائے۔ یہ ایک خزانہ ہوگا۔ یا سونے کے اس پہاڑ کو مٹی نے ڈھانک رکھا ہے۔ اس لیے وہ غیر معروف ہے۔ جب دریا کا بہاؤ کسی بھی سبب سے تبدیل کردیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس پہاڑ کو بھی ظاہر کردیں گے۔

جو لوگ اس وقت وہاں پر موجود ہوں انہیں چاہیے کہ اس میں سے کچھ بھی نہ لیں۔ یہ ممانعت فتنہ میں مبتلا ہونے کے ڈر سے ہے۔ یہ فتنہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔ اور اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کا ظہور کب ہوگا۔

آج کل شام اور ترکی اس دریا پر ڈیم تعمیر کر رہے ہیں۔ اور اس کے آس پاس فیکٹریاں لگائی جارہی ہیں۔ جس کی وجہ سے اس دریا کے پانی میں کمی آگئی ہے۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے یہی امور اس پہاڑ کے ظاہر ہونے سے پہلے کی نشانیاں ہوں۔

۹۷

ایسا زمانہ آنا جب انسان کو گناہ یا عاجزی کے اظہار کے لیے اختیار دیا جائے گا

قیامت کی وہ نشانیاں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی انسان کو گناہ کرنے یا پسماندگی ؛ فرسودگی؛ اور عاجزی اپنانے میں اختیار دیا جائے گا۔ یعنی ایسے ایسے الفاظ جو کہ اہل فساد کے ہاں غیر مہذب اور غیر ترقی یافتہ شمار ہوتے ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے آگاہ و خبردار کیا ہے، اور ایسے لوگوں کو عاجزی اختیار کرنے کی اور گناہ سے دور رہنے کی نصیحت کی ہے۔



سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جب کسی انسان کو گناہ اور عاجزی میں سے کسی ایک اپنانے کا اختیار دیا جائے گا، جو اس زمانے کو پالے اسے چاہیے کہ گناہ پر عاجزی کو اختیار کرے۔'' (مسند احمد)

یہ معاملہ ہمارے اس زمانے میں عروج پر ہے۔ وہ اس طرح سے کہ اگر کوئی عورت پردے کا اہتمام کرتی ہے تو اسے پسماندہ اور عاجز ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ یا جو کوئی سودی کاموں میں حصہ نہ لے، یہ رشوت لیتے ؛ یا بے حیائی اور فحاشی والے ٹی وی چینلز نہ دیکھے، تو اسے پتھر کے دور کا انسان شمار کیا جاتا ہے۔ حالت یہ ہوگئی ہے کہ انسان کو معاشرہ میں دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے، یا تو وہ ان لوگوں کے شانہ بشانہ چلنے کے لیے فسق و فجور اور گناہ کے کام کرتا رہے۔ یا پھر بیک ورڈ، پسماندہ، عاجز اور فرسودہ و ناکارہ ہونے کا طعنہ برداشت کرے اور اپنا دین وعفت محفوظ کرلے۔

۹۸ جزیرہ عرب میں سرسبزہ وشادابی اور دریاؤں کا پلٹ آنا

جزیرۂ عرب سے آگاہی رکھنے والا جانتا ہے کہ یہ ایک چٹیل بیابان صحراء ہے جو کہ کل رقبے کا ستر فیصد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جزیرۂ عرب میں نہریں اور لہلہاتی ہوئی کھیتیاں لوٹ کر آئیں گی، حالانکہ وہ پہلے ایک چٹیل صحراء تھا جس میں کوئی چیز نہیں اگتی تھی۔''



سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عرب کی سرزمین پر سرسبز و شاداب چراگاہیں اور نہریں ہوں گی۔ اور ایک سوار عراق اور مکہ کے درمیان سفر کرے گا، اسے راستہ بھٹک جانے کے علاوہ کوئی خوف نہ ہوگا، اور ہرج بہت بڑھ جائے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! یہ ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''قتل۔'' (مسند احمد)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تک مال کی کثرت نہ ہو جائے گی اور بہہ نہ پڑے گا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر نکلے گا اور وہ کسی کو نہ پائے گا جو اس سے صدقہ قبول کر لے یہاں تک کہ عرب کی زمین چراگاہوں اور نہروں کی طرف لوٹ آئے گی۔'' (مسلم)

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"غزوۂ تبوک والے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو آپ ﷺ نمازوں کو جمع فرماتے تھے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے۔ اور مغرب اور عشا کی نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک دن نماز میں دیر فرمائی؛ پھر آپ ﷺ نکلے۔ اور ظہر و عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھیں پھر آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لائے اور مغرب اور عشا کی نمازیں اکٹھی پڑھیں؛ پھر آپ نے فرمایا:



"اگر اللہ نے چاہا تو کل تم دن چڑھے تک چشمہ پر پہنچ جاؤ گے اور تم میں سے کوئی اس چشمے کے پانی کو ہرگز ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ میں نہ آجاؤں۔"

راوی کہتے ہیں کہ ہم سے پہلے دو آدمی اس چشمے کی طرف پہنچ گئے اور چشمے میں پانی جوتی کے تسمے کے برابر ہوگا؛ اور وہ پانی بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ: کیا تم نے اس چشمے کے پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ تو نبی کریم ﷺ نے جو اللہ نے چاہا ان کو برا کہا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ چشمہ کا تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک اور اپنے چہرہ اقدس کو دھویا؛ پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا۔ پھر اس چشمہ سے جوش مارتے ہوئے پانی بہنے لگا؛ یہاں تک کہ لوگوں نے بھی پانی پیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو دیکھے گا کہ اس چشمے کا پانی باغوں کو سیراب کر دے گا۔" (مسلم)

بعض علماء نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ جزیرۂ عرب کی طرف سرسبزہ کے آثار داسباب بڑھ رہے ہیں۔ اور جزیرۂ عرب پر بارشوں اور برف باری کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے عام طور پر رزاعت اور

کاشتکاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ عرب کے صحراء کو باغ اور باغیچے بنادے۔ اور سرسبز زرخیز لمبے چھاؤں والی زمین سے تبدیل کر دے۔ یہ علامت اگرچہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی، تاہم پھر بھی ہر آنے والی چیز قریب تر ہوتی ہے۔

رہا تبوک کے متعلق نبی کریم ﷺ کا فرمان: ''اے معاذ! اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو دیکھے گا کہ اس چشمے کا پانی باغوں کو سیراب کر دے گا۔'' تو یہ آج کل وہاں پر زراعت کی صورت میں دور دور تک نظر آ رہا ہے۔



آج کا تبوک



تبوک میں فصلوں اور باغات کی ایک تصویر

۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱

احلاس (بھاگنے) کے فتنے کا ظہور — نعمتوں کے فتنے کا ظہور مسلسل برقرار رہنے والا سیاہ ترین فتنہ

رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس سے پہلے تین فتنے برپا ہوجائیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا اور بہت کثرت سے ان کا تذکرہ کیا۔ یہاں تک کہ فتنہ احلاس کا ذکر کیا تو ایک کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! فتنہ احلاس کیا ہے؟

فرمایا: بھاگنا؛ اور جنگ ہے۔ پھر اس کے بعد سرا کا فتنہ ہے جس کا دھواں ایک ایسے آدمی کے پیر کے نیچے سے نکلے گا جو میرے اہل بیت والوں میں سے ہوگا؛ وہ یہ گمان کرے گا وہ مجھ سے ہے؛ لیکن مجھ سے نہیں ہوگا۔ اور بے شک میرے ولی دوست تو وہی ہیں جو متقی ہیں، پھر لوگ ایک شخص پر اعتماد کریں جیسے کہ سرین، پسلی کے اوپر یعنی ایک کجی والے شخص پر اتفاق کریں گے۔ پھر دہیماء کا فتنہ ہوگا اور اس میں امت میں کسی کو نہیں چھوڑے گا مگر یہ کہ اسے ایک طمانچہ مارے گا؛ جب لوگ کہیں گے کہ فتنہ ختم ہوگیا تو وہ اور بڑھے گا؛ اس میں آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا؛ یہاں تک کہ لوگ دو خیموں کی طرف نہ ہوجائیں ایک ایمان کا خیمہ جس میں نفاق نہیں ہوگا اور دوسرا نفاق کا خیمہ؛ جس میں ایمان نہیں ہوگا۔ پس اگر تم اس وقت ہو تو اس دن یا اس سے اگلے دن دجال کا انتظار کرو۔'' (ابو داؤد)

(**احلاس**): حلس کی جمع ہے۔ یہ اس کپڑے ہو کہتے ہیں جو لکڑی کے کجاوے کے نیچے اونٹ کی پیٹھ پر ہوتا ہے۔ (ہندکو زبان میں اسے تھڑا کہتے ہیں۔ مترجم) یہ کپڑا ہمیشہ اونٹ کی پیٹھ پر ہی رہتا ہے، پس یہ فتنہ بھی لوگوں کے ساتھ لازم وملزوم ہوگا۔ بہت ہی کم ان سے جدا ہوگا۔ یہ فتنہ سیاہ اندھیر ہوگا اس حلس کپڑے کی طرح۔

(بھاگنا): یعنی لوگ آپس میں دشمنی اور عداوت کی وجہ سے ایک دوسرے سے بھاگتے پھریں گے۔

(جنگ): یہاں پر مراد انسانوں اور ان کے اموال کو اچک لینا اور ان کے پاس کچھ بھی نہ چھوڑنا۔

(سراء کا فتنہ): یعنی انسان پر کی جانے والی نعمتوں کا فتنہ؛ جن سے لوگ خوش ہوتے ہیں، جیسے صحت، آسودگی اور عافیت وغیرہ۔ انسان ان کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور سرکشی میں آگے نکل جائے گا۔

(اس کا دھواں): یعنی اس فتنہ کا ظہور اور اس کا پھیلنا۔ اسے آگ سے اٹھنے والے دھویں سے تشبیہ دی ہے، جس پر اگر گیلی لکڑیاں ڈال دی جائیں تو یہ دھواں بڑھ جاتا ہے۔

(میرے اهل بیت کے ایك آدمي کے قدموں کے نیچے ...): یعنی اہل بیت اور آل رسول میں سے۔ اس میں خبردار کیا گیا ہے کہ یہ آدمی اس فتنہ کو ہوا دے گا یا اس کا اصل محرک (ماسٹر مائنڈ) یہی انسان ہوگا۔

(وہ گمان کرے گا کہ ...): یعنی وہ نسب کے لحاظ سے مجھ سے ہے لیکن وہ اپنے اس برے فعل میں مجھ سے نہیں ہوگا۔ میں اس کے فعل سے بری ہوں۔ اگرچہ وہ میرے اہل بیت میں سے ہی ہوگا لیکن وہ میرے دوستوں میں سے نہیں۔ میرے دوست تو متقی ہیں، اور یہ انسان فتنے کو ہوا دینے والا ہے۔

(وہ مجھ سے نہیں ......): یعنی میرے دوستوں یا میرے چاہنے والوں میں سے نہیں، اس لیے کہ وہ فتنے کو بھڑکا رہا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے جناب نوح علیہ السلام کو جواب دیا تھا؛ جب انہوں نے عرض کیا:

"بے شک میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا۔" (هود: ٤٥)

مگر فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا:

"بے شک وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے، بے شک اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں۔" (هود: ٤٦)

(اتفاق کریں گے ......): یعنی ایک انسان کی بیعت پر جمع ہو جائیں گے۔

(پسلی کے اوپر): اس آدمی کی صفت بیان کی گئی ہے۔ جس میں پسلی کے اوپر سرین کی ہڈی سے مشابہت دی گئی ہے۔ اس کا معنی ہے کہ لوگ اس انسان کی بیعت تو کریں گے، مگر مستقل طور پر اس کے ساتھ نہیں چل سکیں گے۔ حدیث میں سرین کی ہڈی کو پسلی کے اوپر بتایا گیا ہے۔ پسلی باریک اور کمزور ہوتی ہے۔ سرین کی ہڈی بھاری اور سخت ہوتی ہے۔ اس کا معنی یہ نکلتا ہے کہ لوگ اپنے اس اختلاف کے بعد ایک ایسے شخص کی بیعت کریں گے جو

حکمرانی کا اہل نہیں ہوگا۔ جو کہ کم علم اور کمزور رائے والا ہوگا، اور نظام کو درست طور پر نہ چلا سکے گا۔

(**دھیما کا فتنہ**): یعنی بہت بڑا اور گھپ اندھیرا اندھا فتنہ ہوگا۔ (جو کسی کو بھی نہیں چھوڑے گا)

(**تھپڑ مارے گا......**): یعنی کسی بھی آدمی کو آزمائش میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ ہر انسان تک یہ فتنہ پہنچ کر رہے گا۔

(**صبح مومن اور......**): یعنی وہ اپنے بھائی کے خون کو حلال جاننے لگے گا مگر اس کے مال اور عزت پر ہاتھ نہیں ڈالے گا۔

(**دو خیمے ......**): کہا گیا ہے کہ دو خیموں سے مراد دو شہر ہیں۔

(**دجال کا انتظار کرو ..**): یعنی اس کے بعد اب فوراً دجال کے ظہور کا وقت قریب ہے۔

یہ فتنے ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

۱۰۲ ایسا زمانہ آئے گا جب ایک سجدہ دنیا و مافیہا کے برابر ہوگا



یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانے میں ان کے نازل ہونے کے بعد ہوگا، یعنی آخری زمانے میں۔ آپ کا زمانہ افضل زمانہ ہوگا۔ عبادات زمانے جگہ اور منزلت کے لحاظ سے ایک دوسرے پر اجر و ثواب میں فضیلت رکھتی ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! عنقریب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے؛ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے؛ صلیب توڑ ڈالیں گے؛ خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے؛ جزیہ ختم کر دیں گے (کیوں کہ اس وقت سب مسلمان ہوں گے) اور مال بہتا پھرے گا حتی کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا۔''

پھر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر اس کی تائید میں تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ:

''اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے۔'' (النساء: ۱۵۹، متفق علیہ)

(**اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیها سے بهتر سمجها جائے گا**): اس کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کی رغبت نمازوں میں اور دوسرے سارے نیکی کے کاموں میں بڑھ جائے گی۔ کیونکہ ان کی امیدیں کم پڑ جائیں گی، اور لوگ اس دنیا سے بے نیاز ہوں گے، اس لیے کہ ان کو قیامت کے قریب ہونے کا یقین ہو چکا ہوگا؛ ان کی رغبت دنیا میں کم ہونے کی وجہ سے اور انہیں دنیا کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے بھی ایسے ہوگا۔

علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

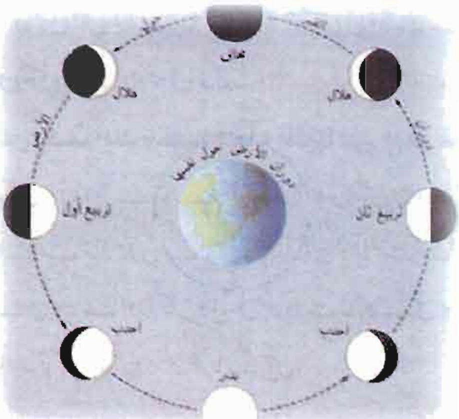
''اس کا معنی یہ ہے کہ اس نماز کا اجر نمازی کے لیے دنیا و مافیہا کا صدقہ دینے سے بہتر ہوگا اس لیے کہ وہ اس وقت مال بہہ پڑے گا اور لوگوں میں خود غرضی بہت کم ہوگی اور جہاد میں اخراجات کی ضرورت بہت کم ہوگی۔ اور سجدہ اس حدیث میں اپنے حقیقی معنی میں سجدہ ہی ہے؛ یا نماز کا سجدہ مراد ہے۔'' واللہ اعلم

۱۰۳ پہلی رات کے چاند کا معمول سے بڑا نظر آنا

چاند ہجری مہینے کی پہلی تاریخ میں چھوٹا سا ظاہر ہوتا ہے۔ پہلے نصف ماہ تک بڑا ہوتا رہتا ہے، اس کے بعد پھر سے چھوٹا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور مہینے کے آخر تک چھوٹا ہوتا رہتا ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ چاند پھول جائے گا۔ یعنی جب لوگ چاند کو مہینے کے شروع میں دیکھیں گے تو انہیں اس کے عام طور پر دیکھے جانے والے حجم سے بڑا نظر آئے گا۔ گویا کہ وہ دوسری (یا تیسری) تاریخ کا چاند ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک چاند کا پھول جانا ہے۔ یہاں تک کہ ایک رات چاند دیکھا جائے گا، اور کہا جائے گا یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے حالانکہ وہ پہلی تاریخ کا چاند ہوگا۔'' (الطبرانی)



قمری مہینے کے اعتبار سے چاند کی مختلف شکلیں



ایک شمسی مہینے کے اعتبار سے چاند کی منزلیں۔

۱۰۴

لوگوں کا ملک شام کی طرف ہجرت کرنا

شام کا اطلاق آج کل کے سیریا، اردون، فلسطین اور اس کے گرد و نواح پر ہوتا ہے۔ یہی جمع ہونے کی اور محشر کی جگہ ہے۔ اہل شام کی خاص قدر و منزلت ہے۔ یہ علاقہ بہت سارے انبیاء کی نبوتوں کا مرکز رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اہل شام میں خرابی پیدا ہوگئی تو تم میں کوئی خیر و بھلائی نہ ہوگی۔ میری امت میں سے ایک گروہ ایسا ہے جس کی ہمیشہ مدد و نصرت ہوتی رہے گی۔ اور کسی کا ان کی مدد نہ کرنا انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔" (ترمذی)



اس لیے نبی کریم ﷺ اپنے ماننے والوں کو شام میں سکونت اختیار کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ قیامت سے پہلے شام ہی مسلمانوں کا بیس کیمپ ہوگا اور اہل ایمان اسی علاقے میں سکونت اختیار کریں گے۔

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مسلمانوں کا خیمہ (فسطاط) جنگ کے روز غوطہ (ایک جگہ کا نام ہے) میں ہوگا مدینہ کی طرف جسے دمشق کہا جاتا ہوگا جو مدائن شام کے بہتر علاقوں میں سے ایک ہے۔" (ابو داؤد)

فسطاط: اصل میں خیمہ کو کہا جاتا ہے۔ یہاں پر اس سے مقصود مسلمانوں کا ٹھکانہ، اور خون ریز جنگ کے دن ان کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔

غوطہ: آج کل غوطہ کو دمشق کہا جاتا ہے۔ جو کہ آج کل کے سوریا کا دار الحکومت ہے۔ مشہور و معروف شہر ہے۔

وہ جنگ جس کا ذکر اس حدیث میں ہے، یہ مہدی کے آنے سے پہلے ہوگی۔ یا پھر آخری زمانے میں ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے شام کے علاقے میں سکونت اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس لیے کہ یہی ارض محشر ہے۔ اور آخر میں یہیں پر مسلمانوں کا بیس کیمپ ہوگا۔ ایک صحابی نے مشورہ طلب کیا کہ وہ کس علاقے کی طرف ہجرت کرے اور وہاں پر سکونت اختیار کرے؟ تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے شام کی طرف اشارہ کیا۔



سیّدنا بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

''میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے کہاں جانے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہاں پر۔ اور اپنے دست مبارک سے شام کی طرف اشارہ کیا۔'' (ترمذی، مستدرك حاكم)

قیامت سے پہلے مسلمانوں کی اغلبیت شام کی طرف ہجرت کر جائے گی۔ بلکہ کوئی بھی مومن ایسا نہیں بچے گا جو شام کی طرف ہجرت نہ کرے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایسا زمانہ آئے گا جس میں کوئی بھی مومن ایسا نہیں بچے گا جو شام کی طرف ہجرت نہ کر جائے۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ)



الغوطہ دمشق کی مختلف تصویریں

۱۰۵ ۱۰۶

مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین انتہائی خون ریز جنگ کا ہونا
قسطنطنیہ کی فتح

مسلمانوں اور عیسائیوں کی تاریخ آپس میں کشمکش اور ٹکراؤ سے بھری پڑی ہے۔ اس میں جنگیں بھی ہوئیں، صلح بھی، قتال بھی ہوتا رہا اور امن بھی قائم ہوتا رہا۔ آج کل بھی مسلمانوں کے حالات رومیوں کے ساتھ صحیح ڈگر پر نہیں ہیں بلکہ جنگ اور امن کے مابین ایک اضطرابی کیفیت سے گزر رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: مسلمانوں اور رومیوں کے مابین ایک بہت بڑی جنگ ہوگی۔ یہ جنگ امام مہدی کے ظہور سے کچھ پہلے ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے اس جنگ کو بڑی خون ریز جنگ کا نام دیا ہے۔ وہ اس طرح بھی کہ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی۔ پھر وہ قسطنطنیہ فتح کرنے کے لیے متوجہ ہوں گے اور اسے فتح کریں گے، پھر دجال ظاہر ہوگا۔



سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی تخریب کا سبب ہے۔ مدینہ کی تخریب کاری بڑی جنگ کا سبب ہے اور جنگ وجدال قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے۔ اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے نکلنے کا سبب ہے۔'' (ابو داؤد)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

''تم لوگ عنقریب اہل روم معاہدہ صلح کرو گے امن کا۔ پھر تم اور وہ مل کر اپنے پیچھے سے آنے والے دشمن سے جنگ کرو گے۔ پس تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہیں مال غنیمت ملے گا؛ اور تم سلامتی کے ساتھ واپس لوٹ آ گے یہاں تک کہ تم ٹیلے والی چراگاہ میں اترو گے تو ایک نصرانی شخص صلیب اٹھائے گا اور کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص غضبناک ہو کر اسے مارے گا اس وقت غداری کریں گے اہل روم اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔'' (ابو داؤد)

ایک روایت میں ہے: ''پھر مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑیں گے اور لڑائی کریں گے تو اللہ تعالیٰ شہادت عطا فرما کر بزرگی اور عزت دے گا۔'' (ابو داؤد)





قسطنطنیہ (استنبول) کی تصویریں



قسطنطنیہ میں ایشیا اور یورپ کو ملانے والا پل

صحیح مسلم میں اس کی تفصیل

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی اعماق یا دابق میں اتریں (یہ جگہ شام کے شہر حلب کے قریب ہے؛ یہیں پر خون ریز جنگ ہوگی) ان کی طرف ان سے لڑنے کے لیے ایک لشکر مدینہ روانہ ہوگا؛ اور وہ ان دنوں زمین والوں میں سے نیک لوگ ہوں گے۔ جب وہ صف بندی کریں گے تو رومی کہیں گے کہ: تم ہمارے اور ان کے درمیان دخل اندازی نہ کرو؛ جنہوں نے ہم میں سے کچھ لوگوں کو قیدی بنالیا ہے ہم ان سے لڑیں گے۔ (یہ جملہ مسلمانوں اور رومیوں کے مابین ان سابقہ جنگوں کے پیش آنے پر جن میں مسلمانوں کو عیسائیوں پر فتح ہوگی، وہ ان کے لوگوں کو قیدی بنائیں گیا ور وہ قیدی اسلام قبول کر کے جہاد کرتے ہوئے میدان میں آئیں گے)

مسلمان کہیں گے: نہیں؛ اللہ کی قسم! ہم اپنے بھائیوں کو تنہا نہ چھوڑیں گے کہ تم ان سے لڑتے رہو۔ بالآخر وہ ان سے لڑائی کریں گے؛ بالآخر ایک تہائی مسلمان بھاگ جائیں گے؛ جن کی اللہ کبھی بھی توبہ قبول نہ کرے گا۔ اور ایک تہائی قتل کیے جائیں گے؛ جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے۔ اور ایک تہائی فتح حاصل کرلیں گے۔ انہیں کبھی آزمائش میں نہ ڈالا جائے گا۔ پس وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ جس وقت وہ آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور ان کی تلواریں زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی؛ تو اچانک شیطان چیخ کر کہے گا: تحقیق مسیح دجال تمہارے بال بچوں تک پہنچ چکا ہے۔
وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوں گے لیکن یہ خبر باطل ہوگی۔ جب وہ شام پہنچیں گے تو اس وقت دجال نکلے گا۔''

ایک روایت میں ہے: ''اسی دوران کہ وہ دجال سے قتال کے لیے تیاری کر رہے ہوں گے؛ اس سے پہلے وہ اہل روم سے جنگ کر چکے ہوں گے۔ ابھی انہوں نے مال غنیمت تقسیم بھی نہیں کیا ہوگا۔ وہ اپنی صفیں درست کر رہے ہوں گے، اقامت کہی جائے گی، اور عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔'' (مسلم)

اس جنگ کی کچھ تفصیل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ترکہ تقسیم نہ کیا جائے اور غنیمت سے خوشی نہ ہوگی۔'' پھر اپنے ہاتھ

سے ملک شام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ''اس طرف دشمن اہل اسلام سے لڑنے کے جمع ہوں گے؛ اور اہل اسلام ان سے لڑنے کے لیے جمع ہو جائیں گے۔''

میں نے کہا: آپ کی مراد رومی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

اور اس وقت سخت شدت کی جنگ ہوگی؛ اور مسلمان موت پر شرط لگائیں گے کہ وہ غلبہ کے بغیر واپس نہ لوٹیں گے۔ پھر وہ خوب جہاد کریں گے۔ یہاں تک کہ ان کے درمیان رات کا پردہ حائل ہو جائے گا۔ پھر یہ بھی لوٹ آئیں گے اور وہ بھی واپس آ جائیں گے؛ اور کوئی ایک گروہ غالب نہ ہوگا، اور جو لشکر لڑائی کے لیے آگے بڑھا تھا وہ ہلاک اور فنا ہو جائے گا۔ مسلمان ایک اور لشکر آگے بھیجیں گے جو موت پر شرط لگائیں گے کہ وہ غلبہ کے بغیر واپس نہ آئیں گے۔ پس وہ بھی جنگ کریں گے یہاں تک کہ شام ہو جائے پھر یہ بھی واپس آ جائیں گے اور وہ بھی لوٹ جائیں گے اور کوئی غالب نہ ہوگا۔ اور جو لشکر لڑائی کے لیے آگے بڑھا تھا وہ ہلاک اور فنا ہو جائے گا۔ ۔ پس جب چوتھا دن ہوگا تو باقی اہل اسلام ان پر حملہ کر دیں گے تو اللہ کافروں پر شکست مسلط کر دے گا۔ اور ایسی لڑائی ہوگی کہ ویسی کوئی نہ دیکھے گا؛ یا کہا کہ ویسی کسی نے دیکھی نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ پرندے بھی ان کے پہلوں کے پاس سے گزریں گے تو وہ بھی آگے نہ بڑھ سکیں گے، یہاں تک کہ مردہ ہو کر گر پڑیں گے۔ اور ایک باپ کی اولاد کو شمار کیا جائے گا تو وہ سو ہوں گے اور ان میں سے سوائے ایک کے کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ پس اس حال میں کس غنیمت پر خوشی ہوگی یا کون سی میراث کو تقسیم کیا جائے گا؟

پھر اسی دوران مسلمان ایک اور بڑی آفت کی خبر سنیں گے جو اس سے بھی بڑی ہوگی۔ پس ان کے پاس ایک چیخنے والا آئے گا کہ: دجال ان کے بعد ان کے بال بچوں میں آ گیا ہے۔

یہ سنتے ہی اپنے ہاتھوں میں موجود چیزوں کو پھینک دیں گے اور اس کی طرف متوجہ ہوں جائیں گے۔ پھر دس سواروں کا ہراول دستہ روانہ کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان کے اور ان کے آباء اجداد کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگوں کو پہچانتا ہوں اور وہ اس دن اہل زمین سے بہترین شہسوار ہوں گے یا اس دن وہ زمین والوں میں سے بہترین شہسوار ہوں گے۔'' (مسلم)

اس بڑی اور خون ریز جنگ کے دن مسلمانوں کے لشکر کا پڑاؤ شام کے شہر دمشق میں غوطہ کے مقام پر ہوگا۔ وہ اس وقت روئے زمین کا سب سے بہترین لشکر ہوگا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ رومیوں پر فتح عطا کریں گے۔ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس جنگ کے دن مسلمانوں کا خیمہ غوطہ میں ہوگا، وہ اس شہر کے نواح میں ہے جسے دمشق کہا جاتا ہے، یہ شام کے بہترین شہروں میں سے ہے۔'' (مسند احمد، مستدرك حاكم)



ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس بڑی جنگ کے دن مسلمانوں کا خیمہ غوطہ میں ہوگا، اس میں ایک شہر ہوگا جسے دمشق کہا جاتا ہوگا۔ یہ اس وقت مسلمانوں کی سب سے بہترین منزل ہوگا۔''

(مسند احمد، ابو داؤد)

اس وقت اللہ تعالیٰ فلسطین کو مسلمانوں کے ہاتھوں پر بغیر قتال کے فتح کریں۔ اس دن امام مہدی کی قیادت میں ان لوگوں کا اسلحہ سبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ، لا إله إلا اللّٰہ اور اللّٰہ اکبر کہنا ہوگا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم نے ایک شہر کا سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں اور دوسری طرف سمندر میں ہے؟''

صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں؛ اے اللہ کے رسول!

آپ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بنو اسحٰق میں سے ستر ہزار آدمی جنگ نہ کرلیں۔ جب وہ وہاں آئیں گے تو اتریں گے۔ وہ نہ ہتھیاروں سے جنگ کریں گے؛ اور نہ تیر اندازی کریں گے؛ وہ کہیں گے: لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر؛ تو اس سے اس شہر کی ایک طرف گر جائے گی (ثور نے کہا میں سمندر کی طرف کے علاوہ کوئی دوسری طرف نہیں جانتا)۔ پھر وہ دوسری مرتبہ

لا الـہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کہیں گے تو ان کی لیے کشادگی کردی جائے گی۔ اور وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور مال غنیمت لوٹ لیں گے۔ پس اسی دوران کہ وہ مال غنیمت آپس میں تقسیم کر رہے ہوں گے کہ انہیں ایک چیخ سنائی دے گی جو کہہ رہا ہوگا کہ دجال نکل چکا ہے تو وہ ہر چیز چھوڑ کر لوٹ جائیں گے۔" (مسلم)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قاضی عیاض نے فرمایا ہے: ((صحیح مسلم کے تمام اصلی نسخوں میں یہی لفظ ہے کہ وہ بنی اسحٰق سے ہوں گے۔"

بعض علمائے کرام کا فرمانا ہے: "معروف اور محفوظ بات یہی ہے کہ (بنی اسماعیل) اس پر حدیث اور اس کا سیاق دلالت کرتے ہیں، اس لیے کہ اس سے مراد عرب لیے گئے ہیں، اور اس شہر سے مراد قسطنطنیہ ہے۔"

اس کے علاوہ جو چیز ان کے بنی اسماعیل ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ حضرت ذی مخمر والی روایت ہے۔ جس میں ہے کہ رومی اپنے ساتھیوں سے کہیں گے: تمہارے لیے عربوں کی حد کافی ہے۔ پھر وہ غداری کریں گے، اور مسلمانوں کے ساتھ ایک بہت سخت جنگ کے لیے جمع ہوں گے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ آخری اور بڑی جنگ رومیوں اور عربوں کے مابین ہوگی۔ اس حدیث کے ابواب بھی ظاہری طور پر اسی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اس خون ریز جنگ میں شریک ہوں گے وہی قسطنطنیہ فتح کریں گے۔

اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے جو سیّدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے کہ "پھر ان کی طرف اہل حجاز کے مسلمانوں کا ایک لشکر نکلے گا۔"

پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ وہ بنو اسمٰعیل ہوں گے نہ کہ بنو اسحٰق۔ واللہ اعلم (اتحاف)



۱۰۷ ۱۰۸

یہ کہ میراث تقسیم نہیں کی جائے گی لوگوں کو غنیمت پر کوئی خوشی نہیں ہوگی

یہ دونوں نشانیاں آخری زمانے میں ظاہر ہوں گی؛ جب قتل وقتال بہت بڑھ جائے گا، اور عیسائیوں کے ساتھ بہت سخت جنگیں ہوں گی۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں میراث کو تقسیم نہیں کیا جائے گا اور مال غنیمت پر کوئی خوشی نہیں ہوگی۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفصیل سابقہ نشانی میں گزر چکی ہے۔

۱۰۹

لوگ پھر سے پرانی سواریوں اور اسلحہ کی طرف پلٹ جائیں گے

اس سے قبل اس کا ذکر گزر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''پھر اسی دوران مسلمان ایک اور بڑی آفت کی خبر سنیں گے جو اس سے بھی بڑی ہوگی۔ پس ان کے پاس ایک چیخنے والا آئے گا کہ: دجال ان کے بعد ان کے بال بچوں میں آ گیا ہے۔
یہ سنتے ہی اپنے ہاتھوں میں موجود چیزوں کو پھینک دیں گے اور اس کی طرف متوجہ ہوں جائیں گے۔
پھر دس سواروں کا ہراول دستہ روانہ کریں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:







”میں ان کے نام اور آبا اجداد کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگوں کو پہچانتا ہوں اور وہ اس دن اہل زمین سے بہترین شہسوار ہوں گے یا اس دن وہ زمین والوں میں سے بہترین شہسوار ہوں گے۔“ (مسلم)

۱۱۱ ۱۱۰

بیت المقدس کی آبادکاری
مدینہ کی ویرانی اوراس کا اہل مدینہ اورزائرین سے خالی ہوجانا

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی تخریب کا سبب ہے، اور جنگ وجدال قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے نکلنے کا سبب ہے۔“

پھر آپ نے اپنی حدیث بیان کرنے والے کی ران یا کندھے پر مارا اور فرمایا کہ ”بے شک یہ ایسا ہونا اسی طرح سچ اور حق ہے جیسا کہ تمہارا یہاں ہونا یا یہاں بیٹھا ہونا حق ہے۔“ (ابو داؤد)

مدینہ منورہ کی تخریب کا معنی یہ ہے کہ یہ شہر اس کے باشندوں اور زیارت کرنے والوں سے خالی ہوجائے گا۔

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک عظیم فتنہ اور اس کے بعد فتح قسطنطنیہ اور دجال کا نکلنا سات ماہ کے اندر ہوگا۔“ (ابو داؤد)

- بیت المقدس کی آبادکاری
- مدینہ کی ویرانی اور اس کا اہل مدینہ اور زائرین سے خالی ہو جانا

اس حدیث میں جن حوادثات کا بیان ہوا ہے، یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ پس بیت المقدس کی آبادی، یعنی یہاں پر آبادی کا کثرت سے پھیل جانا اور کثرت کے ساتھ عمارتیں تعمیر ہونے کی وجہ سے شہر کا حدود اربعہ بڑھ جانا اور لوگوں کا یہاں پر رہائش اختیار کرنے کو ترجیح دینا یہ بیت المقدس کی آبادی ہے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ کی تخریب ہوگی۔ لوگ یہاں پر رہائش اختیار کرنے سے بے رغبتی برتیں گے۔ اور یہاں پر مزید عمارتیں بننے کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور آج کل حقیقت میں لوگ مدینہ منورہ میں کم ہوتے جا رہے ہیں بڑھ نہیں رہے۔ اور بہت سارے لوگ مدینہ چھوڑ کر دوسرے شہروں میں منتقل ہو رہے ہیں۔


بیت المقدس


مدینہ منورہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم لوگ مدینہ کو اچھے حال میں چھوڑو گے یہاں تک کہ وہاں پر کتے اور بھیڑیے داخل ہوں گے، اور مسجد کے کسی ستون پر پیشاب کر دیں گے۔ یا فرمایا کہ منبر پر پیشاب کریں گے۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ایسے زمانہ میں پھل کن کے لیے ہوگا؟ فرمایا: پھرنے والے پرندوں اور درندوں کے لیے۔"

(موطا امام مالک)

بیت المقدس کی آبادکاری سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ آخری زمانے میں خلافت اس علاقے میں قائم ہوگی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن حوالہ کی روایت میں ہے، وہ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پاپیادہ ایک غزوہ کے لیے روانہ فرمایا؛ تاکہ ہم مال غنیمت حاصل کریں۔ آخر کار ہم اس حال میں واپس ہوئے کہ مال غنیمت میں سے ہمیں کچھ بھی ہاتھ

نہ لگا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمارے چہروں سے مشقت اور تھکن کے آثار محسوس فرما لیے؛ پس آپ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ یہ فرما رہے تھے: اے اللہ! تو ان کو اس طرح میرے حوالہ مت کر کہ ان کی خبر گیری سے عاجز رہ جاؤں۔ اور خود ان کو ان کے حوالہ بھی مت کر کہ وہ اس سے عاجز رہ جائیں۔ اور دوسرے لوگوں کے بھی حوالہ مت کر کہ وہ اپنے آپ کو برتر سمجھنے لگیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا:

''اے ابن حوالہ! جب تو خلافت کو ارض مقدس (شام) میں اترتا دیکھے گا؛ تو سمجھ لے کہ زلزلے مصائب اور حوادث قریب آ گئے اور اس دن قیامت لوگوں سے اس قدر قریب ہوگی جس قدر تیرے سر سے میرا ہاتھ ہے۔'' (ابو داؤد)

حدیث میں وارد لفظ: مدینہ کی تخریب، بڑی جنگ کا ظہور، اس سے مراد وہ آخری معرکہ ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین ہوگا۔ جس میں بہت زیادہ قتل ہوگا، اسے خون ریز جنگ اس لیے نام دیا گیا ہے کہ اس جنگ میں بہت سارے لوگ قتل ہوں گے، اس جنگ کے بعد قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ اسے آج کل ''استنبول'' کہا جاتا ہے جو کہ ترکی کے بڑے شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد دجال کا خروج ہوگا۔

۱۱۲ مدینہ کا برے لوگوں کو نکال دینا

یہ نشانی اپنے سے ماقبل کی نشانیوں جیسے مدینہ کی تخریب اور اس کا رہنے والوں سے خالی ہو جانا وغیرہ کی تکمیل ہے۔ مدینہ آباد ہوا اور اس کی آبادی خوب بڑھی۔ خصوصاً نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد سال گزرتے گئے، اور مدینہ کے رہنے والوں میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ اور یہاں پر آبادی مسلسل بڑھتی رہی۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ یہاں پر رہائش اختیار کرنے سے بے رغبتی برتیں گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے چچازاد بھائیوں اور رشتہ داروں کو بلا کر کہیں گے کہ جس جگہ آسانی اور سہولت ہو اس جگہ کوچ کر چلو۔ اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہے کاش! وہ لوگ جان لیں۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اللہ وہاں سے کسی کو نہیں نکالے گا سوائے اس کے کہ جو وہاں سے اعراض کرے گا۔ تو اللہ اس کی جگہ وہاں اسے آباد فرمائیں گے کہ جو اس سے بہتر ہوگا۔ آگاہ رہو کہ مدینہ ایک بھٹی طرح ہے جو خبیث چیز یعنی میل کچیل کو باہر نکال دیتا ہے۔ اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مدینہ اپنے میں سے برے لوگوں کو باہر نکال پھینکے گا جس طرح کہ لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو باہر نکال دیتی ہے۔" (مسلم)



جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جب مدینہ طیبہ سے نکلے تو اپنے غلام مزاحم کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا:

"اے مزاحم! کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ محسوس ہو رہا ہے کہ ہم انہی لوگوں میں سے ہوں جنہیں مدینہ طیبہ نے نکال باہر کیا ہے؟"

اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جو انسان مدینہ طیبہ میں رہائش اختیار کرے، پھر یہ شہر چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ چلا جائے، تو اسے برے اور گندے لوگوں میں سے ایک شمار کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ بہترین لوگ تھے، وہ بھی مدینہ چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں منتقل ہوئے ہیں، یہ سب جہاد اور دعوت کی وجہ سے ہوا تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"تم لوگ مدینہ کو اچھے حال میں چھوڑو گے۔ پھر وہاں وحشی جانور یعنی درندے اور چرندے ہی چھا جائیں گے۔" (متفق علیہ)

اس کا معنی یہ ہے کہ لوگ ایسے وقت میں مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں گے جب وہاں پر رہائش کے مکمل امکانات موجود ہوں گے۔ یہاں کے پھل اچھے ہوں گے۔ زندگی بہت اچھی گزر رہی ہوگی لیکن ایسا فتنہ اور سختی پیش آئے گی کہ لوگ مدینہ طیبہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ آہستہ آہستہ نقل مکانی ہوتے ہوتے ایسا وقت آجائے گا کہ مدینہ میں کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا، بلکہ مسجدیں اور گھر خالی پڑے ہوں گے۔ جہاں پر درندے اور حیوانات پھریں گیا ور پیشاب کریں گے؛ مگر ان کو منع کرنے (بھگانے) والا کوئی نہ ہوگا۔

۱۱۳ پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو ثابت پیدا کیا ہے جو زمین کے لیے کیلوں (میخوں) کا کام دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے۔ ایسا یا تو حقیقت میں ہوگا، کہ پہاڑ زمین میں دھنس جائیں گے، یا پھر کسی بجلی وغیرہ کے گرنے کی وجہ سے ختم ہو جائیں گے۔ یا پھر لوگوں کے فعل کی وجہ سے ہوگا کہ کثرت سے تعمیر و ترقی ہوگی۔ عمارتیں بنیں گی اور لوگ پہاڑوں کو کاٹ کر برابر کر دیں گے۔ جیسا کہ آج کل روئے زمین کے بہت سارے شہروں میں ہو رہا ہے۔

یا پھر یہ پہاڑ منہدم ہو جائیں گے، کثرت کے ساتھ پہاڑی چٹانیں وغیرہ گریں گی، جیسا کہ اس طرح کے کئی واقعات پیش آ چکے ہیں۔

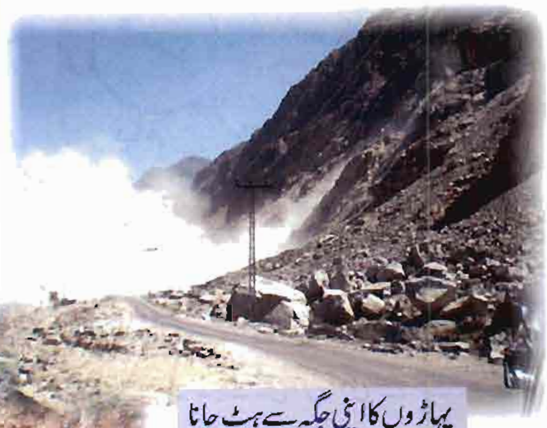
سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائیں اور تم ایسے بڑے امور دیکھو گے جو اس سے پہلے تم نے نہ دیکھیں ہوں گے۔“

(طبرانی، الصحیحة للألباني: ٣٠٦١)



انسانوں کے ہاتھوں وجود کھونے والا پہاڑ



پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا



۱۱۴ قحطانی کا ظہور لوگ جس کی پیروی کریں گے

آخری زمانے میں پیش آنے والی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک معروف عربی قبیلے قحطان سے ایک ایسے آدمی کا خروج ہے لوگ جس کی اطاعت میں سر تسلیم خم کرلیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا جب زمانے میں تبدیلی واقع ہوجائے گی۔



جزیرۂ عرب میں قبائل کی موجودہ صورتحال

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ بنی قحطان سے ایک ایسا آدمی نکلے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔“

(متفق علیه)

لاٹھی سے ہانکنا کنایہ ہے کہ لوگ اس کی اطاعت قبول کریں گے اور اس پر ان کا اتفاق و اجتماع ہوگا۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ لاٹھی لے کر لوگوں کو ہانکے گا۔ بلکہ یہ ان کی اطاعت شعاری کے لیے اور اس قحطانی کے ان لوگوں پر غلبہ کے لیے بطور ضرب مثل کے بیان ہوا ہے۔ صرف اتنا ہے کہ حدیث میں اس آدمی کے سخت طبیعت اور سخت گیر ہونے کی جانب اشارہ ملتا ہے۔

یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انسان نیک اور صالح ہوگا۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت میں ہے: ”اور قحطان کے آدمی، تمام نیکوکار ہوں گے۔“ (ابو نعیم)

اس آدمی کا قبیلۂ قحطان سے ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آزاد انسان ہوگا یہ اس جہجاہ کے علاوہ ہوگا جس کا ذکر آرہا ہے۔ اس لیے کہ جہجاہ نامی شخص غلاموں میں سے ہوگا۔

۱۱۵ جہجاہ نامی آدمی کا ظہور

آخری زمانے میں جو لوگ ظاہر ہوں گے، یا لوگوں میں جن کا غلبہ اور غلغلہ ہوگا، ان میں سے بعض کے اوصاف نبی کریم ﷺ نے بیان کیے ہیں اور بعضوں کے نام لیے ہیں۔ ان ہی لوگوں میں سے ایک جہجاہ نامی شخص ہوگا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دن اور رات اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے یہاں تک کہ غلاموں میں سے ایک آدمی بادشاہ بن جائے؛ اس کا نام جہجاہ لیا جاتا ہوگا۔'' (مسلم)

ایک نسخہ میں ہے: ''اس کا نام جہجل ہوگا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جہجاہ اصل میں چیخ کو کہتے ہیں۔''

۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ درندوں اور جمادات کا گفتگو کرنا ـــ لاٹھی (کوڑے) کا ایک کونا بات کرے گا ـــ جوتے کے تسمے کا بات کرنا ـــ انسان کی ران اس کے گھر والوں کی متعلق خبریں دے گی

نبی کریم ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ درندے، وحشی جانور باتیں کرنے لگیں گے اور انسان کا کوڑا، جوتے کا تسمہ اور انسان کی ران باتیں کریں گے۔ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ درندے انسانوں سے باتیں کریں گے۔ اور یہاں تک کہ اس کے کوڑے کا کونا باتیں کرے گا اس کے جوتے کا تسمہ باتیں کرے گا اور اس کی ران اسے خبر دے گی کہ اس کے بعد اس کے اہل خانہ نے کیا کیا۔''

(ترمذی)



وحشی درندوں سے مراد جنگلی درندے ہیں جیسے شیر، بھیڑیا اور ہر چیز پھاڑ کرنے والا جانور۔ یہ عمومی طور پر انسانوں سے بات چیت ہوسکتی ہے، اس میں مومن اور کافر کی کوئی تمیز نہیں۔

انسان کے ساتھ اس کے کوڑے کا باتیں کرنا اور ران کا اس کو خبر دینا کہ اس کے بعد اس کے اہل خانہ نے کیا کیا یہ دو نشانیاں ایسی ہیں جو ابھی تک پیش نہیں آئیں لیکن ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ اس لیے کہ ان کی خبر رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی طرف سے دی ہے۔

بعض محققین کا کہنا ہے کہ کوڑے کا کلام کرنا، تسمے کا باتیں کرنا اور ران کا خبر دینا اس سے مقصود ہمارے اس دور میں نئی نئی ایجادات ہیں جیسے موبائل فون، پیغام رسانی کے ذرائع اور دیگر اس قسم کے وسائل نشر و اشاعت ذرائع ابلاغ۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہری الفاظ کے مطابق ہی پوری ہوگی اور ایسا وقت ضرور آئے گا جب یہ چیزیں انسانوں کی طرح باتیں کریں گی۔ واللہ اعلم۔

چوپائے کا کلام کرنا

یہ نبی کریم ﷺ کے دور میں پیش آچکا ہے۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک اعرابی کسی شہر کے نواح میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا، کہ اچانک ایک بھیڑیا آیا: اور اس کے ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے گیا۔ اعرابی نے اس بھیڑیے کو پالیا اور اس سے بکری چھڑالی۔ اور اسے مار

بھگایا، بھیڑیا وہاں سے چل پڑا اور پھر اپنی دم ہلاتے ہوئے مڑ کر اس دیہاتی سے مخاطب ہوا اور کہا: تم نے مجھ سے وہ رزق چھین لیا جو رزق اللہ نے مجھے دیا تھا۔ چرواہا کہنے لگا: عجیب بات ہے بھیڑیا مجھ سے باتیں کر رہا ہے؟ تو بھیڑیے نے کہا: اللہ کی قسم! تو اس سے زیادہ عجیب چیز چھوڑے گا۔ چرواہے نے کہا: اس سے بڑھ کر عجیب کیا ہے؟ بھیڑیے نے کہا: رسول اللہ ﷺ دو کھجوروں کے باغوں اور دو حروں (سنگلاخ مقامات) کے بیچ لوگوں سے گزری ہوئی باتیں اور آنے والی باتیں بیان کر رہے ہیں۔



پھر دیہاتی اپنی بکریوں کو ہانکتے ہوئے مدینہ آ گیا۔ پھر وہ چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا، اور آپ کے دروازے پر دستک دی۔ جب نبی کریم ﷺ نماز پڑھ چکے تو فرمایا: **بکریوں والا اعرابی کہاں ہے؟** وہ اعرابی کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لوگوں سے بیان کرو جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور جو کچھ تم نے سنا ہے۔** دیہاتی نے لوگوں سے وہ سب کچھ بیان کیا جو اس نے بھیڑیے میں دیکھا یا اس سے سنا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اس نے سچ کہا، قیامت سے پہلے ایک نشانی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم میں سے کوئی ایک اپنے گھر سے نکلے گا، اور اس کا جوتا یا اس کا کوڑا، یا اس کی لاٹھی اس کو خبر دیں گے جو کچھ اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا ہے۔''

(مسند احمد)

بیل کا کلام کرنا

یہ بھی اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک انسان ایک بیل پر بوجھ لادے چلائے لے جا رہا تھا کہ بیل اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا:

مجھے اس کام کے لیے نہیں پیدا کیا گیا لیکن مجھے کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگ حیرانگی اور خوف سے کہنے لگے: سبحان اللہ! بیل بھی بات کرتا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں اس کو سچ سمجھتا ہوں، اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی اس کو سچ سمجھتے ہیں۔'' (مسلم)

وحشی جانوروں اور حیوانات کا کلام کرنا جو کہ حدیث میں وارد ہوا ہے، یہ اپنے ظاہر کے مطابق حقیقی کلام ہے۔ واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''وہ جتنا چاہے اور زیادہ پیدا کر سکتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔'' (فاطر: ۱)

۱۲۰ ۱۲۱

اسلام ختم ہونے تک قیامت قائم نہیں ہوگی
قرآن صحیفوں اور دلوں سے اٹھالیا جائے گا

قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ فتنوں؛ گناہوں اور جہالت کے سبب اسلام مٹ جائے گا، اور اس کی تعلیمات و مظاہر ختم ہو جائیں گے۔ لوگوں میں نہ روزہ باقی رہے گا اور نہ ہی نماز۔ قرآن کو لوگوں کے دلوں سے اٹھالیا جائے گا۔ زمین میں قرآن کی ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی۔ اور لوگوں میں جہالت پھیل جائے گی۔ یہاں تک کہ بوڑھی عمر کے عمر رسیدہ لوگ کہیں گے: ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا ہے وہ یہی کلمہ '' لا إلـه إلا الـلّٰه'' کہتے آئے ہیں، اور ہم بھی یہی کلمہ کہتے ہیں۔



سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- اسلام ختم ہونے تک قیامت قائم نہیں ہوگی
- قرآن صحیفوں اور دلوں سے اٹھالیا جائے گا

''اسلام ایسے مٹ جائے گا جیسے کپڑے کے نقش و نگار مٹ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ معلوم نہیں ہوگا کہ روزہ کیا ہے؟ نماز کیا ہے؟ قربانی کیا ہے؟ صدقہ کیا ہے؟ ایک رات میں قرآن کریم اٹھالیا جائے گا، زمین میں اس کی ایک آیت بھی نہیں باقی رہے گی اور لوگوں کے کچھ گروہ باقی رہیں گے۔ بوڑھے کمزور اور عمر رسیدہ۔ وہ کہیں گے: ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا ہے وہ یہی کلمہ "لا إله إلا الله" کہتے آئے ہیں، اور ہم بھی یہی کلمہ کہتے ہیں۔'' (ابن ماجه)



جب سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگ حیران ہوگئے، تو آپ سے اس حدیث کو روایت کرنے والا راوی صلہ بن زفر کہنے لگا:

''اے حذیفہ! لا إلـه إلا الله ان کے کس کام آئے گا اور وہ نہیں جانتے ہوں گے کہ روزہ کیا ہے اور صدقہ کیا ہے اور قربانی کیا ہے؟ سیّدنا حذیفہ نے ان سے منہ موڑ لیا۔

انہوں نے تین بار یہی سوال کیا۔ ہر بار جناب حذیفہ منہ موڑ لیتے، پھر تیسری بار ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے صلہ! یہ کلمہ انہیں جہنم کے عذاب سے بچالے گا۔''

یہ نشانی بھی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی، الحمدللہ دین اسلام اس وقت اپنی پوری قوت کے ساتھ پھیل رہا ہے، اور دینی درسگاہیں اور مساجد دین کا علم حاصل کرنے والوں سے آباد ہیں، جگہ جگہ پر دینی درس اور پروگرام ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان گلستانوں کو شاد آباد رکھے۔

۱۲۲ بیت اللہ پر حملہ آور لشکر کا زمین میں دھنسنا



وہ لشکر جو بیت اللہ پر حملہ کرے گا، اس کا پہلا اور آخری آدمی زمین میں دھنس جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کرے گا، وہ اپنے متعلق کچھ کہنے کی وجہ سے ایک آدمی کی تلاش میں ہوگا اور یہ آدمی مہدی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سارے لشکر کو زمین میں دھنسا دیں گے، ان میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچے گا۔ یہ لشکر بھی نبی کریم ﷺ کی امت میں سے ہوگا اور قیامت والے دن ان لوگوں کو ان کی نیتوں پر اٹھایا جائے گا۔ حضرت عبید اللہ بن القبطیہ فرماتے ہیں:

"حارث بن ابو ربیعہ عبداللہ بن صفوان اور ان کے ساتھ میں بھی تھا: ہم حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس لشکر کے بارے میں سوال کیا جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ یہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دنوں کی بات ہے، جب حجاج بن یوسف کے ساتھ ان کی جنگ جاری تھی۔ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حرم میں قلعہ بند تھے۔ تو آپ فرمانے لگیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک پناہ لینے والا بیت اللہ میں پناہ لے گا تو اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا، جب وہ بیداء نامی جگہ پر پہنچیں گے تو زمین میں دھنس جائیں گے۔ تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس آدمی کا کیا بنے

گا جسے زبردستی لایا جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا: وہ بھی ان کے ساتھ ہی زمین میں دھنس جائے گا، مگر قیامت کے دن اسے اس کی نیت پر اٹھایا جائے گا۔" (مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے زمین میں دھنسنے والے لشکر کا تذکرہ کیا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: شاید ان میں کوئی مجبور بھی ہوگا، تو آپ نے فرمایا: "انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔" (ترمذی)

انہیں ان کی نیتوں پر اٹھائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض لوگ تو نہیں چاہتے ہوں گے کہ وہ بیت اللہ پر لشکر کشی کریں، مگر انہیں زبردستی پکڑ کر لایا جائے گا۔ اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اپنی مرضی سے آئے ہوں گے۔ اور کچھ تاجر قسم کے لوگ ہوں گے۔ اور ان تمام لوگوں کے ہلاک ہونے کا سبب بری صحبت کی نحوست ہے۔ اس لیے کہ صحبت کی وجہ سے بلاء و آزمائش تمام لوگوں میں پھیل جاتی ہے۔ اور قیامت والے دن ان میں سے ہر ایک کا حساب و کتاب اس کی نیت اور ارادے کے مطابق ہوگا۔

اس حدیث مبارکہ میں برے لوگوں کی صحبت سے خبردار کیا گیا ہے، اس لیے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو انسان اپنی مرضی سے گناہ کے کام میں کسی قوم کی تعداد میں اضافہ کرنے کا سبب بنتا ہے، اس کو بھی اس گناہ میں شامل لوگوں کے ساتھ صحبت کی سزا مل کر رہے گی۔

حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ان لوگوں کو کعبہ تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دے گا۔

اس حدیث سے یہ بات بھی سمجھی جا سکتی ہے کہ بیت اللہ میں پناہ گزین شخص کی وجہ سے لشکر بیت اللہ پر حملہ کی نیت سے نکلے گا اور یہ پناہ گزین شخص محمد بن عبداللہ مہدی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائیں گے اور اس لشکر کو زمین میں دھنسا دیں گے، جو آپ کی کرامت ہوگی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے اپنی نیند میں حرکت کی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے نیند میں ایسی حرکت کی ہے جو آپ کبھی نہیں کیا کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: حیرانگی ہے میری امت کے کچھ لوگ اس گھر پر ایک آدمی کی وجہ سے لشکر کشی کر رہے ہیں جو اس گھر (بیت اللہ) میں پناہ گزین ہے۔ جب وہ بیداء، یعنی صحراء میں پہنچے تو زمین میں دھنس گئے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! راستے میں تو ہر رنگ کے لوگ جمع ہوتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:
"ہاں ان میں جاننے والے بھی ہوں گے اور مجبور بھی اور راہ گیر بھی، وہ تمام یکدم ہلاک ہو جائیں گے،

اور انہیں مختلف رنگوں میں اٹھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیتوں پر اٹھائیں گے۔'' (مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کعبہ پر ایک لشکر حملہ کرے گا، جب وہ صحراء میں پہنچیں گے تو ان کا شروع سے لے کر آخری آدمی تک زمین میں دھنس جائے گا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیسے ان کا شروع سے لے کر آخری آدمی تک زمین میں دھنس جائے گا جب کہ ان میں چرواہے بھی ہوں گے، اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ان کا شروع سے لے کر آخری آدمی تک زمین میں دھنس جائے گا اور پھر ان لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔'' (بخاری)

اس کی تفصیل امام مہدی کے ضمن میں آ رہی ہے۔

۱۲۳ بیت اللہ کا حج ترک کر دینا



آخری زمانے میں پیش آنے والے واقعات اور فتنوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کعبۃ اللہ پر ایسا زمانہ آئے گا جب حج اور عمرہ ختم ہو جائے گا۔ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ بیت اللہ کا حج ختم نہ ہو جائے۔'' (ابو یعلی)

مگر یہ نشانی بہت ہی آخر میں ہوگی اس لیے کہ یاجوج ماجوج کے بعد بھی حج ہوتا رہے گا۔سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ضرور بالضرور اس گھر کا حج کیا جائے گا، اور اس کا عمرہ بھی کیا جائے گا، یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی۔'' (بخاری)

شاید کہ اس حدیث ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ بیت اللہ کا حج ختم نہ ہو جائے۔'' سے مراد یہ ہو کہ جنگوں کے زمانے میں بیت اللہ کا حج منقطع ہو جائے۔ اور پھر اس کے بعد دوبارہ حج کیا جانا شروع ہو جائے، یا ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ بعض اقوام کو حج سے روک دیا جائے۔ واللہ اعلم

۱۲۴ بعض عرب قبیلوں کا بتوں کی پوجا پر لوٹ جانا

جزیرۂ عرب میں شرک تھا اور بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو قوت دی اور اپنے لشکر سے ان





کی تائید (مدد و نصرت) کی۔ یہاں تک کہ آپ نے بت مٹا دیے، اور اللہ وحدہ لاشریک کی توحید بجالائی جانے لگی۔ مگر قربِ قیامت میں ایک مرحلہ ایسا بھی آئے گا کہ

لوگ دین سے دور ہو جائیں گے، اور علم سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ اور ان میں سے ایک گروہ دوبارہ بتوں کی بندگی کرنے لگ جائے گا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دوس قبیلہ کی عورتیں ذوالخصلہ کے بت خانہ میں چکر نہ لگائیں۔'' (بخاری)

ذوالخصلہ وہ بت خانہ ہے جہاں پر جاہلیت میں دوس قبیلہ والے پوجا پاٹ کیا کرتے تھے۔ دوس قبیلہ جزیرۂ عرب کے جنوب مغرب میں رہتا ہے۔

۱۲۵ قریشی قبیلے کا ختم ہو جانا

قریش عربی قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے۔ جو کہ بنو فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کے نسب سے معروف ہے۔ قریش کا لقب اُن کی اولاد پر غالب آ گیا۔ قریش تقارش سے نکلا ہے، جس کا معنی ہے تجارت۔ اس لیے کہ یہ لوگ تاجر تھے تو قریش کہلائے۔

قریش کی کئی ایک شاخیں ہیں: بنو حارث بن فہر، بنو جذیمہ؛ بنو عائذہ؛ بنو لؤي بن غالب، بنو عامر بن لوی، بنو عدی



قبل از اسلام قبائل عرب کی صورتحال



بن کعب بن لؤی؛ بنومخزوم؛ بنوتمیم بن مرہ، بنوزہرہ بن کلاب، بنواسد بن عبد العزی؛ بنوعبد الدار، بنوامیہ، بنونوفل؛ بنوعبد المطلب؛ بنوہاشم اور دیگر قبائل۔

پھر اسلام کے بعد ان کی شاخیں بہت زیادہ پھیل گئیں۔ جیسے: بکری، عمری، عثمانی اور علوی وغیرہ۔ ان کا اصل ٹھکانہ جزیرہ عربیہ میں ہے۔ اب یہ ٹکڑے ہو چکے ہیں، اور زمین میں پھیل چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے یہ قبیلہ ختم ہو جائے گا، یہ بالکل فنا کے قریب ہو جائے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قبائل میں سب سے جلدی ختم ہونے والا قبیلہ قریش ہے۔ قریب ہے کہ کوئی عورت کسی جوتی کے پاس سے گزرے اور کہے: یہ قریشی کی جوتی ہے۔'' (مسند احمد)

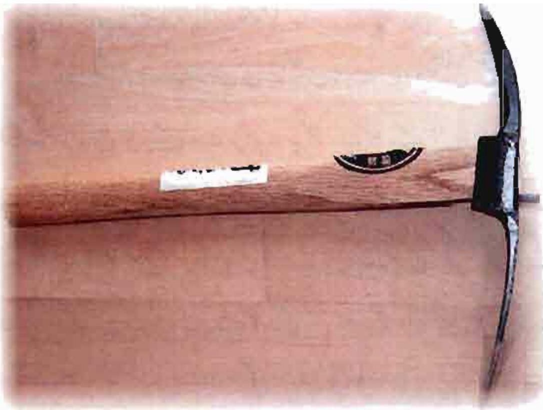
اور اس کے لیے اس حدیث میں بھی گواہی ملتی ہے: ''اے عائشہ! میری امت میں سے تیری قوم بہت جلد مجھ سے ملنے والی ہے۔'' (مزید دیکھیں نشانی نمبر ۸۲)

۱۲۶ ایک حبشی کے ہاتھوں خانہ کعبہ کی تباہی



قیامت کی نشانیوں میں سے ایک مسلمانوں کے کعبہ شریفہ کا ہدم ہونا ہے۔ جسے آخری زمانے میں حبشہ سے ایک سیاہ فام شخص کرے گا۔ اس آدمی کو ذوسویقتین کہا جاتا ہوگا؛ اس لیے کہ اس کی پنڈلیاں انتہائی باریک اور چھوٹی ہوں گی۔ وہ کعبہ کے ایک ایک پتھر کو گرا دے گا، اس کا غلاف اتار لے جائے گا۔ اور

اس کے اندر موجود زیور کو بھی اٹھالے جائے گا۔ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



''حبشہ کو چھوڑ دیں جب تک وہ تمہیں چھوڑے رہیں، اس لیے کہ کعبہ کے زیور کو حبشہ سے تعلق رکھنے والا ذو سویقتین ہی نکالے گا۔'' (ابو داؤد)

دوسری روایت میں ہے: ''کعبہ کو حبشہ سے تعلق رکھنے والا ذو سویقتین ہی خراب کرے گا۔'' (متفق علیه)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کالا ٹیڑھی چال چلنے والا کعبہ کا ایک ایک پتھر گرا رہا ہے۔'' (بخاری)

سید نا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



''حبشہ کا ذو سویقتین کعبہ کو خراب کرے گا؛ اور اس کے زیورات کو اٹھالے جائے گا، اور اس کے غلاف کو اتار دے گا۔ لیکن میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں وہ گنجا اور لنگڑا اپنی گینتیاں اور بیلچے کعبہ پر مار رہا ہے۔'' (مسند احمد)

اشکال:...... یہ کہا جاسکتا ہے کہ کوئی کعبہ کو کیسے گرا سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے امن والا حرم بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے۔'' (العنکبوت:٦٧)

اور فرمان الٰہی ہے:

''کیا ہم نے انہیں امن والے حرم میں ٹھکانہ نہیں دیا۔'' (القصص: ۵۷)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''جو کوئی اس میں ظلم کے ساتھ الحاد پھیلانے کا ارادہ بھی کرے گا، ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔'' (الحج: ۲۵)

اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں سے اس گھر کی حفاظت فرمائی؛ جب کہ اس وقت اہل مکہ کافر اور مشرک تھے؛ تو پھر یہ آدمی بیت اللہ پر کیسے مسلط ہوگا، جب کہ وہ مسلمانوں کا قبلہ ہے؟

جواب: ...... **اولاً**: بیت اللہ قرب قیامت تک حرم والا ہی رہے گا۔ نہ کہ قیامت قائم ہونے اور دنیا کے ختم ہونے تک۔ اس آیت میں یہ امت قیامت قائم ہونے تک باقی رہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اس لیے کہ یہ آیت اس زمانے کے حالات بیان کر رہی ہے جب وہ امن والا شہر تھا۔

ثانیاً: نبی کریم ﷺ نے اس جانب اشارہ دیا ہے کہ یہاں کے رہنے والے اس گھر کو یعنی حرم کو (حل) حلال سمجھ لیں گے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک آدمی (امام مہدی) کی بیعت حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں کی جائے گی اور اس گھر کو نہیں حلال سمجھیں گے مگر یہاں کے رہنے والے۔ جب وہ اس کو حلال سمجھنے لگیں تو پھر عربوں کی ہلاکت کا مت پوچھیں پھر اس کے بعد حبشہ آئیں گے، وہ اس گھر کو ایسے خراب کریں گے کہ اس کے بعد کبھی بھی آباد نہیں ہوگا۔ اور وہی لوگ اس کا خزانہ نکالیں گے۔'' (مسند احمد)

یہ بات درست ہے کہ اصحاب فیل کے زمانے میں اہل مکہ کفار تھے، مگر وہ اس گھر کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ وہ اس کو حلال نہیں سمجھتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اور اس کی قوتوں کو اہل مکہ تک پہنچنے سے روک لیا۔ جب کہ ذو سویقتین اس گھر کو اسی وقت منہدم کر پائے گا جب یہاں کے رہنے والے اس کی حرمت کا پاس نہیں کریں گے۔ اور اس گھر میں گناہوں پر جرأت کریں گیا ور اس کی شان کا اہتمام نہیں کریں گے۔ جب وہ اللہ کے گھر کا خیال کرنا اور اس کی تعظیم کا پاس کرنا ترک کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنا ترک کر دیں گے۔

۱۲۷ مومنین کی روحیں قبض کرنے کے لیے پاکیزہ ہوا کا چلنا

قیامت کی نشانیوں کے پے در پے واقع ہونے کے بعد، اور قیامت کی بڑی نشانیاں جیسے دجال کا خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جانے کے بعد قیامت بہت قریب ہوگی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا چلائیں گے، جو اہل ایمان کی روحیں قبض کرلے گی؛ تاکہ انہیں خوف و وحشت سے محفوظ کر لیا جائے؛ یہ قیامت کے بالکل قریب ہوگا، اس لیے کہ قیامت صرف برے لوگوں پر قائم ہوگی۔

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا؛ اور اس دوران فرمایا:

"وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بغلوں کے نیچے سے ایک ایسی ہوا بھیجے گا جو ہر مومن کی روح قبض کرے گی اور باقی صرف برے لوگ رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح راستے میں جماع کرتے پھریں گے اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔" (مسلم)

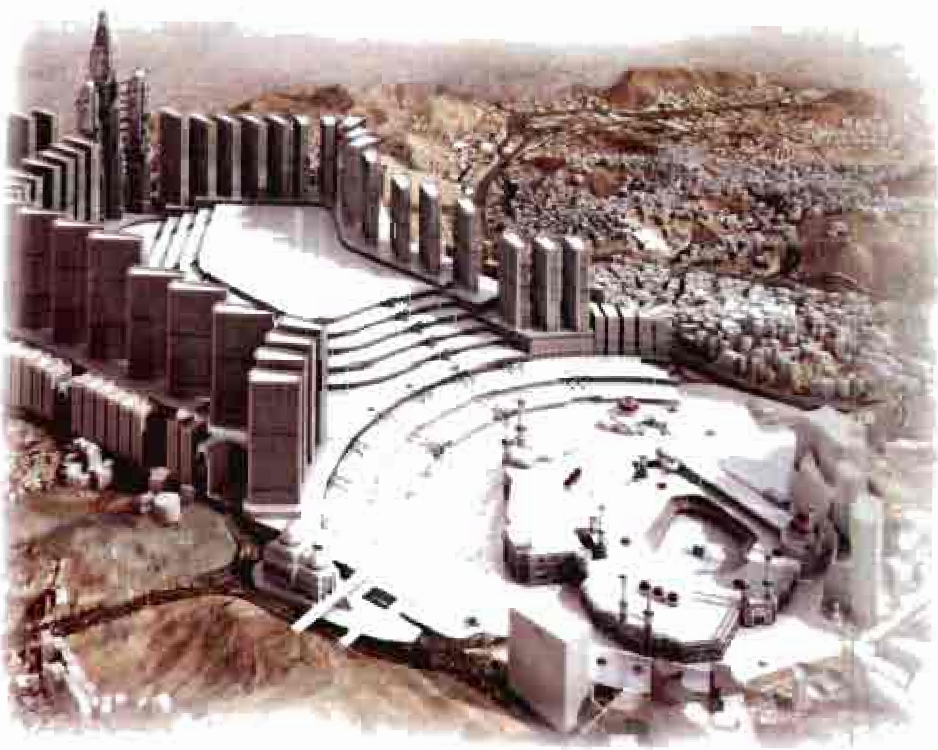
سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دجال نکلے گا...... پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے، تو زمین پر کوئی ایک آدمی بھی ایسا باقی نہیں رہے گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی خیر یا ایمان موجود ہو۔ یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی ایک پہاڑ کے دل (سوراخ) میں داخل ہوگا، تو یہ ہوا وہاں داخل ہو کر اس کی روح کو قبض کرلے گی۔" (مسلم)

یہ ہوا دجال کے نکلنے کے بعد؛ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد چلے گی۔

۱۲۸ مکہ مکرمہ میں بلند و بالا بلڈنگیں

نبی اکرم ﷺ کے دور میں مکہ مکرمہ کے باشندگان کی تعداد بہت تھوڑی تھی، اور یہاں پر عمارتیں بھی کم تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے پہاڑوں پر بلند و بالا عمارتیں تعمیر کی جائیں گی۔



ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے یعلی بن عطاء سے نقل کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''میں حضرت عبداللہ بن عمرو کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے تھا۔ تو آپ نے فرمایا:
اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم اس گھر کو گرادو گے اور اس کے کسی پتھر پر کوئی پتھر باقی نہیں چھوڑو گے؟ میں نے کہا: اور کیا اس وقت ہم اسلام پر ہوں گے؟ فرمایا: ہاں، آپ اسلام پر ہوں گے۔ میں نے کہا تو پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر پہلے سے خوبصورت تعمیر کی جائے گی۔ جب تم دیکھو کہ مکہ میں زیر زمین گڑھے کھودے جائیں (سرنگیں لگائی جائیں) اور مکہ کے پہاڑوں پر بلند و بالا عمارتیں تعمیر ہوں، تو سمجھ لو کہ قیامت تمہارے سر پر سایہ کیے ہوئے ہے۔''[1] (مصنف ابن ابی شیبہ)

۱۲۹ امت کے آخری لوگوں کا پہلوں پر لعنت کرنا

آخری زمانے میں بدعات کی کثرت ہوجائے گی اور آخر میں آنے والے لوگ پہلے لوگوں کو برا سمجھیں گے، اور وہ ان کے فضائل کو بھلا دیں گے؛ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل؛ اور ان کی قدر و منزلت۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جو تعریف اور مدح سرائی کی ہے، لوگ یا تو اس سے غافل ہوجائیں گے، یا جان بوجھ کر غفلت کا مظاہرہ کریں گے۔ پس اس امت کے بعد میں آنے والے بعض لوگ پہلے گزرے ہوئے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ اس امت میں بعد میں آنے والے پہلوں پر لعنت کریں۔''

[1] مکہ مکرمہ میں زیر زمین سرنگیں، زم زم کی ترسیل اور دیگر پانی کی نکاسی کے لیے گہری کھودائیاں، اور بڑی بڑی عمارتوں کے عمارتوں کے لیے زیر زمین پارکنگ کے لیے کی جانے والی کھودائیاں اس روایت کی منہ بولتی تفسیر ہیں۔ مترجم

۱۳۰ سفر کے نئے ساز وسامان کا عام ہونا (گاڑیاں وغیرہ)



آخری زمانے کی تفصیلات اور اس کی ایجادات کے بارے میں کئی احادیث میں آیا ہے۔ یا بعض احادیث سے اس جانب اشارہ سمجھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بازاروں کی کثرت اورزمانے کی قربت کی خبر دی ہے۔ اس سے بعض علماء نے یہ سمجھا ہے کہ یہ ہمارے زمانے کی گاڑیوں (اور ذرائع نقل و حرکت) کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ اس طرف علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ اوردوسری کتابوں میں بھی اشارہ دیا ہے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میری امت کے آخر میں لوگ ایسی کاٹھیوں پر سوار ہوں گے، جو کجاووں کے مشابہ ہوں گی، وہ مسجدوں کے دروازوں پر اتریں گے، اوران کی عورتیں لباس پہنے ہوئے ننگی ہوں گی۔“

(**کجاووں کے مشابہ**): اس میں اشارہ ہے کہ نئی سواریاں نبی کریم ﷺ نے نہ دیکھی تھیں؛ اور ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد گاڑیاں ہیں۔

۱۳۱ امام مہدی کا ظہور

آخری زمانے میں فساد کی کثرت اور ظلم کے انتشار کے ساتھ ؛ جب کہ طاقتور کمزور کو کھا رہا ہوگا ؛ اہل شر و فتنہ غالب ہوں گے، اور حکومت ان کے ہاتھوں میں ہوگی ؛ اس وقت مومنین ایک نئی صبح کے منتظر ہوں گے۔ جس صبح میں اللہ تعالیٰ ان تمام مظالم کو ختم کر دیں گے، جو اس وقت پھیلے ہوئے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ محمد بن عبد اللہ الحسنی العلوی مہدی کو ظہور کی اجازت دیں گے۔

- یہ مہدی کون ہے؟
- اس کے ظہور کے اسباب کیا ہیں؟
- وہ کہاں پر ظاہر ہوگا؟
- کیا وہ اس وقت موجود ہے؟
- وہ مہدی ظہور کے بعد کیا کرے گا؟
- اس کی اتباع کرنے والے کون ہوں گے؟

ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے سوال ہیں، جو کہ صرف مہدی کا لفظ سننے سے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ آنے والے صفحات میں ہم ان سوالوں کا وضاحت اور اختصار کے ساتھ جواب دیں گے۔

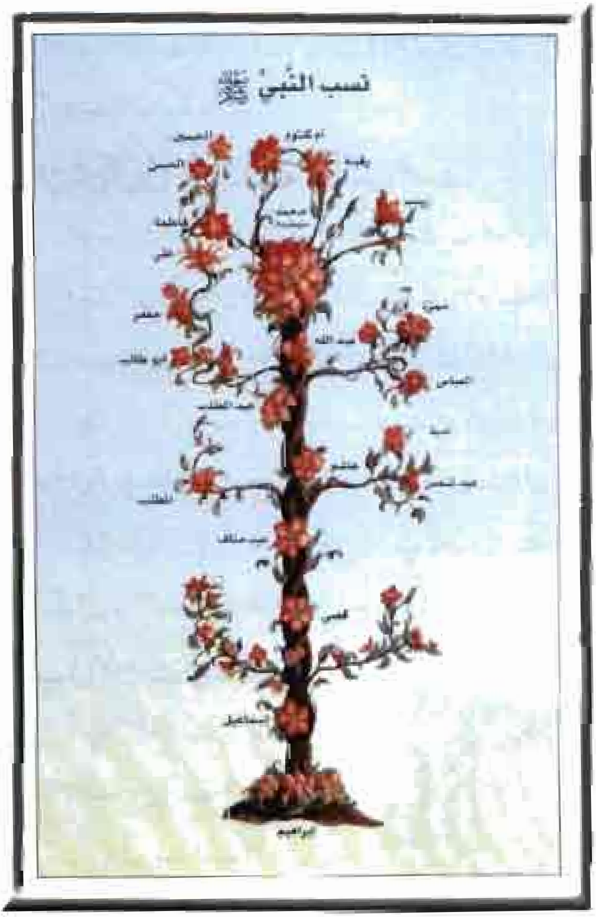
امام مہدی کا نام اور نسب:

آپ کا نام و نسب .....محمد بن عبد اللہ الحسنی العلوی ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں سے، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے جناب حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد ہوں گے۔

سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہوگا تو اللہ نے اس دن کو اتنا لمبا کر دیں گے یہاں تک کہ

ایک آدمی مجھ سے یا فرمایا کہ اہل بیت میں سے بھیجیں گے جس کا نام میرے نام سے اور جس کے باپ کے نام میرے باپ کے نام سے مطابقت رکھتا ہوگا۔'' (ابو داؤد)



ظہور کا سبب:

یہ نیک انسان آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔ ایسا اس وقت ہوگا جب فساد عام ہوگا، برائیاں کثرت کے ساتھ ہوں گی۔ ظلم زوروں پر ہوگا، عدل کم ہوگا۔ مہدی ہی وہ انسان ہوگا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ اس امت کے احوال کی اصلاح فرمائیں گے۔ اس انسان کو اہل سنت والجماعت کے ہاں مہدی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جس کے لیے اس کے پیروکار جمع ہو جائیں گے۔ وہ کئی جنگوں میں مومنین کی قیادت کریں گے۔ اور ایک دانش مند قائد اور حاکم ہوں گے۔

مہدی کی صفات:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہوگا، یعنی میری نسل سے ہوگا۔ یہ مہدی کا نسب ہے۔ پھر ان کی پیدائشی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''روشن پیشانی اور بلند ناک والے ہوں گے زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھریں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر دی گئی تھی اور سات سال تک حکومت کریں گے۔'' (ابو داؤد)

آپ کی حکومت کی مدت کے بارے میں آگے آ رہا ہے۔

امام مہدی کی صفات:

اس کا نام رسول اللہ ﷺ کے نام کی طرح ہوگا، اور اس کے باپ کے نام رسول اللہ ﷺ کے والد محترم کے نام سے مطابقت رکھتا ہوگا۔ پس آپ کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا۔ آل بیت سے ہوں گے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہوں گے۔

حسن بن علیؓ کی نسل سے ہونے میں حکمت:

جناب حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنے والد کی شہادت کے بعد خلیفہ بنے۔ اس وقت مسلمانوں کے دو امیر ہو گئے:

- سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ، ان کی امارت عراق، حجاز اور دوسرے علاقوں میں تھی۔
- جناب معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما، ان کی امارت شام اور اس کے گرد و نواح میں تھی۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ خلیفہ رہنے کے بعد بغیر کسی دنیاوی معاوضہ کے؛ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی خاطر؛ اور مسلمانوں کے خون بچانے کی خاطر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں تنازل کرلیا۔ جو انسان کسی چیز کو اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے یا اس کی اولاد کو اس سے زیادہ عطا کرتے ہیں۔ (المنار المنيف لابن قيم :١٥١)

آپ کی حکومت کی مدت:



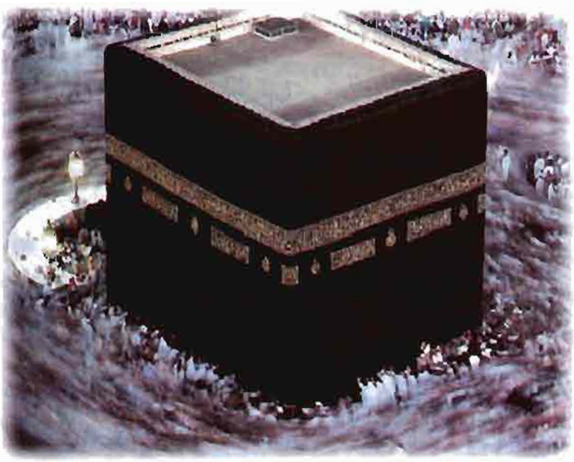
آپ مسلمانوں پر سات سال تک حکومت کریں گے، اس مدت میں وہ زمین کو عدل سے ایسے بھر دیں گے جیسے اس سے پہلے ظلم سے بھر گئی تھی۔ ان کے دور میں اس امت پر بہت بڑی نعمتیں ہوں گی، زمین اپنی نباتات نکالے گی، آسمان پانی برسائے گا، اور مال بغیر گنے دیا جائے گا۔ اس بارے میں احادیث عنقریب آئیں گی۔

مہدی کہاں سے نکلے گا؟

مہدی محمد بن عبداللہ الحسنی العلوی مشرق کی جانب سے نکلے گا۔ وہ اپنے خروج کے وقت اکیلا نہیں ہوگا، بلکہ اللہ تعالیٰ مشرق کے لوگوں سے اس کی مدد کریں گے، جو کہ دین دار ہوں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

آپ کے خروج کا وقت:

آخر زمانے میں جب لوگوں کا معاملہ نہایت مضطرب ہوگا تو خلفاء کی تین اولادیں کعبہ کی سیادت پر لڑیں گی۔ ان میں سے ہر ایک کعبہ پر اپنی سیادت اور غلبے کا ارادہ رکھتا ہوگا۔لیکن یہ ان میں سے کسی کو بھی حاصل نہ ہوگی۔ اس وقت مکہ میں امام مہدی کا ظہور ہوگا اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو جائے گی تو کعبہ کے پاس، سمع، اطاعت اور اتباع پر ان کی بیعت کی جائے گی۔



سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہارے خزانے کے پاس تین فریق باہم لڑائی کریں گے اور تینوں ہی خلیفہ کے بیٹے ہوں گے لیکن یہ ان میں سے کسی ایک کو نہ ملے گا۔ پھر مشرق کی جانب سے ایک بہت بڑی جماعت جھنڈوں کے ساتھ آتی ہوئی نظر آئے گی وہ تم سے ایسا قتال کریں گے کہ کبھی کسی قوم نے ایسی لڑائی نہیں کی۔ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر آپ نے کچھ چیزیں ذکر کیں جنہیں میں یاد نہ رکھ سکا۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو اس کی بیعت کرلو اگرچہ تم کو گھٹنوں کے بل برف پر ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔"

تمام خلیفہ کے بیٹے: ......یعنی تین آدمی ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کے پیروکار ہوں گے اور ان تمام کے باپ بادشاہ ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک اپنے باپ جیسی بادشاہت کا مطالبہ کرے گا۔

تمھارا خزانہ :......ایک قول کے مطابق کعبہ کا خزانہ، یعنی کعبہ کے نیچے سونا اور مدفون خزانہ ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق حکومت اور خلافت ہے، اور ایک قول کے مطابق وہ سونے کا پہاڑ ہے جو دریائے فرات سے نظر آئے گا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل مشرق کی اس کے ساتھ تائید ہوتی ہے کہ وہ اس کی مدد کریں گے، اس کی بادشاہت کو قائم کریں گے، اور اس کی حکومت کو مضبوط کریں گے اور ان کے جھنڈے سیاہ ہوں گے۔ یہ وقار اور رعب پر دلالت کرتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا رنگ بھی سیاہ تھا جسے ''عقاب'' کہا جاتا تھا۔

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری اس اُمت کے آخر زمانے میں مہدی کا ظہور ہوگا ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نفع مند بارش سے پانی پلائے گا۔ زمین اپنا سبزہ اُگائے گی اور لوگوں کے درمیان برابری ہوگی۔ اور (اس وقت) چرنے والے جانوروں کی کثرت ہوگی، اور اُمت کی تعداد بڑھ جائے گی۔ وہ ستر یا اسی سال زندہ رہیں گے۔
ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: ''پھر اس اُمت کے چلے جانے کے بعد والی زندگی میں کوئی خیر نہیں ہوگی۔''



یعطی المال صحاحا :......اس کا مطلب ہے کہ لوگوں میں برابری ہوگی۔ اور یہ اس بات پر دلالت ہے کہ امام مہدی کی وفات کے بعد شر اور بڑے بڑے فتنوں کا ایک مرتبہ پھر ظہور ہوگا۔

امام ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مہدی کا معاملہ معلوم ہے اور اس پر متواتر اور مستفیض احادیث دلالت کرتی ہیں اور اہل علم میں سے کسی ایک نے بھی تواتر سے کم درجہ بیان نہیں کیا اور یہ تواتر معنوی ہے اس کی وجہ کثرت طرق اختلاف مخارج رواۃ اور الفاظ ہیں۔ اس حق کے ساتھ کہ اس شخص کا معاملہ ثابت اور اس کا ظہور حق ہے اور وہ شخص محمد بن عبداللہ علوی الحسنی ہے۔ جو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، اور یہ اللہ کی رحمت سے آخر زمانہ میں اس اُمت کے امام ہوں گے جو حق اور عدل کو قائم کریں گے اور ظلم و جور کو روک دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی بدولت اُمت پر خیر کا جھنڈا لہرا دے گا جو لوگوں کے لیے عدل، ہدایت، توفیق اور رہنمائی کا باعث ہوگا۔

مہدی کے بارے میں وارد احادیث:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں، وہ لوگوں میں اختلاف اور زلزلوں کے وقت نکلے گا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس پر آسمانوں کے رہنے والے بھی راضی ہوں گے، اور زمینوں کے رہنے والے بھی اور مال کو صحیح تقسیم کیا جائے گا۔“

تو آپ سے ایک آدمی نے پوچھا: صحیح تقسیم سے کیا مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: لوگوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ امت محمد کے دلوں کو اس کے عدل سے بھر دے گا۔ یہاں تک کہ وہ ایک آواز لگانے والے کو حکم دے گا، وہ آواز لگائے گا: کسی انسان کو مال کی کوئی حاجت ہے؟ تو لوگوں میں سے سوائے ایک آدمی کے کوئی بھی کھڑا نہیں ہوگا، یہ آدمی کہے گا: مجھے خازن کے پاس لے چلو۔ اور اس سے کہو کہ مہدی نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم مجھے مال دو۔ وہ اس سے کہے گا: اپنی لپیں بھر لو، یہاں تک کہ جب وہ اسے روکے گا تو وہ ظاہر ہو جائے گا۔ (یعنی جب اپنی جھولی مال سے بھر لے گا تو مال گرنے لگ جائے گا) اس پر وہ نادم ہوگا؛ اور کہے گا: میں امت محمد میں سب سے حریص انسان ہوں، یا اس چیز پر عاجز ہو گیا جو ان کے لیے کافی ہو گئی۔“ فرمایا: پھر وہ اس مال کو واپس کر دے گا تو اس سے کہا جائے گا: ہم وہ چیز واپس نہیں لیتے جو ہم نے دے دی ہو۔ ایسا یا تو سات سال ہوگا، یا آٹھ سال یا نو سال تک، پھر اس کے بعد زندہ رہنے میں کوئی بہتری نہیں ہے۔“ (مسند احمد، مجمع الزوائد)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوگا۔ اسے اللہ تعالیٰ ایک رات میں صالح کردے گا۔'' (مسند احمد)

ایک رات میں صالح کردیے گا: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے خلیفہ بننے کا اہل بنادے گا۔ یہ اسے توفیق دے گا، اور الہام کرے گا اور اس کی رہنمائی کرے گا۔ اسے قیادت کی صفات اور حکمت سے نوازے گا، جو کہ اس سے پہلے اس کے پاس نہیں ہوں گی۔



اور کہا گیا ہے کہ اس مراد یہ ہے کہ ایک رات میں اس کے تمام معاملات کی اصلاح ہوجائے گی، اور اس کی قدر بلند ہوجائے گی اور اس کی بیعت پر تمام اہل حل و عقد کا اتفاق ہوجائے گا۔ (المرقاۃ: ۵/ ۱۸۰)

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت تک مہدی کو خود بھی ہرگز یہ پتہ نہیں ہوگا کہ وہ وہی مہدی ہے جس کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ لوگ اس کی بیعت کریں گے، اور اس پر اتفاق ہوجائے گا۔ وہ خود نہ ہی خلافت کا طلب گار ہوگا اور نہ ہی اس کے ذہن میں یہ بات ہوگی۔ اسی لیے جب لوگ اس کی بیعت کریں گے تو وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہوگا۔

اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ اس سے پہلے گمراہ اور گنہگار انسان ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اسے ایک رات میں نیکو کار بنادیں گے۔ اور صبح وہ لوگوں کی قیادت کرنے لگے جائے گا۔ اس لیے کہ مہدی لوگوں کی قیادت شرعی علم کی رو سے کرے گا وہ ان کے مابین فیصلے کرے گا اور فتوے دے گا؛ اور ان کے جھگڑے ختم کرے گا؛ اور جنگی معرکوں میں ان کی قیادت کرے گا۔ یہ علم ایک رات میں صرف وحی کے ذریعہ ہی آسکتا ہے۔ جب کہ وحی صرف انبیاء پر آتی ہے، جب کہ مہدی نبی نہیں ہوں گے، بلکہ امت کے ایک فرد ہوں گے۔

اس کا ایک معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ایک رات ہی اس بات کو سمجھ لیں گے اور اس پر قناعت کرلیں گے کہ

احادیث میں وارد مہدی سے مقصود وہی ہے۔ اور انہیں وہ قائدانہ صفات دی جائیں گی جو اللہ کی مشیت میں ہوں گی۔

- سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مہدی میری عترت میں سے ہوگا وہ فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔" (ابو داؤد)

- سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر مہدی کہیں گے: آیئے ! ہمیں نماز پڑھایئے۔ آپ فرمائیں گے: نہیں، بلکہ تم آپس میں ایک دوسرے کے امیر ہو۔" یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کا اکرام ہوگا۔" (المنار المنيف: ١٤٧؛ صحيح)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجال حضرت امام مہدی کے زمانے میں نکلے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور مہدی ہی مسلمانوں کا قائد اور امام رہے گا؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور باقی مومنین ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہم میں سے ایک آدمی ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔"

(ابو نعيم ، فيض القدير)

مقصود یہ ہے کہ مہدی امام کی حیثیت سے نماز پڑھائیں گے، اور ان کے پیچھے جملہ مقتدیوں میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بھی نماز پڑھ رہے ہوں گے۔

- سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہوگا تو اللہ نے اس دن کو اتنا لمبا کردیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی مجھ سے؛ یا فرمایا کہ اہل بیت میں سے بھیجیں گے؛ جس کا نام میرے نام سے اور جس کے والد کے نام میرے والد کے نام سے مطابقت رکھتا ہوگا۔" (ابو داؤد)

اس حدیث کی بنا پر مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اس حدیث میں شیعوں پر رد ہے جو کہتے ہیں: محمد بن حسن عسکری مہدی ہے۔

(**بھیجیں گے**): سے مراد ہے ظاہر کریں گے۔

ایک حدیث میں یہ زیادہ ہے کہ: اگر زمانے کا صرف ایک ہی دن باقی رہ گیا ہوگا تب بھی ضرور اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو ظاہر کریں گے جو زمین کو عدل سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

اور ایک روایت میں ہے: "دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عربوں پر میری نسل سے ایک آدمی بادشاہ نہ بن جائے۔ اس کا نام میرے نام کی طرح ہوگا۔" (ابو داؤد)

اس حدیث میں عربوں پر بادشاہ بننے سے مقصود مسلمانوں پر حکمران بننا ہے مگر عربوں کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ ابتدا ان سے ہوگی، پھر سارے مسلمانوں میں ان کی حکومت پھیل جائے گی۔

نیز یہ کہ قرآن کی تلاوت اور عربی زبان کی معرفت کے اعتبار سے ہر مسلمان عربی شمار ہوتا ہے۔

سیّدنا زر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری نسل سے ایک آدمی حکمران نہ بن جائے۔ اس کا نام میرے نام کی طرح ہوگا۔" (مسند احمد)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر زمانے کا صرف ایک ہی دن باقی رہ گیا ہوگا تب بھی ضرور اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو بھیجیں گے جو زمین کو عدل سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔"

ایک روایت میں ہے:

"اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ گیا ہوگا تب بھی ضرور اللہ تعالیٰ ہم میں سے ایک آدمی کو بھیجیں گے، جو زمین کو عدل سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔" (ابو داؤد)

یہ تمام احادیث مہدی محمد بن عبداللہ کے ذکر اور ان کے نام اور صفات پر صریح نص ہیں۔

کچھ دیگر احادیث:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عنقریب اہل عراق کی طرف (خراج) میں نہ کوئی قفیز آئے گا اور نہ ہی کوئی درہم۔" ہم نے عرض کیا: ایسا کہاں سے ہوگا؟ فرمایا: عجمیوں کی طرف سے، وہ اسے روک لیں گے۔

پھر فرمایا: "قریب ہے کہ اہل شام کی طرف (خراج) میں نہ کوئی دینار آئے گا اور نہ ہی کوئی "مد"



ہم نے عرض کیا: ایسا کہاں سے ہوگا؟ فرمایا: ''اہل روم کی طرف سے، وہ اسے روک لیں گے۔''

''مد'' اہل شام کا وزن کرنے کا پیمانہ ہوا کرتا تھا۔ جیسے ہمارے ہاں کلوگرام وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا: ''میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو بغیر شمار کیے لپ بھر بھر کر لوگوں میں مال تقسیم کرے گا؛ وہ اس کی گنتی نہیں کرے گا۔''

راوی سعید الجریری کہتا ہے کہ میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں تو ان دونوں نے کہا نہیں۔ (مسلم)

سابقہ احادیث کی روشنی میں یہ امام مہدی ہیں، جن کے نام و کام اوران کے دور میں مال غنیمت کی کثرت؛ اسلامی فتوحات اور ان کی سخاوت؛ اور لوگوں کے لیے بھلائی کے کام کرنے پر یہ احادیث دلالت کرتی ہیں۔

☆ سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نیند میں حرکت کی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے نیند میں ایسی حرکت کی ہے جو آپ کبھی نہیں کیا کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: حیرانگی ہے میری امت کے کچھ لوگ اس گھر پر ایک آدمی کی وجہ سے لشکر کشی کررہے ہیں جو اس گھر (بیت اللہ) میں پناہ گزین ہے۔ جب وہ بیداء یعنی صحراء میں پہنچے تو زمین میں دھنس گئے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! راستے میں تو ہر رنگ کے لوگ جمع ہوتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:



''ہاں ان میں جاننے والے بھی ہوں گے اور مجبور بھی اور راہ گیر بھی۔ وہ تمام یکدم ہلاک ہوجائیں گے، اور انہیں مختلف رنگوں میں اٹھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیتوں پر

اٹھائیں گے۔‘‘ (مسلم)

مقصود یہ ہے کہ اس پورے لشکر کو یکبارگی زمین میں دھنسا دیا جائے گا، پر جب قیامت کا دن ہوگا تو اپنی اپنی نیت کے مطابق ہی اٹھیں گے۔ ان کے احوال مختلف ہوں گے، ان میں سے کوئی صاف نیت کی وجہ سے جنت میں جائے گا تو کوئی دوسرا بری نیت کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بنے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’ایک آدمی (امام مہدی) کی بیعت حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں کی جائے گی۔ اور اس گھر کو نہیں حلال سمجھیں گے مگر یہاں کے رہنے والے۔ جب وہ اس کو حلال سمجھنے لگیں تو پھر عربوں کی ہلاکت کا مت پوچھیں۔ پھر اس کے بعد حبشہ آئیں گے، وہ اس گھر کو ایسے خراب کریں گے کہ اس کے بعد کبھی بھی آباد نہیں ہوگا۔ اور وہی لوگ اس کا خزانہ نکالیں گے۔‘‘ (مسند احمد)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔‘‘ (متفق علیہ)

یہاں پر مقصود مہدی محمد بن عبد اللہ ہیں، جیسا کہ حدیث نمبر ۵ میں بھی گزر چکا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا، وہ قیامت تک غالب ہی رہیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر مہدی کہیں گے، آیئے! ہمیں نماز پڑھایئے۔ آپ فرمائیں گے: نہیں، بلکہ تم آپس میں ایک دوسرے کے امیر ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کا اکرام ہوگا۔‘‘ (مسلم، مسند احمد)

یہاں پر بھی نماز میں امام سے مقصود امام مہدی ہیں۔

فائدہ : ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مہدی کے پیچھے نماز پڑھنے سے یہ معنی نہیں نکل آتا کہ امام مہدی عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی مرض الموت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ اور ایسے ہی عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی۔ پس عیسیٰ علیہ السلام بھی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرد کے پیچھے نماز

پڑھیں گے تاکہ ظاہر کردیں کہ آپ محمد ﷺ کے تابع بن کر نازل ہوئے ہیں۔ اور آپ کی شریعت کے مطابق حکم کرنے والے ہیں۔ پھر اس کے بعد امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے رہیں گے، اور آپ کے لشکریوں میں سے ایک ہوں گے۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یہ خلافت تمام نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمانوں میں بارہ خلیفہ نہ ہولیں۔ پھر آپ نے آہستہ سے کچھ فرمایا۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا: آنحضرت کیا فرمایا؟ فرمایا: یہ سب قریش میں ہوں گے۔'' (مسلم)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ لازمی طور پر بارہ عادل خلیفہ پائے جائیں۔ ان سے مراد شیعہ کے بارہ امام نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے تو بہت سارے ایسے ہیں جن کو کوئی اختیار حاصل نہیں تھا۔ جب کہ یہ بارہ قریش میں سے ہوں گے؛ حکمران بنیں گے، اور عدل پھیلائیں گے۔''

(تفسیر ابن کثیر: ٦/ ١٧٨)

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس گھر (بیت اللہ) پر ضرور بالضرور ایک لشکر حملہ آور ہوگا، یہاں تک کہ جب وہ صحراء میں پہنچیں گے تو ان کے درمیان والے لوگ زمین میں دھنس جائیں گے، پھر ان کے اگلے پیچھے والوں کو آواز دیں گے۔ پھر وہ بھی سارے زمین میں دھنس جائیں گے ان میں سے سوائے ایک کے کوئی بھی باقی نہیں بچے گا؛ یہی انسان لوگوں کو جا کر خبر دے گا۔'' (مسلم)

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ایک خلیفہ کی موت کے وقت لوگوں میں (اگلا خلیفہ منتخب کرنے میں) اختلاف ہوجائے گا۔ اس دوران ایک آدمی مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف بھاگے گا۔ پھر اس کے پاس اہل مکہ میں سے لوگ آئیں گے، اور اسے خلافت کے لیے نکالیں گے لیکن وہ اسے ناپسند کرتے ہوں گے۔ پھر لوگ ان کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے۔ پھر (ان پر حملہ کے لیے) اہل شام ایک لشکر بھیجیں گے۔ تو وہ لشکر ''بیداء'' کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان



ایک جگہ ہے۔ جب لوگ اس لشکر کو دیکھیں گے تو اہل شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں ان کے پاس آئیں گی؛ اوران کے ہاتھ پر حجراسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گی۔ پھر قریش میں سے ایک آدمی اٹھے گا جس کے ننھیال بنی کلب میں ہوں گے؛ وہ ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا تو وہ اس لشکر پر غلبہ حاصل کرلیں گے۔ وہ بنوکلب کا لشکر ہوگا اور ناکامی ہو اس شخص کے لیے جو بنوکلب کے اموال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ وہ (مہدی) مال غنیمت تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی کی سنت کو جاری کریں گے۔ اسلام پر اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (سارے کرۂ ارض پر اسلام پھیل جائے گا) پھر اس کے بعد سات سال تک وہ زندہ رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہوجائے گا۔ اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔"



امام ابوداد فرماتے ہیں: "ایک روایت میں ہے کہ وہ نوسال تک زندہ رہیں گے۔"

(ابو داؤد)

امام مہدی کے بارے میں احادیث ثابت شدہ ہیں، ان کے بارے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مہدی کی احادیث روایت کی ہیں۔ جنہیں ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اور علمائے کرام نے ہمیشہ ان دلائل سے استدلال کیا ہے، یہاں تک کہ مسئلہ امت مسلمہ کا متفق علیہ مسئلہ بن چکا ہے۔ امام مہدی کے بارے میں احادیث کے متواتر ہونے کا بذیل ائمہ نے دعویٰ کیا ہے:

☆ امام سفارینی رحمہ اللہ ☆ امام شوکانی رحمہ اللہ ☆ نواب محمد صدیق خان رحمہ اللہ

جھوٹے مہدیوں پر ایک طائرانہ نظر:

تاریخ میں غور وفکر کرنے پر معلوم ہوگا کہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ؛ جب کہ مسلمان بھی مختلف قسم کے مظالم کا سامنا کرتے ہوئے گزرے ہیں، اور ان میں حاکموں نے بڑا ظلم وستم بھی روا رکھا ہے، پتہ چلتا ہے کہ اس عرصہ میں ایسے لوگ بھی ظاہر ہوئے ہیں جو یہ گمان کرتے تھے کہ وہ مہدی ہیں۔ اور لوگوں نے بھی ان کے متعلق اسی گمان کو عقیدہ بنالیا؛ مہدی کا دعویٰ کرنے والے ان لوگوں میں سے.. ..

1 **رافضی** گمان کرتے ہیں کہ ان کا ایک مہدی ہے جس کا وہ انتظار کررہے ہیں۔ یہ ان کے بارہ اماموں میں سے آخری امام ہے۔ ان کے ہاں اس کا نام محمد بن الحسن العسکری ہے۔ ان کے ہاں وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔ حضرت حسن بن علی کی اولاد میں سے نہیں رضی اللہ عنہم اجمعین

رافضی عقیدہ

وہ عقیدہ رکھتے ہیں:



- یہ کہ مذکورہ امام آج سے ہزار برس سے زیادہ پہلے ۲۶۰ ہجری میں سامراء کے غار میں داخل ہوگیا۔
- غار میں داخل ہونے کے وقت اس امام کی عمر پانچ سال تھی۔ وہ اس وقت سے لے کر اب تک اس غار میں رہا ہے، ابھی تک مرا نہیں، پھر آخری زمانے میں نکلے گا۔
- یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ امام تمام شہروں میں حاضر و ناضر ہوتا ہے؛ لوگوں کو احوال جانتا ہے، بس آنکھوں سے غائب رہتا ہے، دیکھا نہیں جاسکتا۔

ان کی یہ باتیں ایسی حماقت ہیں جن پر نہ ہی کوئی دلیل ہے اور نہ ہی سند یا گواہی، نہ ہی اسے عقل تسلیم کرتی ہے۔ بلکہ بشریت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت کے مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسول جو کہ اللہ کے ہاں ساری مخلوق سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی موت دی ہے۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انبیاء و مرسلین کو تو اللہ

تعالیٰ موت دے دے، اور مہدی کو زندہ چھوڑ دے، اسے اس حال میں بارہ سو سال ہونے کو ہیں، جیسے کہ ان لوگوں کا گمان ہے۔

پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ زندہ رہتے ہوئے اتنے لمبے عرصہ سے غائب رہنے اور چھپ جانے کی وجوہات کیا ہیں؟ وہ باہر کیوں نہیں نکلتا، تا کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے، اور برائی سے منع کرے۔ جب کہ خصوصاً اس دور میں امت کو اس کی بڑی ضرورت ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ امام مہدی پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام مہدی کا ظہور بلادِ مشرق میں ہوگا نہ کہ سرداب سامراء سے۔ جیسے کہ جاہل رافضیوں کا گمان ہے کہ وہ اب بھی اس غار میں موجود ہے۔ اور وہ آخری زمانے میں اس امام کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ تو بہکی ہوئی بات لگتی ہے۔ اور شیطان کی طرف سے رسوائی کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ اس لیے کہ ان کے اس عقیدہ پر کوئی دلیل اور برہان موجود نہیں ہے۔ نہ ہی کتاب وسنت میں سے، اور نہ ہی معقول اور نہ ہی استحسان سے کوئی دلیل ہے۔"

(البدایہ والنہایۃ)



غار کی تصویر۔ جس کے بارے میں رافضیوں کا خیال ہے کہ ہزار سال سے زائد عرصے سے امام مہدی اس میں چھپے ہوئے ہیں۔

۲ **عبد اللہ بن سبا** نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعویٰ کیا تھا کہ آپ ہی مہدی منتظر ہیں، اور آپ اس دنیا میں لوٹ کر آئیں گے۔

۳ **مختار بن عبید ثقفی** نے دعویٰ کیا تھا کہ محمد بن حنفیہ (المتوفی ۸۱ھ) مہدی منتظر ہیں۔ محمد بن حنفیہ کا صحیح نام محمد بن علی بن ابو طالب ہے۔ اور ان کا نام محمد بن حنفیہ ان کی والدہ محترمہ خولہ بنت جعفر کی طرف نسبت کی وجہ سے پڑ گیا، ان کا تعلق قبیلہ بنی حنفیہ سے تھا۔

۴ **کیساني فرقه** حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام کیسان کے پیروکار ہیں۔ یہ بھی ایک شیعہ فرقہ شمار ہوتا ہے۔ ان کے اپنے امام محمد بن حنفیہ کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ تمام علوم کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اور ان کا اس قول پر اجماع

ہے کہ دین کسی مرد کی اطاعت کا نام ہے۔ اس بات کی وجہ سے انہوں نے ارکان شریعت میں تاویل رجال پر کی ؛ اور ارکان شریعت کو معطل کر دیا۔ اور ان کا خیال یہ ہے کہ عبد اللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن علی بن ابو طالب الہاشمی القرشی مہدی منتظر ہے۔

۵ **محمد بن عبد الله بن الحسن بن علی بن ابو طالب** (المعروف بہ نفس زکیہ؛ متوفی ۱۴۵ ہجری) جو کہ بڑے ہی عابد و زاہد تھے، ان کے زمانے میں ان کی وجہ سے بعض لوگ فتنہ میں مبتلا ہوئے ؛ اور گمان کرنے لگے کہ یہی مہدی منتظر ہیں۔ انہوں نے ایک تحریک اٹھائی تھی، جس میں ان کے بہت سارے پیروکار شریک تھے۔ انہوں نے حالات سدھارنے کی بڑی کوشش کی، مگر اس وقت کے عباسی حکمرانوں نے ان سے جنگ کی۔ ان کے لشکر کی تعداد دس ہزار تھی۔ نتیجہ آخر کار



یہ رہا ہے کہ تحریک ختم ہوگئی۔ نفس زکیہ کا خروج عباسی حاکم منصور کے خلاف تھا؛ جس کے دور میں ظلم و ستم پھیل چکا تھا۔

۶ **میمون قداح** بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں میں سے ہے۔ جس کا انتقال ۳۲۵ ہجری میں ہوا۔ اس کا دادا یہودی تھا، یہی شخص قرامطہ کا سرغنہ تھا جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا، اور حجر اسود کی چوری کی ؛ یہ ۳۱۷ ہجری کا واقعہ ہے۔ یہ انسان یہود و نصاریٰ سے بھی بڑا بد بخت تھا۔

اس کے بیٹوں کو غلبہ اور حکومت حاصل ہوگئی تھی اور مصر، حجاز اور شام پر ان کا غلبہ ہوگیا تھا۔ یہ جھوٹ سے خود کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وہ خیال ظاہر کرتے تھے کہ ان کا تعلق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہے۔

اسی لیے ان کو فاطمی بھی کہا جاتا تھا۔ انہوں نے شافعی قاضیوں کو ہٹا دیا، اور قبروں پر عمارتیں اور درگاہیں تعمیر کیں۔ ان کی وجہ سے مسلمان ایک نئی آزمائش میں مبتلا ہوگئے۔

قرامطی اسلام کا اظہار کرتے تھے، مگر حقیقت میں وہ ملحد تھے۔ وہ تمام ملتوں اور ان کے مذاہب: مجوسی، آتش پرست، کواکب پرست، اور صابیوں کے مذہب سے بھی نکل چکے تھے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فاطمیوں کی حکومت ۲۸۰ سال تک رہی۔ عبید اللہ القداح نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ مہدی ہے، اور اس نے مہدیہ نامی شہر بھی آباد کیا تھا۔" (البدایہ و النهایہ: ۱۲/ ۳۳۱)

۷ **محمد بن عبد اللہ البربری** بھی ان میں سے ایک ہے، جن لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ جو کہ ابن تومرت کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا ظہور ۵۱۸ ہجری میں ہوا، اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ علوی، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہے۔ اور اپنی طرف سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما تک ایک نسب نامہ بھی گھڑ کر تیار کرلیا۔

اس نے ظلم سے غلبہ حاصل کرلیا۔ یہ طرح طرح کے حیلے کیا کرتا تھا تاکہ لوگوں کو دھوکہ دے سکے۔ اور ان سے کہتا کہ یہ اس کی کرامات ہیں۔ اس کے حیلوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے قبروں میں کچھ آدمی چھپا دیے، اور پھر لوگوں کی ایک جماعت کو لے کر قبرستان میں پہنچ گیا اور آواز لگائی: اے مردو! جواب دو میں کون ہوں؟ قبروں میں چھپے لوگوں نے جواب دیا: تم مہدی ہو، فلاں بن فلاں، تم معصوم ہو؛ وغیرہ وغیرہ۔

پھر اسے خوف محسوس ہوا کہ کہیں یہ خبر باہر لوگوں تک نہ پھیل جائے کہ اس نے قبرستان میں لوگ چھپائے ہوئے تھے، اس خوف سے اس نے وہ قبریں بند کروادیں اور کفر کے یار بے یار و مددگار قبروں میں ہی دفن ہو گئے۔

۸ **محمد بن عبد اللہ سوڈانی** (متوفی ۱۳۰۲ ہجری) بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ یہ صوفی منش انسان تھا؛ جو زہد وورع میں مشہور تھا۔ جس وقت مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تب اس کی عمر ۳۸ برس تھی۔ قبیلوں کے سردار اور بڑے مہدویت کے دعویٰ کے بعد اس کے پاس پہنچنے شروع ہو گئے۔ اس کا خیال یہ تھا کہ جو کوئی اس کے مہدی ہونے میں شک کرتا ہے وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر کرتا ہے۔ اس طرح کے اس دیگر بھی کئی لایعنی قسم کے دعوے تھے۔ اگرچہ انگریزوں کے ساتھ جنگوں میں اس کا بہت بڑا ہاتھ ہے، اور اچھا کردار رہا ہے، مگر یہ انسان بھی حقیقی مہدی نہیں تھا، بلکہ مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں میں سے ایک تھا۔





۹ **محمد بن عبد الله القحطانی** بھی ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کا ظہور سعودی عرب کے شہر ریاض میں ہوا، اس نے ایک خواب دیکھا تھا جس سے سمجھ بیٹھا کہ وہ مہدی منتظر ہے۔ لوگوں کی ایک جماعت نے اس کی بیعت کی، اور ۱۹۸۰ء میں مسجد الحرام میں قلعہ بند ہو گئے۔ یہ حادثہ فتنہ حرم کے نام سے شہرت پایا۔ جس کا انجام کار آخر میں اس انسان کے قتل پر ہوا۔

مہدی ہونے کے دعویداروں کے ساتھ سلوک کے ضابطے:

اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ جب ہم کسی مہدی ہونے کے دعویدار پر رد کرتے ہیں تو ہم مہدی کے بارے میں وارد احادیث کو جھٹلاتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں، لیکن یہ بھی بہت ضروری ہے کہ مہدی کے بارے میں وارد احادیث کی تصدیق، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ سے منقول اور آپ کا کلام ہیں، اور مہدی ہونے کے دعویدار کے مابین فرق کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے معاملے کو یونہی مہمل نہیں چھوڑ دیا، بلکہ اس کے لیے نشانیاں اور ضابطے بیان کیے ہیں جن کی روشنی میں معلوم ہو جاتا ہے کہ مہدی بغیر کسی شک و شبہ کے کون ہے۔ ان نشانیوں میں سے:

۱ مہدی لوگوں کو اپنی اتباع کی دعوت نہیں دے گا، اور نہ ہی لوگوں میں اپنی بیعت کے لیے منادی کرائے گا بلکہ لوگ جب اس کی بیعت کریں گے تو وہ اس کو ناپسند کرتا ہوگا۔

۲ مہدی کا نام اور ولدیت رسول اللہ ﷺ کے اسم مبارک اور ولدیت سے مکمل طور پر مطابقت رکھتے ہوں گے۔

۳ اس کا نسب حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے جا ملتا ہوگا۔

۴ اس پر کچھ پیدائشی صفات مطابقت رکھتی ہوں گی، جیسے: کشادہ جبین اور ابھری ہوئی ناک وغیرہ۔

وہ حالات جن میں مہدی کا ظہور ہوگا:

- ایک خلیفہ کی موت کے بعد واقع ہونے والا اختلاف۔



- زمین کا ظلم و جور سے بھر جانا۔
- تین آدمیوں کا آپس میں لڑنا ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔
- مہدی کا نیکو کار اور صالح ہونا؛ اور اس کے پاس شرعی علم و حکمت کا ہونا۔
- یہ کہ مذکورہ مہدی کا ظہور مکہ میں ہوگا، اور مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان اس کی بیعت کی جائے گی۔

مسئلہ : ......کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ خود اپنے متعلق یا دوسروں کے متعلق دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مہدی ہے؟

جواب : ......بعض لوگ غلبہ حاصل کرنے اور حکومت کی لالچ میں جھوٹا اور بہتان پر مبنی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مہدی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتو ان پر مہدی کی ایک نشانی بھی پوری نہیں آتی ؛ مثلاً : عبید اللہ القداح، ابن ترموت۔بعض لوگوں کو اس معاملے میں اشتباہ ہو جاتا ہے۔ اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ فلاں انسان مہدی ہے، جیسے نفس زکیہ کے ساتھ ہوا۔ جب آپ کا ظہور ہوا تو آپ کے ساتھ بہت سارے پیروکار بھی تھے۔ پھر واضح ہوگیا کہ آپ مہدی نہیں ہیں۔

بعض لوگوں کا معاملہ مشہور ہوجاتا ہے، اور اس کے بارے میں کثرت سے خواب مشہور ہوجاتے ہیں۔ اور لوگ یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ یہی مہدی ہے جیسے محمد بن عبد اللہ القحطانی۔

خوابوں کے ساتھ ایک لمحہ:

امت کے بارے میں فیصلے کرنے، اور کوئی بھی حکم جاری کرنے کے لیے خوابوں اور سپنوں پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، نہ ہی اس سے کم درجہ کے کسی کام میں محض خواب پر اعتماد ہوسکتا ہے۔

شریک بن عبد اللہ القاضی خلیفہ مہدی کے پاس حاضر ہوئے، مہدی بالکل بدلا ہوا، اور غصہ سے بھرا ہوا لگ رہا تھا۔ قاضی شریک نے کہا: ''امیر المومنین کا کیا حال ہے؟''

تو مہدی بولا: میں نے تمہیں آج رات خواب میں دیکھا ہے، تم میرے بستر پر لیٹے ہو۔ تو میں نے ایک تعبیر

کرنے والے سے تعبیر پوچھی، ان کے کہا: تم مجھ سے بغض رکھتے ہو، اور میرے خلاف سازشیں کرتے ہو۔

قاضی شریک نے کہا: ''اے امیر المومنین! اللہ کی قسم، نہ ہی تو تیرا خواب ابراہیم علیہ السلام کا خواب ہے اور نہ ہی تیرے خواب کی تعبیر کرنے والا یوسف علیہ السلام ہے۔''

یہ قاضی شریک کی طرف سے خلیفہ پر کھلا ہوا رد ہے، جس کا تعلق صرف ایک شخص سے تھا، پھر کیسے کسی خواب پر اس طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے جس کا تعلق پوری امت کے مستقبل سے ہو۔

باپ بیٹے کو ذبح کرتا ہے:

میں نے ایک دن اخبار میں پڑھا کہ ایک افریقی آدمی نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کو پکڑ کر لٹایا اور ذبح کر دیا، اور انتظار کرتا رہا کہ اس کے بیٹے کی جگہ مینڈھے کی قربانی پیش کی جائے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی جگہ مینڈھے کی قربانی دی تھی۔

جب اس جاہل سے سوال کیا گیا کہ تم نے ایسے کیوں کیا؟ تو اس نے کہا: میں نے ایسا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے کیا ہے۔ انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں، اور یہ آیات پڑھیں:

''بیٹا میں خواب میں یہ دیکھتا ہوں جیسے تجھ کو ذبح کر رہا ہوں تو بھی سوچ کر دیکھ تیری رائے کیا ہے لڑکے نے کہا باوا جو اللہ کا حکم تجھ کو ہوا ہے اس کو (فوراً) بجالاؤ تو دیکھے گا اللہ نے چاہا میں ضرور صبر کروں گا۔ جب باپ اور بیٹا دونوں (اللہ کا حکم بجالانے پر) مستعد ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل (اوندھا) پچھاڑا۔ اور ہم نے ابراہیم کو پکارا، اے ابراہیم! تو نے (اپنا) خواب سچا کر دکھایا ہم نیکوں کو ایسا (ان کی نیکی کا) ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے اس لڑکے کے صدقے میں ایک بڑی قربانی دی۔'' (الصافات: ۱۰۱-۱۰۷)

یہ جہالت کی انتہاء ہے۔ ایک جاہل انسان کا خواب نبی کے خواب کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جس کے پاس وحی آتی ہو؟ اگر خواب اچھا ہو تو اس پر اللہ کی حمد بیان کریں اور خوشخبری پائیں۔ اگر خواب برا ہو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگیں، یہ آپ کو کچھ بھی نقصان نہیں دے سکے گا۔

قاعدہ : ......جو کوئی دعویٰ کرے کہ وہ مہدی ہے، اور پر نشانیاں پوری نہ اتر رہی ہوں۔ اور نہ ہی اس کے

زمانے میں دجال کا خروج ہو، تو وہ خود جھوٹا دجال ہے۔ اور جو کوئی دعویٰ کرے کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے، اور اس سے پہلے دجال نہ نکلا ہو تو جان لو کہ وہ خود دجال کذاب ہے۔

مہدی کے بارے میں عادلانہ نظر:

اہل سنت والجماعت کے ہاں مہدی ایک عادل امام اور منصف حکمران سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ وہ لوگوں میں عدل کے ساتھ فیصلے کرے گا اور عدل کو پھیلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتوحات عطا کریں گے۔ لیکن وہ گناہوں سے پاک (معصوم) نہیں ہوگا جیسے بعض لوگوں کا خیال ہے۔

مہدی کے منکرین:

بعض علماء نے مہدی کا انکار کیا ہے۔ ان میں سے:

ابن خلدون: ابن خلدون مہدی کے مسئلہ میں متردد ہیں، اور انہوں نے اس بارے میں وارد ہونے والی احادیث پر تنقید کی ہے۔ آخر میں کہا ہے: ''میری نظر میں ان احادیث میں سے تنقید سے بہت کم ہی احادیث بچ پائی ہیں۔'' (مقدمه تاريخ ابن خلدون: ١/ ٥٧٤)

محمد رشید رضا: انہوں نے کہا ہے: ''احادیث مہدی میں تعارض قوی اور ظاہر ہے اور ان روایات کو آپس میں جمع کرنا بہت مشکل ہے اور اس کا انکار کرنے والے بہت زیادہ ہیں۔ اور اس میں شبہات صاف ظاہر ہیں۔ اسی وجہ سے امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابوں میں ان میں سے ایک روایت بھی ذکر نہیں کی۔ بہت سارے ائمہ مسلمین نے احادیث مہدی کو ضعیف کہا ہے۔'' (تفسير المنار: ٩/ ٤١٦)

احمد امین: وہ کہتا ہے: ''مہدی کے بارے میں وارد احادیث خرافات ہیں، جن پر مسلمانوں کی زندگی میں بہت خطرناک نتائج مرتب ہوتے ہیں۔'' (ضحى الاسلام: ٣/ ٢٤٣)

عبد اللہ بن زید آل محمود: ''مہدی کے بارے میں دعویٰ شروع سے آخر تک واضح جھوٹ اور بد اعتقادی پر مبنی ہے۔ اصل میں یہ خرافات قسم کی روایات ہیں۔ جنہیں ایک دوسرے سے نقل کیا جاتا رہا ہے۔ اور اس میں بہت ساری جھوٹی احادیث بھی لوگوں کو ڈرانے اور سیاست چمکانے کے لیے گھڑ لی گئی ہیں۔''

(لا مهـــــدی منتظر بعد الرسول خير البشر ص: ٥٨)

محمد فرید وجدی: اس کا کہنا ہے: ''مہدی منتظر کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہے، ان کو دیکھنے

والے صاحب بصیرت انسان پر یہ بات مخفی نہیں رہتی کہ رسول اللہ ﷺ ان سے بری ہیں۔ اس لیے کہ ان روایات میں غلو ہے، اور تاریخ میں ایک خبط ہے جو کہ مبالغہ آرائی میں غرق ہے۔ لوگوں کے معاملات سے جہالت اور اللہ تعالیٰ کی معروف سنتوں سے دوری ان احادیث کے مطالعہ کا پہلا احساس ہے اور یہ کہ یہ احادیث جھوٹی اور من گھڑت ہیں۔ جنہیں بھٹکے ہوئے گمراہ لوگوں اور حکومت کی لالچ رکھنے والوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔'' (دائرہ المعارف بیسویں صدی: ۱۰/ ۴۸۱)

ان لوگوں کے اس بارے میں دلائل:



❶ قرآن کریم نے مہدی کا ذکر نہیں کیا، اگر یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہوتا تو قرآن اس کو ضرور ذکر کرتا۔

جواب: ... بے شک قرآن نے تمام قیامت کی نشانیوں کا ذکر نہیں کیا؛ پس قرآن میں دجال کا ذکر نہیں، آخری زمانے میں واقعہ ہونے والے زمین میں دھنسنے کے واقعات کا ذکر نہیں وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ یہ تمام چیزیں سنت میں بیان ہوئی ہیں۔ جب کوئی چیز سنت سے ثابت ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا سنت کے بارے میں فیصلہ ہے:

''وہ اپنی خواہش سے بات تک نہیں کرتے، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔'' (النجم: ۳)

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''مجھے قرآن اور اس کی طرح دیا گیا ہے۔'' (بخاری)

جب رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کا تذکرہ فرمادیا تو وہ ثابت ہوجاتی ہے۔ پس یہ بھی ثابت شدہ دین میں سے ہے۔

❷ مہدی کے بارے میں بخاری و مسلم میں کوئی حدیث نہیں؟

جواب: ... امام بخاری اور مسلم نے تمام احادیث نبویہ کو جمع نہیں کرلیا بلکہ ان کے علاوہ بھی کتب ستہ کے جامعین محقق ائمہ ہیں جنہوں نے یہ احادیث جمع کی ہیں اور ہمارے پاس ایسے طریقے ہیں جن کی وجہ سے صحیح حدیث اور ضعیف یا موضوع حدیث میں فرق کیا جاسکتا ہے۔ جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہوجائے تو اسے قبول کرنا واجب ہوجاتا ہے؛ خواہ وہ حدیث بخاری و مسلم میں ہو یا کسی دوسری کتاب میں۔

پھر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ امام بخاری اور مسلم نے مہدی کی صفات والی احادیث ضرور روایت کی ہیں جیسا کہ اس سے پہلے گزر بھی چکا ہے مگر ان میں مہدی کے نام کی وضاحت یا صراحت نہیں ہے۔

٣ ہم نہیں چاہتے کہ مہدویت کے دعویداروں کا دروازہ کھول دیں؟

جواب :...... جب ہم کسی معاملے کو شرعی ضابطوں میں مقید کر دیتے ہیں تو ایسا دروازہ نہیں کھلتا، پس مہدی کی خاص پیدائشی نشانیاں ہیں، اور وہ خاص حالات ہوں گے جن میں مہدی کا ظہور ہوگا۔ جیسے کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ نشانیاں صرف ایک ہی آدمی پر برابر آئیں گی۔

آخر میں ...... کیا مہدی پر ایمان رکھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ہم عمل اور دعوت ترک کر کے بیٹھ جائیں؟ جب کہ خیر وشر کی کشمکش جاری ہے، فساد عام اور پھیلا ہوا ہے اور بہت سارے ملکوں میں خیر کی دعوت بہت ہی کمزور پڑ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سارے مسلمانوں کے دلوں میں مایوسی اور نا امیدی پیدا ہو چکی ہے۔ اب وہ مہدی کا انتظار کرنے لگے ہیں تاکہ وہ انہیں فتح ونصرت کی طرف لے کر جائے۔

اس کے ساتھ ہی یہ لوگ دعوت وعمل ترک کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے بالکل خاموش ہیں اور علم کی طلب اور اس کی نشر واشاعت سے کمزور پڑ گئے ہیں۔ بلکہ تجارت، عمل اور تعمیر وترقی میں بھی تقریباً ان کا یہی حال ہے۔ اور ان میں سے کوئی ایک اپنے جی میں کہتا ہے: معاملہ اس سے زیادہ قریب تر ہے؛ یہ زمانہ ظہور مہدی کا زمانہ ہے۔

اور قیامت کی نشانیوں کے بارے میں وارد احادیث میں مبشرات کے ساتھ برتاؤ کا شرعی طریقہ کار یہ ہے:

- ☆ احادیث مہدی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے دین کی نصرت کریں گے۔
- ☆ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جنگوں کی احادیث اور ان پر مسلمانوں کی فتح کی مبشرات۔
- ☆ مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگوں کے بارے میں احادیث اور مسلمانوں کی فتح کی بشارتیں:

ان کے ساتھ برتاؤ ایسے ہوگا کہ ہم جان لیں یہ نشانیاں مسلمانوں کے لیے خوشخبری اور سرور کا باعث ہیں۔ جس میں ان کو صبر کی تلقین ہے، اور خوشخبری ہے کہ یہ دین اللہ کے فضل سے محفوظ ومنصور دین ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہم وہ کچھ بھی کریں گے جس کا ہمیں شریعت نے حکم دیا ہے۔ دین کی نصرت، اسلامی سرحدوں کا دفاع؛ جہاد فی سبیل اللہ قائم کرنا، اسلام کے پرچم کی سربلندی کے لیے لڑنا۔ ہم مایوس ہو کر نہیں بیٹھیں گے کہ آسمانوں سے مدد

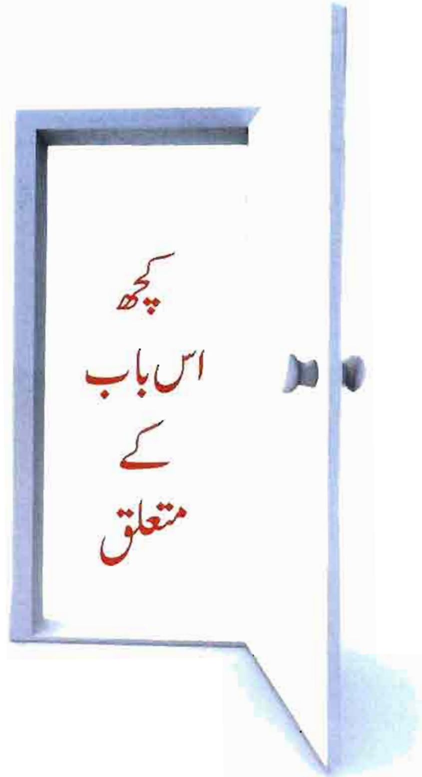
ونصرت نازل ہو۔ یا ہماری کوشش کے بغیر زمین سے کچھ نکل آئے۔

پس مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ یہودیوں سے جنگ لڑنے کی تیاری کریں اور قابض نصرانیوں کو اسلامی شہروں سے نکال باہر کریں۔ذلت و رسوائی کے ساتھ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے نہ بیٹھے رہیں۔ کہ خروج مہدی کا انتظار کریں، تا کہ وہ ہماری قیادت کرے۔ بلکہ ہمیں چاہیے کہ ہم جمع ہوکر اپنے دین کی نصرت کریں۔ اگر ان حالات میں مہدی کا خروج ہو گیا تو ہم ان کی مدد کریں گے۔



قیامت کی بڑی نشانیاں





قیامت کی چھوٹی اور بڑی نشانیوں کی تقسیم کے بارے میں پہلے گزر چکا۔ اور ہم نے قیامت کی ایک سو اکتیس چھوٹی نشانیاں بیان کر دی ہیں۔ اب معاملہ صرف بڑی نشانیوں کے بیان کا ہے جو کہ قیامت کے قائم ہونے سے کچھ ہی پہلے پیش آئیں گی۔ قیامت کی بڑی نشانیاں ایسے پے در پے واقع ہوں گی جیسے ہار کے موتی۔ جیسے ہی ان میں سے ایک نشانی گزرے گی فوراً دوسری نشانی ظاہر ہو جائے گی۔ ان میں سے پہلی نشانی امام مہدی کا خروج ہے، اور باقی نشانیاں اس کے فوراً بعد پیش آئیں گی۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کی نشانیاں لڑی میں پروئے ہوئے دانوں کی طرح ہوں گی، جب لڑی ٹوٹ جائے تو ایک کے پیچھے دوسرا (دانہ گرتا) جاتا ہے۔" (مسند احمد)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کی نشانیاں ایک کے بعد دوسری ایسے ظاہر ہوں گی جیسے موتی لڑی میں ہوتے ہیں۔''

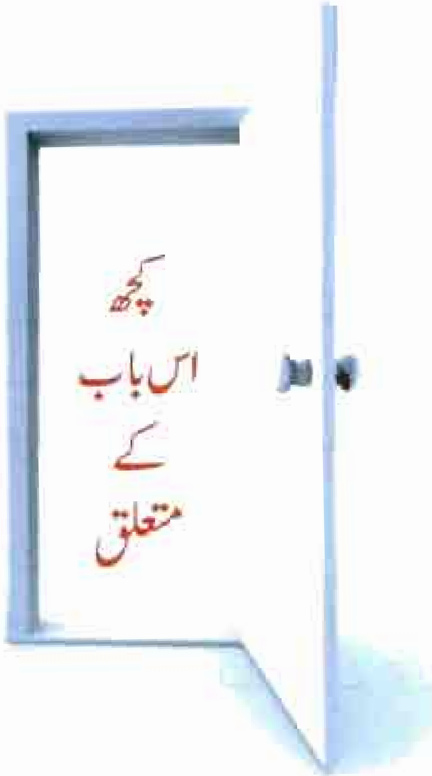
(طبرانی)

اس بات میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ قیامت کی بعض بڑی نشانیاں چھوٹی نشانیوں کے ساتھ مل جائیں۔ مثال کے طور پر امام مہدی کا ظہور ہو، پھر کئی ایک چھوٹی نشانیاں پیش آئیں اور ان کے بعد دجال کا خروج ہو، ایسے بھی ہوسکتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱

مسیح دجال

قیامت کی بڑی علامات



اللہ تعالیٰ جو ... رتا ہے: جو کہ قیامت کے عنقریب واقع ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ ان ہی نشانیوں میں سے ایک مسیح دجال ہے۔ دجال سے متعلقہ چند سوال اور پھر ان کے مفصل جوابات درج ذیل ہیں:

- مسیح دجال کون ہے؟
- کیا وہ آج کے دن موجود ہے؟
- کیا اس سے پہلے کسی نے اسے دیکھا ہے؟
- اس دجال کی علامات کیا ہیں؟
- اس کے خروج کے اسباب کیا ہوں گے؟
- وہ کون سی چیز ہے جو اسے غصہ دلائے گی؟
- دجال کے متعلق غلط عقائد کیا کیا ہیں؟

دجال کون ہے؟

یہ بنی آدم میں سے ایک انسان ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی قدرات عطا کی ہیں جو اس کے علاوہ کسی اور بشر کو حاصل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قدرت لوگوں کے امتحان اور آزمائش کے لیے دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں گمراہی میں اس کے پیروکاروں سے خبردار کیا، اور ہمیں اس کی اخلاقی اور پیدائشی صفات سے آگاہ کیا ہے۔

اب دجال کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں

کسی چیز کے بارے میں علم ہوجانا اس کے متعلق جہالت سے زیادہ بہتر ہے۔ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے شر کے بارے میں اس لیے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ ''کہیں وہ شر میں واقع نہ ہوجائیں۔'' (بخاری)

دجال چونکہ سب سے بڑا فتنہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اس کے اپنی امت پر خوف محسوس ہورہا تھا، اس لیے آپ نے اس سے آگاہ کیا، اس کا خوف دلایا اور اس سے ڈرایا۔ اس لیے کہ دجال کے ساتھ بہت سارے فتنے اور شبہات ہوں گے اور اس کے ساتھ ہی دجال یہ دعویٰ بھی کرے گا کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ جب ہمیں دجال کی صفات اور اس سے بچنے کے طریقے معلوم ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

المسیح الدجال نام کی وجہ

اس کا نام مسیح اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کی ایک بائیں آنکھ مسخ شدہ (کانی) ہے۔ وہ کانا ہے، صرف ایک ہی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ دجال کا نام (المِسّیح) ہے، اور اسے (المِسِّیخ) بھی کہا گیا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے مسیح اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ ساری زمین کا مسح کرے گا، اور پوری روئے ارض پر گھومے گا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے چہرے کا ایک پہلو جس میں آنکھ ہے، نہ ہی پلکیں اور بھنویں۔

اس کا نام دجال اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ مکار؛ حقیقت کو چھپانے والا ہوگا۔ دجل سے مراد بڑا جھوٹ ہے۔ یہ بہت بڑا دجال اور جھوٹا مکار ہوگا۔

دجال کی جمع دجالون اور دجاجلہ آتی ہے۔

دجال کس چیز کا دعویٰ کرے گا

دجال دعویٰ کرے گا کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے اور لوگوں کو اس دعویٰ پر ایمان لانے کا کہے گا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بے شک دجال کانا ہے، اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔'' (بخاری) اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

اور اس کے ساتھ بہت سارے شبہات اور فتنے ہوں گے جن کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔

ابن صیاد کا قصہ

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مدینہ منورہ میں ایک یہودی لڑکا رہتا تھا، جس کا نام ابن صیاد تھا، اس کا معاملہ مشتبہ ہوگیا، اور نبی کریم ﷺ کو شک ہوا کہ کہیں یہی دجال نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کا ایک واقع بھی پیش آیا جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:



قدیم مدینہ منورہ کی تصویر

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جماعت میں ابن صیاد کی طرف نکلے؛ یہاں تک کہ اسے بنی مغالہ کے مکانوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا۔ ابن صیاد ان دنوں قریب البلوغ تھا (یعنی اس کی عمر تقریباً پندرہ سال ہونے کو تھی) اور اسے کچھ معلوم نہ ہو سکا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس کی کمر پر ضرب لگائی؛ پھر رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد سے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ امیوں کے رسول ہیں۔''



پھر ابن صیاد نے رسول اللہ ﷺ سے کہا:

کیا آپ ﷺ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

تو رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا:

میں ایمان لایا اللہ پر اس کے رسولوں پر۔

پھر رسول ﷺ نے اس سے فرمایا: تو کیا دیکھتا ہے؟

ابن صیاد نے کہا: میرے پاس سچا بھی آتا ہے اور جھوٹا بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر اصل معاملہ تو پھر مشتبہ ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: میں نے تجھ سے پوچھنے کے لیے ایک بات چھپائی ہوئی ہے؟ تو ابن صیاد نے کہا: وہ دخ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: دور ہو تو اپنے اندازہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے اجازت دیں اے اللہ کے رسول! میں اس کی گردن مار دوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اس پر مسلط نہ ہو سکو گے اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل کرنے میں تمہارے لیے کوئی بھلائی نہیں ہے۔'' (مسلم)

سیّدنا سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

''اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ اور جناب ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن صیاد تھا۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ اس باغ میں داخل ہوئے تو کھجوروں کے تنوں میں چھپنے لگے؛ تاکہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے اس کی کچھ گفتگو سن سکیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا کہ: وہ اپنی ایک چادر میں لپٹا لیٹا ہوا ہے؛ اور کچھ گنگنا رہا ہے۔ پس ابن صیاد کی والدہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھجور کے تنوں کی آڑ میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا تو اس نے ابن صیاد سے کہا: اے صاف! یہ ابن صیاد کا نام تھا؛ یہ محمد ہیں تو ابن صیاد فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ

اسے چھوڑ دیتی تو وہ کچھ بیان کر دیتا۔" (مسلم)

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستہ میں ابن صیاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

"کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

اس نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایمان لایا اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تو نے کیا دیکھا؟

اس نے کہا: میں نے پانی پر تخت دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھا ہے۔ اور کیا دیکھا؟

اس نے کہا: میں نے دو سچوں اور ایک جھوٹے یا دو جھوٹوں اور ایک سچے کو دیکھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر اس کا معاملہ مشتبہ ہوگیا ہے، اس لیے اسے چھوڑ دو۔" (مسلم)

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ہم حج یا عمرہ کرنے کی غرض سے چلے اور ابن صیاد ہمارے ساتھ تھا۔ ہم ایک جگہ اترے تو لوگ منتشر ہوگئے میں اور وہ باقی رہ گئے۔ اور مجھے اس سے سخت وحشت وخوف آیا؛ جو اس کے بارے میں کہا جاتا تھا۔ اور اس نے اپنا سامان لا کر میرے سامان کے ساتھ رکھ دیا۔ تو میں نے کہا گرمی سخت ہے؛ اگر تو اپنا سامان درخت کے نیچے رکھ دے تو بہتر ہے، پس اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر ہمیں کچھ بکریاں دکھائی دیں۔ وہ گیا اور ایک بھرا ہو پیالہ لے آیا۔ اور کہنے لگا: اے ابوسعید! پیو۔ میں نے کہا: گرمی بہت سخت ہے اور دودھ بھی گرم ہے۔ دودھ کے ناپسند کرنے کے سوائے اس کے ہاتھ سے بچنے کی اور کوئی بات نہ تھی؛ یا کہا اس کے ہاتھ سے لینا ہی ناپسند تھا۔

تو اس نے کہا: اے ابوسعید! میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایک رسی لے کر درخت کے ساتھ لٹکاؤں، پھر اپنا گلا گھونٹ لوں اس وجہ سے جو میرے بارے میں لوگ باتیں کرتے ہیں۔

اے ابوسعید! جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مخفی ہے ان کی تو الگ بات ہے۔ اے انصار! کی

جماعت تجھ پر تو پوشیدہ نہیں ہے کیا تو لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ کی حدیث کو جاننے والا نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال کافر ہوگا'' اور میں مسلمان ہوں۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: وہ بانجھ ہوگا کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہوگی۔ حالانکہ میں اپنی اولاد مدینہ میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ وہ مدینہ اور مکہ میں داخل نہ ہوگا۔ حالانکہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ کا ارادہ ہے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: قریب تھا کہ میں اس کے عذر قبول کر لیتا۔

پھر اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے پہچانتا ہوں اور اس کی جائے پیدائش سے بھی واقف ہوں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔

میں نے اس سے کہا: تیرے لیے سارے دن کی ہلاکت و بربادی ہو۔'' (مسلم)

اہل علم کا صحیح قول ...... بے شک یہ ابن صیاد وہ دجال یعنی مسیح دجال نہیں ہے، مگر یہ دوسرے مکار دجالوں کے ضمن میں ایک دجال ہے۔ اس کے پاس کہانت اور شیطان تھے جن کی وجہ سے وہ مختلف باتوں کی خبریں دیا کرتا تھا۔ اس کی آخری زندگی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ کچھ واقعات پیش آئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے توبہ کر لی تھی اور اپنی اصلاح کر لی تھی۔ واللہ اعلم

قرآن میں دجال کا ذکر نہ ہونے کی حکمت

دجال ہی وہ سب سے بڑا فتنہ تھا جس کے متعلق نبی کریم ﷺ اپنی امت کا خوف رکھتے تھے۔ اسی لیے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی امتوں کو اس سے ڈرایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ہر نماز کے آخر میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قیامت کی کئی ایک چھوٹی بڑی نشانیاں بیان کی ہیں، جیسے کہ سورج کا دو ٹکڑے ہونا:

''قیامت قریب آ گئی ہے، اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔'' (القمر: ۱)

اور ایسے ہی یاجوج ماجوج کا ذکر بھی قرآن میں آیا ہے؛ فرمان الٰہی ہے:

''جب تک یاجوج ماجوج (ذوالقرنین کی روک سے) کھول دیئے جائیں (یعنی قیامت قائم ہو) حرام (ناممکن) ہے اور وہ چڑھاؤ سے دوڑ پڑیں گے۔'' (الانبیاء: ۹۶)

ان کے علاوہ دیگر بھی کئی نشانیاں بیان ہوئی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ نام لے کر دجال کا ذکر قرآن میں نہیں کیا۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

اس میں کئی باتیں ہیں ، پہلی بات کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں اس کا ذکر کیا ہے، فرمان الٰہی ہے:

''جس دن تیرے مالک کی کچھ نشانیاں آجائیں گی تو جو شخص اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو۔'' (الانعام: ۱۵۸)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' تین چیزیں نکلنے کے بعد کسی کا ایمان لانا اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ دجال، دابۃ الارض اور مغرب کی جانب سے سورج کا طلوع ہونا۔'' (یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور کوئی کتاب والا ایسا نہیں جو ان کے مرنے سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔'' (النساء: ۱۵۹)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ مسیح) کا حال بیان کیا گیا تو تیری قوم کے لوگ (خوشی سے) چلا اٹھے۔ اور کہنے لگے کیا ہمارے دیوتا اچھے ہیں یا عیسیٰ یہ بات انھوں نے صرف جھگڑے کے لیے تجھ سے بیان کی بات یہ ہے کہ وہ بڑے جھگڑالو لوگ ہیں۔ عیسیٰ تو ہمارا ایک بندہ تھا جس پر ہم نے اپنا فضل کیا تھا اور کچھ نہیں اور بنی اسرائیل کے لیے اس کو ہم نے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنایا تھا۔ اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین میں تمھاری جگہ رہیں۔ اور بے شک عیسیٰ (کا اترنا) قیامت کی ایک نشانی ہے تو (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دیجیے تم قیامت میں شک مت کرو......''

(الزخرف: ۵۷-۶۱)

یہ بات صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے؛ تو اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر دجال کے ذکر کو متضمن ہے۔

دجال کے قیامت کی نشانی ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث

سیّدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لوگے:

۱۔ دھواں

۲۔ دجال

۳۔ دابۃ الارض (چوپایہ)

۴۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔'' (مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین نشانیاں ایسی ہیں، جب ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے نفس کو ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا، یا ایمان میں کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال اور دابۃ الارض۔'' (مسلم)

روئے زمین کا سب سے بڑا فتنہ دجال ہے

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''حضرت آدم کی پیدائش سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والی کوئی بھی مخلوق دجال سے بڑی نہیں ہے۔'' (مسلم)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے بعد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف کی اور پھر دجال کا تذکرہ کر کے فرمایا:

''میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے؛ لیکن میں ایسی بات بھی بتائے دیتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی سنو وہ بات یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ یک چشمی نہیں ہے۔'' (مسلم)

سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں تمہارے بارے میں دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں کا زیادہ خوف کرتا ہوں اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہوگیا تو تمہارے بجائے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں ظاہر ہوا تو ہر

شخص خود اس سے مقابلہ کرنے والا ہوگا اور اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہوگا۔" (مسلم)

دجال کے خروج سے پہلے کے واقعات

سیدنا نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



"تم جزیرۂ عرب میں جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں فتح عطا فرمائے گا، پھر تم اہل فارس سے جنگ کرو گے ان پر بھی اللہ تمہیں فتح عطا فرمائیں گے، پھر تم روم سے جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی تمہیں فتح عطا فرمائیں گے، پھر تم دجال سے جنگ کرو گے اس پر بھی اللہ تمہیں فتح عطا کریں گے۔" (مسلم)

یعنی اس جگہ جہاں دجال ہے اور ان لوگوں سے جو دجال کے ساتھ ہیں۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی تخریب کا سبب ہے؛ اور مدینہ کی تخریب جنگ وجدال کا سبب ہے۔ اور جنگ وجدال قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے نکلنے کا سبب ہے۔" (ابو داؤد)

دجال کے نکلنے سے پہلے مسلمانوں اور رومی عیسائیوں کے مابین بہت سخت جنگیں ہوں گی جن میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی۔ حضرت ذی مخبر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم لوگ عنقریب اہل روم سے معاہدہ صلح کرو گے امن کا، پھر تم اور وہ مل کر اپنے پیچھے سے آنے والے دشمن سے جنگ کرو گے، پس تمہاری مدد کی جائے گی۔ اور تمہیں مال غنیمت ملے گا، تم سلامتی کے ساتھ واپس لوٹ آ گے یہاں تک کہ تم ٹیلے والی چراگاہ میں اترو گے تو ایک نصرانی شخص صلیب اٹھائے گا اور کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص غضبناک ہوکر اسے مارے

گا اس وقت غداری کریں گے اہل روم اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔'' (ابو داؤد)

بعض روایات میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ''پھر مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑیں گے اور لڑائی کریں گے تو اللہ تعالیٰ شہادت عطا فرما کر بزرگی اور عزت دے گا۔'' (ابو داؤد)

دوسری حدیث میں اس جگہ کی تفصیل ہے

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



شام کی ایک چراگاہ جو کئی ایکڑ پر مشتمل ہے



ایک ٹیلے کے اوپر سے چراگاہ کا منظر

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی اعماق یا دابق میں اتریں۔ ان کی طرف ان سے لڑنے کے لیے ایک لشکر مدینہ روانہ ہوگا؛ اور وہ ان دنوں زمین والوں میں سے نیک لوگ ہوں گے۔ جب وہ صف بندی کریں گے تو رومی کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان کے درمیان دخل اندازی نہ کرو؛ جنہوں نے ہم میں سے کچھ لوگوں کو قیدی بنا لیا ہے ہم ان سے لڑیں گے۔'' (یہ جملہ مسلمانوں اور رومیوں کے مابین ان سابقہ جنگوں کے پیش آنے پر جن میں مسلمانوں کو عیسائیوں پر فتح ہوگی، وہ ان کے لوگوں کو قیدی بنائیں گیا اور وہ قیدی اسلام قبول کر کے جہاد کرتے ہوئے میدان میں آئیں گے) مسلمان کہیں گے: نہیں؛ اللہ کی قسم! ہم اپنے بھائیوں کو تنہا نہیں چھوڑیں گے کہ تم ان سے لڑتے رہو۔

بالآخر وہ ان سے لڑائی کریں گے؛ بالآخر ایک تہائی مسلمان بھاگ جائیں گے؛ جن کی اللہ کبھی بھی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ اور ایک تہائی قتل کیے جائیں گے؛ جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے اور ایک تہائی فتح حاصل کرلیں گے، انہیں کبھی آزمائش میں نہ ڈالا جائے گا، پس وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں



شہر حلب جس کے قریب دابق کی چراگاہ ہے جہاں رومی لشکر اتریں گے اور قسطنطنیہ کا شہر جسے مسلمان فتح کریں گے۔

گے، جس وقت وہ آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور ان کی تلواریں زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی؛ تو اچانک شیطان چیخ کر کہے گا: تحقیق مسیح دجال تمہارے بال بچوں تک پہنچ چکا ہے۔ وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوں گے: لیکن یہ خبر باطل ہوگی۔ جب وہ شام پہنچیں گے تو اس وقت دجال نکلے گا۔'' [1]

دجال سے پہلے کے دوسرے واقعات

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دجال کے نکلنے سے تین برس پہلے قحط ہوگا۔ ان تینوں سالوں میں لوگ بھوک سے سخت تکلیف اٹھائیں گے۔ پہلے سال میں اللہ تعالیٰ یہ حکم کرے گا آسمان کو کہ دو تہائی بارش روک لے؛ اور زمین کو یہ حکم کرے گا تہائی پیداوار روک لے۔ پھر دوسرے سال میں اللہ تعالیٰ آسمان کو یہ حکم کرے گا کہ: دو تہائی بارش کو روک لے اور زمین کو حکم دیا گا دو تہائی پیداوار روک لے۔ پھر تیسرے سال میں اللہ تعالیٰ آسمان کو یہ حکم کرے گا کہ بالکل پانی نہ برسائے ایک قطرہ بارش نہ ہوگی اور زمین کو یہ حکم ہوگا کہ ایک دانہ نہ اگائے۔ پھر گھاس تک نہ اگے گی نہ کوئی سبزی۔ آخر گھر والا جانور (جیسے گائے بکری) تک کوئی بھی باقی نہ رہے گا، سب مر جائیں گے مگر جو اللہ چاہے۔''

لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر لوگ کیسے جئیں گے اس زمانہ میں؟ آپ نے فرمایا: جو لوگ لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ اور اللّٰہ اکبر اور سبحان اللّٰہ اور الحمد لِلّٰہِ کہیں گے ان کو کھانے کی حاجت نہ

[1] اسی دوران کہ وہ جہاد کے لیے تیاری کر رہے ہوں گے اور صفوں کو سیدھا کر رہے ہوں گے کہ نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی؛ اور عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی نماز کی امامت کریں گے۔ پس جب اللہ کا دشمن انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ اگر چہ عیسیٰ اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ پگھل جائے گا یہاں تک کہ ہلاک ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اسے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے قتل کرائیں گے پھر وہ لوگوں کو اس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے۔'' (مسلم) تکمیل حدیث از مترجم

رہے گی؛ یہ تسبیح اور تہلیل کھانے کے قائم مقام ہوگی۔" (ابن ماجہ)



دجال کے نکلنے سے پہلے کیا ہوگا؟

حضرت راشد بن سعد کہتے ہیں: "جب اصطخر فتح ہوا تو ایک منادی نے آواز لگائی: خبردار دجال نکل چکا ہے۔ پس پھر صعب بن جثامہ انہیں ملے، اور فرمایا: اگر تمہاری باتوں کا اندیشہ نہ ہو تو میں تمہیں خبر دوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: "دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا یہاں تک کہ لوگ اس کا ذکر کرنا بھی بھول جائیں گے۔ اور یہاں تک کہ ائمہ منبروں پر اس کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں گے۔"

دجال کی پیدائشی صفات



- چھوٹے قد کا پھیلی ہوئی ٹانگوں والا ہو گا۔ (پنڈلیوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے چلنے میں عیب ہوگا)
- اکڑے ہوئے بالوں والا ہوگا، اس کے بالوں میں نرمی نہیں ہوگی۔



- ایک آنکھ انگور کے دانے کی طرح ابھری ہوئی ہوگی اور بائیں آنکھ کانی ہوگی۔
- سفید رنگ ہوگا۔
- پیشانی چوڑی ہوگی۔
- اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا؛ جسے ہر لکھا پڑھا اور ان پڑھ مومن پڑھ لے گا۔
- وہ بانجھ ہوگا؛ اس کی اولاد نہیں ہوگی۔

امکانی طور پر اس کا وصف یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اس کا قد چھوٹا ہوگا، بڑی جسامت ہوگی؛ سر بھی کافی بڑا ہوگا، اس کی دونوں آنکھوں میں عیب ہوگا۔ دائیں آنکھ پھولی ہوئی ہوگی جیسے انگور کا دانہ، اور بائیں آنکھ پر چمڑی لٹک رہی ہوگی یعنی کانا ہوگا۔ اس کے بال سخت، گھنے اور گھنگھریالے ہوں گے، چمڑی سفید ہوگی، دونوں پنڈلیوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوگا اور دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔

دجال کے خروج کی جگہ

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا:



"دجال مشرق کے ایک علاقہ سے نکلے گا جس کا نام "خراسان" ہے۔ اس کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے چہرے گویا تہہ بہ تہہ ڈھالیں ہیں، یعنی چپٹے اور پر گوشت۔" (ابن ماجه)

اس کے ظاہر ہونے کا سب سے پہلے اعلان شام اور عراق کے درمیان ہوگا۔

سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق فرمایا:

"بے شک وہ عراق اور شام کے درمیانی علاقہ میں نکلے گا۔" (مسلم)

جساسہ اور دجال کا قصہ

جناب عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا، مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کرو، جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، اور اس کی نسبت کسی اور کی طرف نہ ہو، فرمانے لگیں: اگر تم چاہتے ہو تو میں ایسا ضرور کروں گی۔ انہوں نے کہا: بہت خوب، مجھ سے حدیث بیان کرو۔ تو سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بتایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ندا دینے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: نماز کی جماعت ہونے والی ہے۔ پس میں مسجد کی طرف نکلی: اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس حال میں کہ میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کی پشتوں سے ملی ہوئی تھی۔" جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز پوری کرلی تو مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا:

"ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر ہی بیٹھا رہے؛ پھر فرمایا کیا: تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟"

صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب یا اللہ سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا؛ میں نے تمہیں صرف اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری نصرانی آدمی تھے؛ پس وہ آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے؛ اور مجھے ایک بات بتائی جو اس خبر کے موافق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ وہ بنو لخم اور بنو جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے، پس انہیں ایک ماہ تک بحری موجیں دھکیلتی رہیں؛ پھر وہ



سمندر میں ایک جزیرہ کی طرف پہنچے؛ یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا؛ تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ کے اندر داخل ہوئے؛ تو انہیں وہاں ایک جانور ملا جو موٹے اور گھنے بالوں والا تھا۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ وہ نہ پہچان سکے۔

تو انہوں نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو تو کون ہے؟

اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔ انہوں نے کہا: جساسہ کیا بلا ہے؟ تو اس نے کہا:

اے قوم! اس آدمی کی طرف گرجے میں چلو؛ کیوں کہ وہ تمہاری خبر کے بارے میں بہت شوق رکھتا ہے، پس جب اس نے ہمارا نام لیا تو ہم گھبرا گئے؛ کہ وہ کہیں جن ہی نہ ہو؛ پس ہم جلدی جلدی چلے یہاں تک کہ گرجے میں داخل ہوگئے؛ وہاں ایک بہت بڑا انسان تھا کہ اس سے پہلے ہم نے اتنا بڑا آدمی اتنی سختی کے ساتھ بندھا ہوا کہیں نہ دیکھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھا ہوا تھا؛ اور گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔

ہم نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا: تم میری خبر معلوم کرنے پر قادر ہو ہی گئے ہو تو تم ہی بتا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم عرب کے لوگ ہیں؛ ہم دریائی جہاز میں سوار ہوئے ؛ پس جب ہم سوار ہوئے تو سمندر کو جوش میں پایا؛ پس موجیں ایک مہینہ تک ہم سے کھیلتی رہیں؛ پھر ہمیں تمہارے اس جزیرہ تک پہنچا دیا؛ پس ہم چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار ہوئے اور جزیرہ کے اندر داخل ہوگئے؛ تو ہمیں بہت موٹے اور گھنے بالوں والا جانور ملا؛ جس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ پہچانا نہ جاتا تھا۔



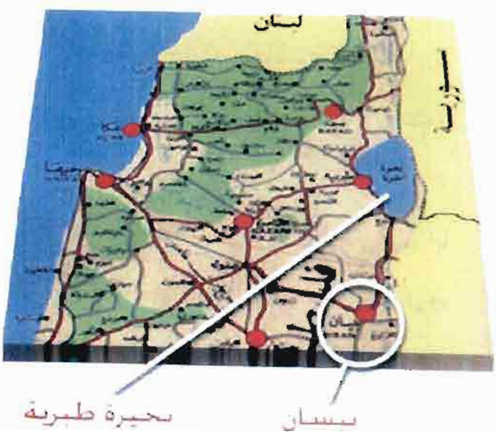
ہم نے کہا: تیرے لیے ہلاکت ہو تو کون ہے؟

اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔

ہم نے کہا: جساسہ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: گرجے میں اس آدمی کا قصد کرو؛ کیوں کہ وہ تمہاری خبر کا بہت شوق رکھتا ہے؛ پس ہم تیری طرف جلدی سے چلے؛ اور ہم گھبرائے اور اس







سے پر امن نہ تھے کہ وہ جن ہو۔

اس نے کہا: مجھے بیسان کے باغ کے بارے میں خبر دو؟

ہم نے کہا: اس کی کس چیز کے بارے میں تم خبر معلوم کرنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: میں اس کی کھجوروں کے پھل کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں؟

ہم نے اس سے کہا: ہاں پھل آتا ہے۔

اس نے کہا: عنقریب یہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ درخت پھل نہ دیں گے۔

اس نے کہا: مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں خبر دو؟

ہم نے کہا: اس کی کس چیز کے بارے میں تم خبر معلوم کرنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: کیا اس میں پانی ہے؟

ہم نے کہا: اس میں پانی کثرت کے ساتھ موجود ہے؟

اس نے کہا: عنقریب اس کا سارا پانی ختم ہو جائے گا۔

اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ؟

ہم نے کہا: اس کی کس چیز کے بارے میں تم



معلوم کرنا چاہتے ہو؟
اس نے کہا: کیا اس چشمہ میں پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟
ہم نے کہا: ہاں یہ کثیر پانی والا ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔
پھر اس نے کہا: مجھے امیوں کے نبی کے بارے میں خبر دو کہ اس نے کیا کیا؟
ہم نے کہا: وہ مکہ سے نکلے اور یثرب یعنی مدینہ میں اترے ہیں۔
اس نے کہا: کیا اس نے اہل عرب کے ساتھ جنگ کی ہے؟
ہم نے کہا: ہاں۔
اس نے کہا: اس نے عربوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
ہم نے اسے خبر دی کہ: وہ اپنے ملحقہ حدود کے عرب پر غالب آگئے ہیں اور انہوں نے اس کی اطاعت کی ہے۔ اس نے کہا: کیا ایسا ہو چکا ہے؟
ہم نے کہا: ہاں؟


بحیرہ طبریہ کی فضائی تصویر

اس نے کہا: ان کے حق میں یہ بات بہتر ہے کہ وہ اس کے تابعدار ہو جائیں۔ اور میں تمہیں اپنے بارے میں خبر دیتا ہوں کہ: میں مسیح دجال ہوں؛ عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جائے گی۔

پس میں نکلوں گا اور میں زمین میں چکر لگاؤں گا؛ اور چالیس راتوں میں ہر ہر بستی پر اتروں گا مکہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ کیوں کہ ان دونوں پر داخل ہونا میرے لیے حرام کردیا گیا ہے۔ اور جب بھی میں ان میں سے کسی ایک بستی میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو اس سے مجھے روکا جائے گا؛ اور اس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دار ہوں گے۔

پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلی کو منبر پر چبھویا اور فرمایا: یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے؛ کیا میں نے تمہیں یہ باتیں پہلے ہی بیان نہ کردی تھیں۔



لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: بے شک مجھے تمیم کی اس خبر سے خوشی ہوئی ہے کہ وہ اس حدیث کے موافق ہے جو میں نے تمہیں دجال اور مدینہ اور مکہ کے بارے میں بیان کی تھی۔ آگاہ رہو دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا، پس میں نے یہ حدیث رسول اللہ سے یاد کرلی۔" (مسلم)

میں نے دجال کے متعلق بعض مؤلفین کا کلام پڑھا ہے؛ جس میں انہوں نے دجال کی موجودگی کی جگہ کو مثلث برمودا کے ساتھ مربوط کیا ہے۔ مثلث برمودا ابھی تک ایک راز ہی ہے جس کا انکشاف نہیں ہوسکا۔

مثلث برمودا کی حقیقت اور اس کا دجال سے تعلق

مثلث برمودا کے متعلق گفتگو بھی ایسے ہی ہے جیسے کسی خرافات یا خیالی قصے کا بیان ہو۔

محل وقوع

محیط اطلانٹک کے مغرب میں امریکی ریاست فلوریڈا کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس جگہ کی تحدید کے ساتھ یہ علاقہ مثلث کی شکل اختیار کرتے ہوئے خلیج میکسیک سے مغرب کی جانب جنوب میں جزیرہ لیورڈ تک ہے۔ پھر برمودا ۳۰۰ چھوٹے چھوٹے جزیروں کا مجموعہ ہے جس کی مجموعی آبادی ۶۵۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ پھر یہ خلیج

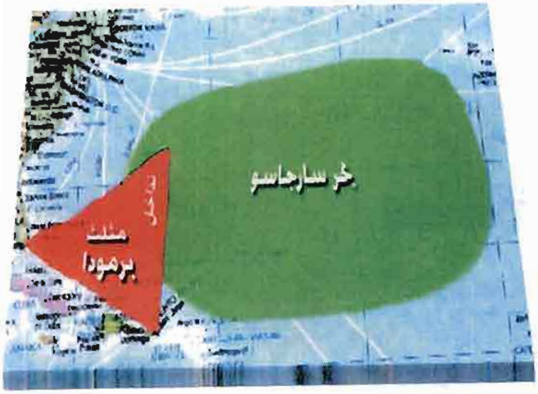
میکسیک سے لے کر جزر باہاما تک پھیلا ہوا علاقہ ہے۔



مشرق میں خراسان کا شہر جہاں سے دجال نمودار ہوگا اور برمودا ٹکون جس کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں دجال موجود ہے۔

برمودا میں خفیہ مرکز

بحیرہ اٹلانٹک (بحر سارجاسو) کے شمال مغرب میں ایک متعین جگہ کا پانی اپنے اندر ایک خاص قسم کے سمندری حامل کی وجہ سے ممتاز ہے، اس سمندری حامل کو "سارجاسام" کہتے ہیں۔ جو کہ سطح سمندر پر تودوں کی شکل میں پھیلا



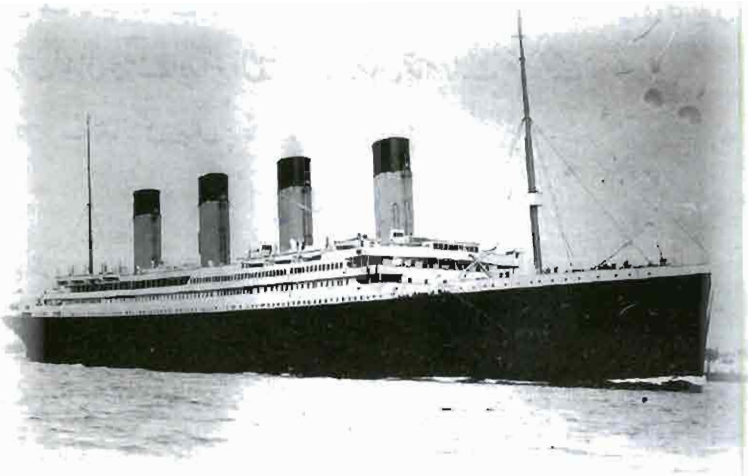
ہوا ہے، جس کی وجہ سے سمندری جہازوں کی نقل و حرکت میں دشواری پیش آتی ہے۔

بحر سارجاسو اپنے ٹھہراؤ کی وجہ سے بھی جداگانہ مقام رکھتا ہے۔ یہاں پر ہوائیں ختم ہوجاتی ہیں۔ اس پر بحر رعب اور اٹلانٹک مقبرہ کے ناموں کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے۔ بعض ریسرچ کرنے والوں نے یہاں پر سمندر کی انتہائی گہرائی میں جہازوں اور آبدوزوں کی موجودگی کا پتہ بھی دیا ہے؛ جن کی تاریخ زمانے کے مختلف اوقات سے تعلق رکھتی ہے۔

برمودا میں گم ہونے کے واقعات کی ابتدا



۱۸۵۰ء میں اس جگہ پر یا اس کے قریب ۵۰ کے قریب سمندری جہاز غائب ہوگئے۔ جن میں سے بعض جہازوں کے ملاح خطرے کے لمحات میں انتہائی مبہم قسم کے پیغامات اپنے مرکز میں بھیجنے میں کامیاب رہے۔ مگر یہ پیغامات اس قدر مبہم تھے کہ کوئی بھی انہیں سمجھ نہیں سکا۔ ان غائب ہونے والے سمندری جہازوں میں سے اکثر کا تعلق امریکہ سے ہے۔ ان میں سب سے پہلا جہاز ''انسر جنٹ'' تھا جو کہ غائب ہوگیا، اس پر ۳۴۰ آدمی سوار تھے۔ اس کے بعد آبدوز ''اسکور بیون'' ۱۹۶۸ء میں غائب ہوئی، اس پر ۹۹ سمندری غوطہ خور اور ملاح سوار تھے۔



ہوائی جہازوں کے غائب ہونے کی ابتدا

اچک لیے جانے یا غائب ہونے کا یہ سلسلہ بحر اٹلانٹک کی فضاؤں تک پہنچ گیا کہ مثلث برمودا کی فضاؤں میں پرواز کرتے ہوئے جہاز غائب ہو گئے۔



۱۹۴۵ء میں فلوریڈا سے پانچ ہوائی جہازوں نے اڑان بھری، یہ پانچوں طیارے قریب قریب اور مثلث کی شکل میں پرواز کر رہے تھے۔ فضائی کنٹرول سنٹر میں ان کی لینڈنگ اور مقام تک پہنچنے کے پیغام وصول کیے جانے کا انتظار کیا جا رہا تھا کہ اس دوران ایک جہاز کے پائلٹ چارلس ٹیلر کی جانب سے یہ پیغام موصول ہوا:

''ہم ایمرجنسی کی حالت میں ہیں اور لگتا ہے کہ ہم اپنے روٹ سے بالکل باہر آ چکے ہیں۔ یہاں سے میں زمین کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی جگہ کے بارے میں کچھ بتا سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہو رہا ہے کہ ہم فضاؤں میں گم ہو گئے ہیں۔ یہاں پر ہر ایک چیز عجیب و غریب اور تشویشناک ہے۔ میں اپنی سمت متعین کرنے کی پوزیشن میں بھی

نہیں ہوں یہاں تک کہ محیط ہمارے سامنے عجیب وغریب شکل میں ظاہر ہو رہا ہے، جس کی تحدید کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔" اس کے بعد اس فضائی بیڑے اور کنٹرول سنٹر کے درمیان تمام رابطے ختم ہو گئے۔

ایسے ہی دوسرے جہاز بھی یہاں پر غائب ہوئے ہیں۔

اس مثلث کی وضاحت



زلزلوں کا نظریہ اور ان کا مثلث برمودا میں پیش آنے والے واقعات سے تعلق :..... کہتے ہیں کہ اس محیط کی حدود میں زمین پر آنے والے زلزلے ان اچانک اٹھنے والی سخت اور سرکش قسم کی موجوں کا نتیجہ ہیں جو جہازوں کو اس طرف کھینچ لیتی ہیں، اور وہ جہاز انتہائی سختی کے ساتھ بہت ہی کم لحات میں اس تہہ میں چلے جاتے ہیں۔

جب ہوائی جہازوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان جھٹکوں کی وجہ سے فضاء میں موجیں پیدا ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے پائلٹ جہاز پر اپنا کنٹرول برقرار نہیں رکھ سکتا، اور جہاز کا توازن خراب ہو جاتا ہے۔





سونامی طوفان۔ جو 2004 میں انڈونیشیا اور ارد گرد کے علاقوں میں آیا۔

مقناطیسی کھینچاؤ کا نظریہ اور اس کا مثلث برمودا کے واقعات سے تعلق:...... جہاز میں مختلف قسم کے پیمائشی آلات مثلث برمودا کے اوپر سے گزرتے وقت مضطرب ہو جاتے ہیں، اور انتہائی اچانک حرکت میں آ جاتے ہیں، ایسے ہی سمندری جہازوں کے آلات بھی حرکت میں آ جاتے ہیں۔ جو یہاں پر مقناطیسی قوت یا انتہائی سخت اور عجیب وغریب قسم کی قوت جذب پر دلالت کرتے ہیں۔



ہوائی جہازوں میں استعمال ہونے والے مختلف کمپاس۔

مسیح دجال کے خروج سے پہلے لوگوں کے احوال

عربوں کی قلت



سیّدہ ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ دجال سے پہاڑوں کی طرف بھاگیں گے۔''

ام شریک نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! ان دنوں عرب کہاں ہوں گے؟''

آپ نے فرمایا: ''وہ بہت کم ہوں گے۔'' (مسلم)

جنگ اور قسطنطنیہ کی فتح

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی تخریب کا سبب ہے؛ اور مدینہ کی تخریب جنگ وجدال کا سبب ہے۔ اور جنگ وجدال قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے نکلنے کا سبب ہے۔'' (ابو داؤد)

فتوحات

جناب نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ میں شریک تھے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مغرب کی طرف سے ایک قوم آئی جن پر سفید اونی کپڑے تھے؛ اور وہ آپ ﷺ سے ایک ٹیلے کے پاس ملے وہ کھڑے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ مجھے میرے دل نے کہا کہ: تو بھی ان کے اور آپ ﷺ کے درمیان جا کر کھڑا ہو کہ کہیں وہ دھوکہ سے آپ ﷺ پر حملہ ہی نہ کردیں۔ پھر میں نے کہا: شاید آپ ﷺ ان سے کوئی راز کی بات کر رہے ہوں۔ بہرحال پھر میں ان کے پاس آیا؛ اور آپ ﷺ کے اور ان کے درمیان کھڑا ہوگیا؛ اور اسی دوران میں نے آپ ﷺ سے چار کلمات یاد کیے؛ جنہیں میں نے اپنے ہاتھوں پر شمار کرلیا۔ آپ نے فرمایا: ''تم جزیرۂ عرب میں جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں فتح عطا فرمائے گا؛ پھر تم اہل فارس سے جنگ کرو گے ان پر بھی اللہ تمہیں فتح عطا فرمائیں گے؛ پھر تم روم سے جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی تمہیں فتح عطا فرمائیں گے؛ پھر تم دجال سے جنگ کرو گے اس پر بھی اللہ تمہیں فتح عطا کریں گے۔'' (مسلم)

بارش اور نباتات کا روک دیا جانا

سیّدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دجال کے نکلنے سے تین برس پہلے قحط ہوگا۔ ان تینوں سالوں میں لوگ بھوک سے سخت تکلیف اٹھائیں گے۔ پہلے سال میں اللہ تعالیٰ یہ حکم کرے گا کہ دو تہائی بارش روک لے؛ اور زمین کو یہ حکم کرے گا کہ: تہائی پیداوار روک لے۔ پھر دوسرے سال میں اللہ تعالیٰ آسمان کو یہ حکم کرے گا کہ: دو تہائی بارش کو روک لے؛ اور زمین کو حکم دیا گا کہ: دو تہائی پیداوار روک لے۔ پھر تیسرے سال میں اللہ

تعالیٰ آسمان کو یہ حکم کرے گا کہ: بالکل پانی نہ برسائے ایک قطرہ بارش نہ ہوگی: اور زمین کو یہ حکم ہوگا کہ: ایک دانہ نہ اگائے؛ تو گھاس تک نہ اگے گی نہ کوئی سبزی۔ آخر گھر والا جانور (جیسے گائے بکری) تو کوئی باقی نہ رہے گا سب مرجائیں گے مگر جو اللہ چاہے۔" (ابن ماجه)



فتنوں کی کثرت

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں:

"...... پھر اس کے بعد سراء کا فتنہ ہے؛ جس کا دھواں ایک ایسے آدمی کے پیر کے نیچے سے نکلے گا جو میرے اہل بیت والوں میں سے ہوگا؛ وہ یہ گمان کرے گا وہ مجھ سے ہے؛ لیکن مجھ سے نہیں ہوگا؛ اور بے شک میرے ولی دوست تو وہی ہیں جو متقی ہیں۔ پھر لوگ ایک شخص پر اعتماد کریں جیسے کہ سرین، پسلی کے اوپر یعنی ایک کجی والے شخص پر اتفاق کریں گے۔ (حدیث میں وارد لفظ "ورك" سرین کے بالائی حصے کو کہتے ہیں۔ یعنی لوگ اس آدمی پر اعتماد کرکے اسے بادشاہ بنائیں گے، مگر وہ اپنی جہالت کی وجہ سے اس اعتماد کے قابل نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی وہ معاملات کو درست طریقے سے چلا سکے گا۔ جیسے کہ سرین کا موٹا حصہ باریک اور ٹیڑھی پسلی پر نہیں رک سکتا)۔ پھر آپ نے فرمایا: پھر دہیما (اندھا) کا فتنہ ہوگا اور اس میں امت میں کسی کو نہیں چھوڑے گا مگر یہ کہ اسے ایک طمانچہ مارے گا۔ جب لوگ کہیں گے کہ فتنہ ختم ہوگیا؛ تو وہ مزید ابھرے گا اور بڑھے گا۔ اس فتنہ میں آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا؛ یہاں تک کہ لوگ دو خیموں کی طرف نہ ہوجائیں: ایک ایمان کا خیمہ جس میں نفاق نہیں

ہوگا؛ اور دوسرا نفاق کا خیمہ جس میں ایمان نہیں ہوگا۔ پس اگر تم اس وقت ہو تو اس دن یا اس سے اگلے دن دجال کا انتظار کرو۔'' (ابو داؤد)

تیس دجالوں کا خروج

سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے دجال نکلیں گے ان میں آخری کانا دجال ہوگا جس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔'' (مسند احمد، ابن حبان)

دجال کیسے نکلے گا؟

جناب تمیم داری رضی اللہ عنہ والی روایت میں دجال اور جساسہ کا قصہ گزر چکا۔ یہ کہ ابھی تک وہ بحری جزیروں میں سے ایک جزیرے میں قید ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں وہ زندہ تھا۔ وہ جسمانی لحاظ سے بہت بڑا انسان ہے۔ اسے جناب تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا؛ ان کے ساتھ تیس افراد دیگر بھی تھے۔ انہوں نے اسے دیکھا تھا کہ وہ زنجیروں میں بندھا ہوا ہے۔ اور ان کے مابین ایک طویل مکالمہ بھی ہوا تھا۔ اور اس نے ان لوگوں کو بتایا تھا کہ وہ دجال ہے، اور وہ عنقریب ایک غصہ دلانے والی چیز کی وجہ سے نکلے گا جو اسے غضبناک کرے گی اور زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔

اس کے نکلنے کا سبب

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ابن صیاد سے مدینہ کے کسی راستہ میں ملاقات ہوگئی؛ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ایسی بات کہی جو اسے غصہ دلانے والی تھی، پس وہ اتنا پھولا کہ راستہ بھر گیا؛ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں یہ خبر مل چکی تھی؛ تو انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے ابن صیاد کے بارے میں کیا ارادہ کیا تھا؛ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ دجال کسی پر غصہ کرنے کی وجہ سے ہی نکلے گا۔'' (مسلم)

زمین میں اس کی تیز رفتاری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کی تیز رفتاری کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا:

''ان بادلوں کی طرح ہوگی جنہیں ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں۔'' (مسلم)

اس کا معنی یہ ہے کہ دجال زمین میں انتہائی رفتاری سے گھومے گا، اور روئے زمین کے ہر کونے میں پہنچے گا۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دجال دین کے کم ہونے اور علم کے اٹھ جانے کے زمانے میں نکلے گا، وہ چالیس دن تک زمین میں پھرے گا۔ ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ اور اس کا ایک گدھا ہوگا، جس کے کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا۔ وہ لوگوں کے پاس آئے گا اور کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا (ک ف ر) جسے ہر مومن پڑھ سکے گا، خواہ وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ وہ ہر پانی اور گھاٹ پر گزرے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے، اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام ٹھہرایا ہے، اور ان کے دروازوں فرشتے کھڑے ہیں [جو ان شہروں کی حفاظت کر رہے ہیں]۔'' (مسند احمد ، مستدرك حاكم)

وہ جگہیں جہاں پر دجال آئے گا

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی بھی شہر ایسا نہیں مگر اسے دجال روند ڈالے گا، سوائے مکہ اور مدینہ کے۔'' (متفق عليه)


احد پہاڑ کی تصویر

یعنی دجال کو مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مدینہ کے راستوں پر فرشتے کھڑے ہیں، اس شہر میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکیں گے۔'' (متفق عليه)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دجال مشرق کی طرف سے آئے گا، اس کا ارادہ مدینہ منورہ کا ہوگا، جب وہ احد کے پہاڑ کے پیچھے

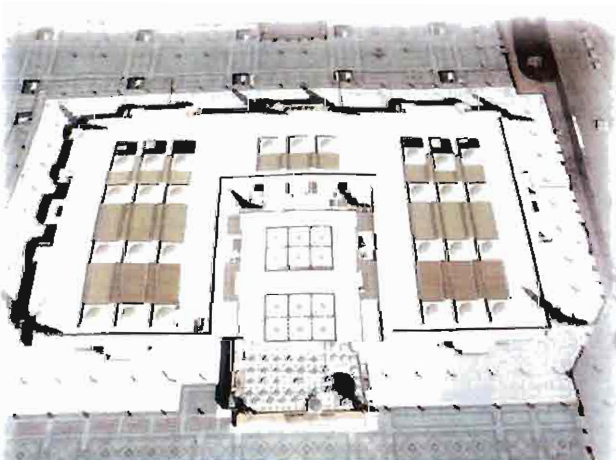


تک آئے گا۔"

ایک اور روایت میں ہے:

"وہ احد پہاڑ پر چڑھے گا، اور مسجد نبوی کو دیکھے گا؛ اور جو لوگ اس کے آس پاس ہوں گے، ان سے کہے گا؛ یہ سفید گھر ہے، (یعنی مسجد نبوی) یہاں تک کہ جب احد کے پیچھے پہنچے گا، وہاں فرشتے اس کی راہ میں کھڑے ہوں گے، جو اس کا چہرہ شام کی طرف موڑ دے گا۔ وہ وہاں پہنچ کر ہلاک ہوگا، وہاں پہنچ کر ہلاک ہوگا۔" (مسلم)

ایک دوسری روایت میں محجنبن ادرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں خطبہ دیا اور فرمایا:



مسجد نبوی کی فضائی تصویر، جس میں سفید محل کی مانند دکھائی دے رہیں ہے

"نجات کا دن، اور کیا معلوم یوم نجات کیا ہے؟ نجات کا دن، اور کیا معلوم یوم نجات کیا ہے؟ نجات کا دن، اور کیا معلوم یوم نجات کیا ہے؟ تین بار فرمایا۔ آپ سے پوچھا گیا: یوم نجات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"دجال آئے گا، وہ احد کے پہاڑ پر چڑھے گا؛ پھر مدینہ کی طرف دیکھے گا، اور اپنے ساتھیوں سے کہے گا: کیا تم اس سفید محل کو دیکھ رہے ہو؟ یہ احمد کی مسجد ہے۔ پھر وہ مدینہ کی طرف رخ کرے گا، اس کے ہر راستے پر فرشتے کو تلوار لیے ہوئے پائے گا۔ پھر جرف کی شوریدہ زمین پر آئے گا اور وہاں پر اپنا پڑاؤ

ڈالے گا۔ پھر سرزمین مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا۔ پھر کوئی بھی منافق مرد و عورت اور فاسق مرد و عورت باقی نہیں بچے گا مگر وہ دجال کی طرف نکل پڑے گا، یہی نجات کا دن ہے۔" (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی بھی شہر ایسا نہیں ہوگا جسے دجال روند نہ ڈالے سوائے مکہ اور مدینہ۔ ان شہروں کا کوئی بھی راستہ نہیں مگر اس پر فرشتے تلوار لٹکائے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ پھر (دجال) نمکین زمین میں اترے گا۔ ایک روایت ہے میں ہے: جرف کی نمکین (شوریدگی والی) زمین میں اترے گا۔ اور وہاں پر پڑاؤ ڈالے گا۔"

ایک روایت میں ہے:

"یہاں تک کہ دجال مدینہ کے قریب سرخ پتھروں والی جگہ، شوریدگی والی زمین کے قریب پڑاؤ ڈالے گا۔ مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا: جس سے ہر کافر اور منافق اس کی طرف نکل پڑے گا۔"

(ابن ماجہ)

(شوریدہ زمین): عام طور پر یہ نمکین (یا دلدلی) جگہ کے لیے بولا جاتا ہے۔ مدینہ کی ساری زمین ہی تقریباً نمکین ہے؛ مگر زیادہ سخت نمک والی زمین شمال کی طرف پائی جاتی ہے۔

(جرف): یہ مدینہ کا نواحی علاقہ ہے، جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر شمال کی جانب میں واقع ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جرف شام کی طرف قصاصین نامی جگہ کے مابین پایا جاتا ہے۔ اس علاقے کو آج کل ڈسٹرک ازھری کہا جاتا ہے۔ لیکن ابھی تک جو دلائل ہم نے پیش کیے ہیں ان کی روشنی میں ظاہر ہوتا ہے کہ جرف کا قنات کی گزرگاہ تک پھیلا ہوا ہے۔



قنات سے مراد وادی حمض ہے۔ جس میں مجمع اسیال کو شامل ہے۔ یہ تمام نام یمنی بادشاہ تبع نے

رکھے ہیں۔سابقہ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیح دجال احد کے پیچھے دلدلی جگہ پر اترے گا۔اس کا لشکر وہاں پر پڑاؤ ڈالے گا۔جو کہ جبل ثور کا آخری کونہ سمجھا جاتا ہے۔اس علاقے میں چھوٹے چھوٹے سرخ پہاڑ ہیں، جو بھی انہیں دیکھتا ہے، اسے رسول اللہ ﷺ کی حدیث یاد آجاتی ہے۔سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کے دجال اور جساسہ کے ساتھ ملاقات کے قصہ میں ہے: دجال نے حضرت تمیم داری اور ان کے ساتھیوں سے کہا تھا:

''عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جائے گی، پس میں نکلوں گا اور میں زمین میں چکر لگاؤں گا؛ اور چالیس راتوں میں ہر ہر بستی پر اتروں گا مکہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ۔کیوں کہ ان دونوں پر داخل ہونا میرے لیے حرام کردیا گیا ہے اور جب بھی میں ان میں سے کسی ایک بستی میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو ایک تلوار لٹکائے ہوئے فرشتہ میرا استقبال کرے گا، اوراس سے مجھے روکا جائے گا؛ اوراس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دار ہوں گے۔'' (مسلم)

دجال کے بعض فتنے

اس کی فتنوں میں سے سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



''اس[دجال] کے ساتھ جنت او رجہنم ہوں گے۔''(مسلم)

اور فرمایا: ''بے شک اس کے ساتھ آگ او رپانی ہوں گے؛ اس کا پانی جہنم کی آگ ہوگا؛ او راس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگا۔''(متفق علیه)

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں خوب جانتا ہوں کہ دجال کے ساتھ کیا ہوگا اس کے ساتھ بہتی ہوئی نہریں ہوں گی، ان میں سے ایک کا پانی دیکھنے میں سفید ہوگا اور دوسری دیکھنے میں بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔پس اگرکوئی آدمی اس کو پالے تو اس نہر میں جائے جسے بھڑکتی ہوئی آگ تصور کرے اور آنکھ بند کر کے اپنے سر کو جھکائے؛ پھر

اس سے پیئے بے شک وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔'' (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے:

''پس لوگ جسے پانی تصور کریں گے وہ جلا دینے والی آگ ہوگی؛ اور جس چیز کو لوگ آگ تصور کریں گے؛ وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا، پس تم میں سے جو اسے پالے تو اسی میں کود جائے جسے آگ تصور کرے کیوں کہ وہ ٹھنڈا میٹھا اور پاکیزہ پانی ہوگا۔'' (مسلم)

جمادات اور حیوانات میں اس کی تاثیر:...... سیّدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



''وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے۔ اور اس کی دعوت قبول کرلیں گے، پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی۔ اور اسے چرنے والے جانور شام کے وقت آئیں گے، تو ان کے کوہان پہلے سے لمبے، تھن بڑے اور کوکھیں تنی ہوئی ہوں گی۔ پھر وہ ایک اور قوم کے پاس جائے گا اور انہیں



دعوت دے گا وہ اس کے قول کو رد کر دیں گے۔ تو وہ اس سے واپس لوٹ آئے گا، پس وہ قحط زدہ ہو جائیں گے کہ ان کے پاس دن کے مالوں میں سے کچھ بھی نہ رہے گا اسے کہے گا کہ اپنے خزانے کو نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس آئیں گے۔'' (مسلم)

یہ بھی اس کا فتنہ ہوگا کہ ایک گنوار



دیہاتی سے کہے گا: دیکھ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کروں جب تو مجھ کو اپنا رب کہے گا؟ وہ کہے گا بے شک پھر وہ شیطان دجال کے حکم سے اس کے ماں باپ کی صورت بن کر آئیں گے اور کہیں گے بیٹا اس کی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے۔" (ابن ماجه)



ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک گبھرو جوان کو بلائے گا، اور اسے تلوار سے دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر دجال لوگوں سے کہے گا: میرے اس بندے کی طرف دیکھو! اگر میں اس کو دوبارہ زندہ کردوں تو وہ گمان کرے گا کہ اس کا رب میرے علاوہ کوئی اور ہے۔ پھر دجال اس آدمی کو حکم دے گا اور وہ زندہ کھڑا ہوجائے گا۔ وہ اٹھے گا، اور اسے اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا ہوگا دجال نے نہیں۔ لیکن دجال گمان کرے گا کہ اس نے زندہ کیا ہے۔ پھر اس کے دونوں پہلو آپس میں مل جائیں گے، پھر وہ خبیث (دجال) کہے گا: "تیرا رب کون ہے؟" وہ کہے گا: "میرا رب اللہ ہے، اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔" تفصیلی قصہ آگے آرہا ہے۔

دجال کے متعلق خطا پر مبنی عقائد

دجال کے ساتھ روٹی اور کھانے کا پہاڑ ہوگا اور دنیا اس وقت بھوک کی حالت میں ہوگی۔

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دجال کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے میں نے جتنے سوال کیے اور کسی نے نہیں کیے تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: "اے بیٹے! تجھے اس کے بارے میں کیا فکر ہے وہ تجھے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا: لوگ گمان کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک یہ بار اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔" (مسلم)

دجال کے پیروکار

اس میں کوئی شک نہیں کہ دجال اپنی ان قدرات اور مختلف فتنوں ' اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ان فتنوں کے استعمال کرنے کے مختلف اسالیب لوگوں کو اس کی اتباع کی طرف کھینچ لائیں گے اور اس کے بارے میں الوہیت کا اعتقاد رکھیں گے۔ اس وجہ سے بھی بہت سے لوگ گمراہ ہوں گے کہ جو کچھ (مال و دولت) اس کے پاس ہے، اس میں رغبت رکھتے ہوں، یا دجال سے خوفزدہ ہو کر بھی اس کی اتباع کریں گے یا کچھ لوگ اس وجہ سے بھی اس کی پیروی کریں گے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جنگ کرکے انہیں ختم کرنا چاہتے ہوں گے۔ اس لحاظ سے اس کے پیروکاروں میں بذیل اقسام کے لوگ ہوں گے۔

یہودی

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



''اصفہان [1] کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہو جائیں گے جن پر طیالسے (جبے) ہوں گے۔'' (مسلم)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دجال ضرور بالضرور خوز اور کرمان کے علاقوں میں ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ اترے گا، ان کے چہرے [المجان المطرقة] چپٹے ہوں گے جیسے ہتھوڑے۔'' (مسند احمد)

[المجان المطرقة] یعنی ان کے سر چھوٹے ہوں گے اور چہرے بیضوی یا گول ہوں گے۔ اسی لیے وہ برابر بھی ہوں گے۔ اس کی وجہ رخساروں کا ابھرنا اور ہڈیوں کا برابر ہونا ہوگا۔ آنکھیں اور ناک تکونی ہوں گے۔ جن سے آنکھوں کا محور بالکل صاف طور پر معلوم ہوگا۔

[المجان] مجان مجن کی جمع ہے۔ عربی میں اس کا معنی ہے ''تُرس'' یعنی ڈھال۔

[1] اصبہان یا اصفہان ایران کے وسط میں پایا جانے والا شہر ہے، جو ایرانی دارالحکومت تہران سے ۳۴۰ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس میں اس وقت سرکاری رپورٹ کے مطابق ۲۵- سے ۳۰ ہزار یہودی رہ رہے ہیں۔ اس شہر کا رقبہ ۱۰۵،۹۳۷ مربع کلو میٹر ہے۔

طیالسہ: لباس کی ایک قسم ہے، جو سر سے پہنا جاتا ہے اور باقی بدن پر پھیلا دیا جاتا ہے۔ ایک قسم کا جبہ نما لباس ہے۔

[المطرقة] وہ چمڑا جو ڈھال کی پشت پر چڑھایا جاتا ہے۔

ان لوگوں کے چہروں کو چمڑہ چڑھے ڈھال سے تشبیہ اس لیے دی گئی ہے ان کے چہرے گول، اور گوشت کی کثرت کی وجہ سے سخت ہوں گے۔



یہودیوں کا اجتماع، جس میں وہ طیالسی چادریں اوڑھے ہوئے ہیں



ایک یہودی اہل جو طیالسی چادر اوڑھے ہوئے ہے



طیالسی چادر

مسئلہ : ......دجال کے پیروکار کثرت کے ساتھ یہودی کیوں ہوں گے؟

جواب : ......اس لیے کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح دجال ہی وہی مسیح ہے جس کا انتظار یہودی کر رہے ہیں۔ یہودی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ داؤد علیہ السلام کی نسل میں سے ایک آدمی کو ملک عطا کیا جائے گا۔ یہی داؤدی منتظر آئے گا اور ان کے لیے ملک قائم کرے گا اس کا نام ان کی کتابوں میں: المیسیاہ لکھا گیا ہے۔

یہودی طقوس (مناجات) میں سے: ایک وہ دعا بھی ہے جس میں وہ دجال کے جلدی نکل آنے کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے یہودی عید فصح [1] کے روز خاص دعائیں مقرر کر رکھی ہیں۔

تلمود میں ہے

''جب مسیح آئے گا زمین فطیرے (ایک قسم کا کھانا) اور کپڑے نکالے گی، گندم کے اتنے بڑے بڑے دانے اگیں گے جو کسی بڑے صحت مند بیل کے گردوں کے برابر ہوں، اس وقت یہودیوں کی حکومت

[1] یہود کی عیدوں میں سے ایک دن ہے۔

انہیں مل جائے گی۔ تمام امتیں اس مسیح کی خدمت کریں گی، اور اس کی فرمانبرداری کریں گی۔ اس وقت ہر یہودی کے لیے دو ہزار آٹھ سو غلام ہوں گے جو اس کی خدمت کریں گے۔ تین سو دس کون اس کی حکومت کے ماتحت ہوں گے۔ مسیح نہیں آئے گا مگر شریر لوگوں کی حکومت ختم ہونے کے بعد۔ اور اس پر منتظر یہودیوں کے لیے ان کے ملک اسرائیل کو بیچ کر دکھائے گا۔ اور اس کے آنے پر یہی امت باقی تمام امتوں پر مسلط ہوگی۔" (کنز المرصود فی قواعد التلمود، فصل نمبر ۷)

کافر اور منافق

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر شہر کو دجال روند ڈالے گا اور مکہ مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے پہرہ دینے کے لیے صف باندھے کھڑے ہوئے ہوں گے پھر وہ دلدلی زمین میں اترے گا اور مدینہ تین مرتبہ لرزے گا اور مدینہ سے ہر کافر منافق نکل کر دجال کی طرف چلا جائے گا۔" (متفق علیہ)

اس حدیث کے معانی کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

جاہل دیہاتی

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



صحرا میں بدویوں کے خیمے

"اس کا فتنہ یہ ہوگا کہ ایک گنوار دیہاتی سے کہے گا: دیکھ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کروں جب تو مجھ کو اپنا رب کہے گا؟ وہ کہے گا بے شک پھر وہ شیطان دجال کے حکم سے اس کے ماں باپ کی صورت بن کر آئیں گے اور کہیں گے بیٹا اس کی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے۔" (ابن ماجہ)

چپٹے مونہوں والی قوم

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا:

"دجال مشرق کے ایک علاقہ سے نکلے گا جس کا نام خراسان ہے، اس کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے چہرے گویا تہہ بہ تہہ ڈھالیں ہیں۔" (یعنی چپٹے اور پر گوشت) (ابن ماجہ)



لوگ جن کے چہرے ڈھالوں کی طرح کے ہیں

عورتیں

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"دجال قنات کے راستے پر دلدلی جگہ پر اترے گا تو اس کی طرف نکلنے والوں کی اکثر تعداد عورتوں کی ہوگی۔ یہاں تک کہ کوئی انسان اپنے کسی قریبی کی طرف لوٹے گا، یا اپنی ماں، اپنی بیٹی، اپنی بہن یا اپنی پھوپھی کی طرف پلٹے گا اور اس خوف سے باندھ دے گا تا کہ کہیں وہ دجال کی طرف نہ نکل جائے۔"

(مسند احمد)

دجال کے ٹھہرنے کی مدت

رسول اللہ ﷺ سے دجال کی مدت قیام کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا:

"وہ چالیس دن تک زمین میں رہے گا؛ ایک دن سال کے برابر ہوگا، (یعنی پہلا دن، اس طرح گزرے گا جیسے سال) اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا۔ (یہ اس کا دوسرا دن ہوگا) اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا (یہ تیسرا دن ہوگا) باقی (سینتیس) ایام تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کے ان دنوں کے بارے میں پوچھا: "کیا اس ایک دن میں ایک دن کی نماز کفایت کر جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ اس (دن

نمازوں کے اوقات) کا اندازہ لگاؤ گے۔'' (متفق علیہ)

فتنۂ دجال سے نجات کا طریقہ

اس سے ملنے سے دور رہا جائے

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی دجال کے بارے میں سنے، اسے چاہیے کہ وہ اس سے دور رہے، اللہ کی قسم! اس کے پاس کوئی آدمی آئے گا، وہ سمجھ رہا ہوں گا کہ میں مومن ہوں، تو اس کے ساتھ جو شبہات دے کر بھیجا گیا ہے ان کی پیروی کرنے لگ جائے گا۔'' (ابو داؤد، مستدرك حاكم)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی دجال کے نکلنے کے بارے میں سنے، اسے چاہیے کہ وہ اس سے دور رہے، اس کے قریب نہ جائے کیونکہ کوئی انسان دجال کے پاس جائے گا، وہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ بڑے مضبوط ایمان والا ہے؛ پھر اچانک وہ بھی اس کی اتباع کرنے والوں اور اس کے مددگاروں میں سے ہوگا۔ کیونکہ دجال کے پاس ایسے شبہات اور مشکلات ہوں گی جیسے جادو، اور مردے کو زندہ کرنا وغیرہ کہ ان کے سامنے انسان اپنے ایمان پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ دجال سے پہاڑوں کی طرف بھاگیں گے۔'' (مسلم)



اس زمانے میں مسلمانوں کے لیے ایک عادل خلیفہ ہوگا، یعنی مہدی۔

اللہ تعالیٰ سے مدد کی طلب

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی اس کی آگ سے آزمایا جائے، اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔'' (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی معرفت

اس لیے کہ دجال کانا ہے، اللہ تعالیٰ کانا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے، اور ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے، فرمان الٰہی ہے:

''اس کی مانند کوئی چیز نہیں اور سنتا جانتا ہے۔'' (الشوریٰ: ۱۱)

سورت کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت



اس سے مراد پہلی دس آیات ہے۔ ابودرداء سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو آدمی سور کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرلے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔'' (مسلم)

وہ دس آیات یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ① قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ② مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ③ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ④ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ⑤ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ⑥ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ⑦ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ⑧ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ⑨ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ⑩ ﴾ (الکہف: ۱۔۱۰)

''ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جس نے اپنے بندے (محمد) پر قرآن اتارا اور اس میں کسی

طرح کسر نہیں رکھی۔ سیدھا صاف اس لیے کہ (کافروں کو) اس سخت عذاب سے ڈرائے جو اس کی طرف سے آنے والا ہے اور مسلمانوں کو جو نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دے کہ ان کو اچھی مزدوری (بہشت) ملے گی۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان لوگوں کو (بھی) ڈرائے جو کہتے ہیں اللہ اولاد رکھتا ہے نہ ان کے پاس اس بات کی کوئی سند ہے نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی۔ بڑی (سخت) باپ بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (معاذ اللہ کہ اللہ اولاد رکھتا ہے) بالکل جھوٹ کہتے ہیں تو (اے پیغمبر) اگر یہ (کافر) اس قرآن پر یقین نہ لائیں تو ان کے پیچھے رنج کے مارے شاید اپنی جان گنوائے گا (اپنے تئیں ہلاک کرے گا)۔ ہم نے جو کچھ زمین پر بنایا اس کی رونق کے لیے (مثلاً باغ مکانات کھیتی باڑی وغیرہ) اس لیے کہ ہم لوگوں کو جانچیں ان میں اچھے کام کرتا ہے۔ اور ایک دن ہم جو کچھ اس پر ہے (صاف کر کے) چٹیل میدان بنا دیں گے۔ اور (اے پیغمبر) کیا تو یہ سمجھا ہے کہ غار اور تختے والے ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھی۔ جب ان جوانوں نے (ایک پہاڑ کی غار (کھوہ) میں پناہ لی پھر دعا کرنی لگی مالک ہمارے ہم کو اپنی رحمت عنایت فرما اور ہمارا کام اچھی طرح سے بنا دے۔ (ہم اپنے مقصد میں آسانی کے ساتھ کامیاب کر دے) تو ہم نے کان تھپک دے۔" (ان کو سلا دیا کئی برس تک سوتے رہے)

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو کوئی دجال کو پالے، اسے چاہیے کہ سورۃ البقرہ کی شروع کی دس آیات پڑھے۔" (مسلم)

اس کا سبب: کہا گیا ہے کہ اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے غار والے ان مومن نوجوانوں کا ذکر کیا ہے جنھیں اس وقت کے جابر حکمران نے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دس آیات اہل کہف اور ان کی نجات کے عجیب و غریب قصہ پر مشتمل ہیں، تو مسلمان کو چاہیے کہ دجال سے مقابلہ کے وقت ان آیتوں کو یاد کرے۔

پوری سورۂ کہف کا پڑھنا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو کوئی سورت کہف کو ایسے ہی پڑھے جیسے نازل ہوئی ہے، پھر اسے دجال پالے، تو وہ اس انسان پر

مسلط نہ ہو سکے گا اور نہ ہی اس پر کوئی راہ پائے گا۔'' (مستدرك حاكم)

حرمین میں سے کسی ایک میں پناہ گزین ہونا

اس لیے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔





نماز کے آخر میں دجال سے پناہ مانگنا

یعنی نماز کے آخری تشہد میں سلام سے پہلے، یہ الفاظ کہے:



((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.))

''اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے؛ اور زندگی اور موت کے فتنہ (آزمائش) سے؛ اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔''

لوگوں کی حفاظت کے لیے دجال کے معاملہ کی وضاحت کرنا

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا یہاں تک کہ لوگ اس کا ذکر کرنا بھی بھول جائیں گے۔'' (اسے عبد اللہ بن احمد نے روایت کیا۔)

مراد یہ ہے کہ کوئی دجال کا نام بھی نہیں لے گا، اور نہ ہی اس کا ذکر کیا جائے گا؛ پھر لوگ اسے بھول جائیں گے، اور اس کی صفات بھی بھول جائیں گے۔ (اس وقت دجال ظاہر ہوگا) اس لیے اس کا تذکرہ کرتے رہنا اور اس کے خطرہ سے خبردار رہنا ضروری ہے۔

شرعی علم کا حصول



شرعی علم اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ ہر فتنے کے مقابلہ میں ایک مضبوط اسلحہ ہے۔ ان ہی فتنوں میں سے ایک دجال کا فتنہ بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے اس نوجوان ہیرو کا ذکر کیا ہے جو دجال کا مقابلہ کرے گا، اس قصہ سے فتنہ کے زمانہ میں ایمان کی حفاظت کے لیے شرعی علم کی ورت واہمیت ہمارے لیے واضح ہوتی ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دجال نکل کر آئے گا (اس کا ارادہ ہوگا کہ مدینہ منورہ جائے) مگر وہ شہر اس پر حرام کر دیا گیا ہے؛ پھر وہ مدینہ کے قریب ایک نمکین (شورے والی) زمین میں نازل ہوگا؛ پھر اس کی طرف مومنین میں سے ایک آدمی؛ جو کہ اس زمانے کے لوگوں میں سب سے بہتر انسان ہوں گا؛ متوجہ ہوگا۔ اور وہ کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو وہی دجال ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے۔



نمکین (شورے والی) زمین

پھر دجال اس کے ہمراہیوں سے کہے گا: کیا تم دیکھتے ہو، اگر میں اس انسان کو قتل کر دوں اور پھر زندہ کر دوں؛ تو پھر بھی تم میرے معاملہ میں شک کرو گے؟ وہ کہیں گے: نہیں۔

پھر وہ اسے قتل کرے گا اور پھر زندہ کرے گا، ایک روایت میں ہے اسے تلوار سے مارے گا، اور دو ٹکڑے کر دے گا، پھر وہ اسے بلائے گا، اور وہ لا إلٰہ إلا اللّٰہ کہتے ہوئے مسکراتے ہوئے اس کے سامنے جائے گا اور اس سے کہے گا: اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے اس سے بڑھ کر بصیرت پر پہلے کبھی بھی نہیں تھا۔"



ایک روایت میں ہے:

"جب دجال نکلے گا تو مومنین میں ایک آدمی کی طرف متوجہ ہوگا؛ تو اس سے دجال کے پہرہ دار ملیں گے؛ وہ اس سے کہیں گے: کہاں کا ارادہ ہے؟

وہ کہے گا: میں اس (دجال) کی طرف کا ارادہ رکھتا ہوں جس کا خروج ہوا ہے۔

وہ اس سے کہیں گے: کیا تم ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتے؟

وہ کہے گا: ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں ہے؟

تو وہ کہیں گے: اسے قتل کر دو۔

پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تم کو تمہارے رب نے منع نہیں کیا کہ تم اس کے علاوہ کسی کو قتل نہ کرنا۔

پس وہ اس کو دجال کی طرف لے جائیں گے۔

جب مومن اسے دیکھے گا تو کہے گا: اے لوگو! یہ دجال ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا تھا۔

پھر دجال اس کے سر پھاڑنے کا حکم دے گا تو کہے گا: اسے پکڑ لو اور اس کا سر پھاڑ ڈالو؛ پھر اس کی کمر اور پیٹ پر سخت ضرب لگوائے گا۔

پھر دجال اس سے کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟

تو وہ کہے گا: تو مسیح الکذاب ہے۔

پھر دجال اسے آرے کے ساتھ چیرنے کا حکم دے گا؛ اور اس کی مانگ سے شروع کر کے اس کے دونوں پاؤں تک کو آرے سے چیر کر جدا کر دیا جائے گا۔ پھر دجال اس کے جسم کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا۔

پھر کہے گا: کھڑا ہو جا۔ تو وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔
پھر اس سے کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟
تو وہ کہے گا: مجھے تیرے بارے میں پہلے سے زیادہ بصیرت عطا ہو گئی ہے۔ پھر وہ کہے گا: اے لوگو! یہ دجال میرے بعد کسی بھی اور آدمی سے ایسا نہ کر سکے گا۔ پھر دجال اسے ذبح کرنے کے لیے پکڑے گا اس کی گردن اور ہنسلی کے درمیان کی جگہ تانبے کی ہو جائے گی؛ اور اسے ذبح کرنے کا کوئی راستہ نہ ملے گا؛ پھر وہ اس کے ہاتھ اور پاؤں پکڑ کر پھینک دے گا تو وہ لوگ گمان کریں گے کہ اس نے اسے آگ کی طرف پھینکا ہے؛ حالانکہ اسے جنت میں ڈال دیا جائے گا۔''
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آدمی رب العالمین کے ہاں سب سے بڑی شہادت کا حامل ہوگا۔''

(مسلم)

فائدہ :...... یہ حدیث شرعی علوم سیکھنے کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔ اگر اس نوجوان کے پاس پہلے سے دجال کے بارے میں علم نہ ہوتا تو اسے علم نہ ہو سکتا کہ یہ دجال ہے۔ اس باطل کا مقابلہ کرنے والے ہر انسان پر واجب ہوتا ہے کہ وہ علم شرعی سے لیس ہو۔ اس نوجوان کو یقین ہو چکا تھا کہ یہی دجال ہے؛ اور یہ قتل اس کے بغیر کوئی نہیں کر سکے گا۔ اس لیے کہ یہ ایسا نوجوان ہوگا جس نے احادیث پڑھ رکھی ہوں گی۔ اور وہ جانتا ہوگا کہ وہی نوجوان آج کے دن کے لیے مطلوب ہے۔

دجال سے جنگ کی تیاری

جیسے کہ اس زمانے کے مومنین کریں گے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ جہاد کے لیے تیاری کر رہے ہوں گے اور صفوں کو سیدھا کر رہے ہوں گے کہ نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی اور عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔'' (مسلم)

سیدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے خروج دجال، مہدی اور ان کے ساتھیوں کی دجال سے جنگ کی تیاری کے متعلق فرمایا:

''یہاں تک کہ دجال مدینہ آئے گا، وہ اس کے بیرونی علاقے پر غالب آ جائے گا اور اندرون شہر داخل ہونے سے اسے روک دیا جائے گا۔ پھر (بیت المقدس میں) جبل (پہاڑ) ایلیاء کے علاقے میں آئے

گا، مسلمانوں کی ایک جماعت اس کا محاصرہ کرے گی۔ مسلمان بہت سخت کا سامنا کریں گے، پھر ان کا امیر ان سے کہے گا: تم صرف اس سرکش سے قتال کا انتظار کر رہے ہو یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملے گا۔ یا اللہ تعالیٰ فتح دے دے۔ وہ آپس میں مشورہ کریں گے، جب صبح کریں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ (نازل ہو چکے) ہوں گے۔'' (مستدرك حاكم)

دجال کے سامنے کے وقت کیا کیا جائے؟

سیّدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا ''کافر۔'' اس کو ہر ایک مومن (بقدر الٰہی) پڑھ لے گا (خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو) جو کوئی اسے پائے اسے چاہیے کہ اس کے چہرے پر تھوکے اور سورۂ کہف کی پہلی دس آیات کی تلاوت کرے۔ بے شک اسے بنی آدم میں سے ایک آدمی پر مسلط کیا جائے گا، وہ اسے قتل کرے گا، اور پھر زندہ کرے گا۔'' (مستدرك حاكم)

ابو قلابہ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''پھر بے شک تمہارے بعد (یا فرمایا) تمہارے پیچھے ایک گمراہ کذاب (آنے والا) ہے۔ بے شک اس کے سر کے پچھلے حصہ کے بال بہت سخت (اور گھنگھریالے) ہوں گے۔ اور بے شک وہ کہے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ جس کسی نے (اس کے جواب میں) یہ کہا: تم جھوٹ بولتے ہو، تم ہمارے رب نہیں، بلکہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں۔ اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں؛ اور تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا: اس انسان پر دجال کوئی راہ نہیں پائے گا۔'' (مسند احمد)

دجال کی ہلاکت شام کے علاقے میں

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دجال مشرق کی طرف سے آئے گا، اس کا ارادہ مدینہ منورہ کا ہوگا، جب وہ احد کے پہاڑ کے پیچھے تک آئے گا، وہاں فرشتے اس کی راہ میں کھڑے ہوں گے، جو اس کا چہرہ شام کی طرف موڑ دے گا۔ وہ وہاں پہنچ کر ہلاک ہوگا۔'' (مسلم)

دجال کا قاتل

دجال کو قتل کرنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ جناب مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



''ابن مریم دجال کو باب ''لُـــد'' کے مقام پر قتل کریں گے۔'' (مسلم)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' مسلمان جنگ کے لیے اپنی صفوں کو درست کر رہے ہوں اور نماز کے لیے اقامت ہو جائے گی تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔'' (مسلم)

ایک روایت میں اس طرح ہے: ''حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہلکے زرد رنگ کا جوڑا پہنے جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینارہ پر اس حالت میں اتریں گے کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے بازوں پر رکھے ہوں گے۔ جب آپ سر نیچا کریں گے تو ان کے بالوں سے نورانی قطرات ٹپکیں گے؛ اور جب سر اوپر اٹھائیں گے تو موتیوں کی مثل سفید چاندی کے دانے جھڑتے ہوں گے۔ جس کافر تک آپ کے سانس کی ہوا پہنچے گی، مر جائے گا اور آپ کی سانس کی ہوا حد نگاہ تک پہنچتی ہوگی۔'' (ترمذی)

اس کا معنی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دائرہ نگاہ کے نصف کافر مر جائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر بھی دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت مسلمان نماز کی تیاری کر رہے ہوں گے، ان کا قائد اور امام مہدی ہوگا۔ ان کا امام نماز پڑھانے کے لیے مصلے پر جا چکا ہوگا، اور وہ صبح کی نماز شروع ہی کرنے والا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ امام اپنی جگہ سے ایڑیوں کے بل پلٹے گا تا کہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں چونکہ وہ افضل ہیں۔ وہ پیچھے کی طرف جائیں گے۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھیں گے اور پھر کہیں گے: آگے بڑھیے اور نماز پڑھایئے، بے شک یہ جماعت آپ کے لیے ہی کھڑی کی گئی ہے۔ (یعنی تکبیر تیری ہی امانت کی نیت سے ہوئی تھی۔ خیر وہ امام لوگوں کو نماز پڑھائے گا؛ جب نماز

سے فارغ ہوگا حضرت عیسیٰ) مسلمانوں سے فرمائیں گے:(جو قلعہ یا شہر میں محصور ہوں گے اور دجال ان کو گھیرے ہوگا) دروازہ قلعہ کا یا شہر کا کھول دو۔ دروازہ کھول دیا جائے گا؛ وہاں پر دجال ہوگا ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ جن میں سے ہر ایک کے پاس تلوار ہوگی اس کے زیور کے ساتھ اور چادر ہوگی۔ جب دجال حضرت عیسیٰ کو دیکھے گا تو ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے؛ اور بھاگے گا۔



حضرت عیسیٰ علیہ السلام (فرمائیں گے: میری ایک مار تجھ کو کھانا ہے تو اس سے بچ نہ سکے گا) آخر باب لد کے پاس (جو کہ مشرق کی طرف ہے؛ یہ ایک مشہور جگہ ہے، وہیں پر آج کل یہودیوں کا آرمی بیس کیمپ ہے) اس کو پائیں گے؛ اور اس کو اپنے ہاتھ میں موجود نیزہ ماریں گے، (اور قتل کریں گے) پھر اپنے ساتھیوں کو اپنے نیزے پر اس کے خون کے نشانی دیکھائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے گا۔ یہ حال ہو جائے گا کہ یہودی اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے جس چیز کی آڑ میں چھپے گا؛ اس چیز کو اللہ بولنے کی طاقت دے گا پتھر ہو یا درخت یا دیوار یا جانور سوا ایک درخت کے جس کو غرقد کہتے ہیں (وہ یہودیوں کا درحت ہے؛ اس لیے نہیں بولے گا؛ جس کی آڑ میں یہودی چھپے گا کہے گی: اے اللہ کے مسلمان بندے! یہ یہودی ہے تو آ اور اس کو مار ڈال)۔'' (ابن ماجہ)



غرقد کی شکل وصورت



غرقد کی شکل وصورت

ایک روایت میں سیّدنا مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہاں تک کہ دجال مدینہ آئے گا، وہ اس کے بیرونی علاقے پر غالب آجائے گا اور اندرون شہر داخل

ہونے سے اسے روک دیا جائے گا۔ پھر (بیت المقدس میں) جبل (پہاڑ) ایلیاء کے علاقے میں آئے گا، مسلمانوں کی ایک جماعت اس کا محاصرہ کرے گی۔ مسلمان بہت سخت کا سامنا کریں گے، پھر ان کا امیر ان سے کہے گا: تم صرف اس سرکش سے قتال کا انتظار کر رہے ہو یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملے گا۔ یا اللہ تعالیٰ فتح دے دے۔ وہ آپس میں مشورہ کریں گے۔ جب صبح کریں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ (نازل ہو چکے) ہوں گے۔ جب وہ اپنا سر رکوع سے اٹھائے گا، اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا، تو اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کرے گا! مسلمان غالب آئیں گے۔ دجال کو قتل کیا جائے گا! اس کے ہمراہی شکست کھائیں گے۔ یہاں تک کہ درخت پتھر مٹی کے ٹیلے سب پکار کر کہیں گے: اے مومن! یہ یہودی میرے پاس (چھپا ہوا ہے) آؤ اور اسے قتل کر دو۔" (مستدرک حاکم)

ایک روایت میں ہے:

"یہاں تک کہ ابن مریم دجال کو باب "لُد" کے مقام پر قتل کریں گے۔" (مسلم)

پھر عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسی قوم کے پاس آئیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دجال کے شر سے محفوظ رکھا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں سے غبار صاف کریں گے، اور انہیں جنت میں ان کے درجات بیان کریں گے۔ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کریں گے:

"بے شک میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے جن سے جنگ کرنے پر کسی کا بس نہیں چلے گا؛ پس میرے بندوں کو لے کر طور کی طرف چلے جاؤ۔" (دیکھیں قیامت کی بڑی نشانیاں نمبر ۴)

یعنی اس وقت یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے۔ جن کا تفصیلی ذکر آگے آ رہا ہے۔

دجال پر سب سے بھاری انسان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنو تمیم کے حق میں تین باتیں سنی ہیں انہیں برابر دوست رکھتا ہوں، بنو تمیم میری امت میں دجال کے مقابلہ میں سب سے زیادہ سخت ہیں۔"

جب ان کے صدقات کا مال آیا تو آپ نے فرمایا: "یہ میری قوم یا فرمایا قوم کا صدقہ ہے۔"

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس قوم کی ایک باندی تھی ،تو آپ نے فرمایا: ''اسے آزاد کردو کیوں کہ یہ اولاد اسماعیل میں سے ہے۔'' (متفق علیه)

عکرمہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی نے مجھے بیان کیا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنوتمیم کا ذکر کیا گیا تو ایک آدمی نے کہا: اس قبیلے نے اس حکم میں بنوتمیم سے دیر کی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے مزید (قبیلے) کی طرف دیکھا تو کہا: ان لوگوں سے زیادہ کسی قوم نے دیر نہیں کی ، اور آدمی نے کہا: اس قوم نے بنوتمیم سے صدقات میں دیر کی ہے۔ تو بنوتمیم کے لیے سرخ اور سیاہ اونٹ انعام کے طور پر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میری قوم کی دولت ہے۔'' بنوتمیم کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا: ''بنوتمیم کے لیے خیر کے سوا کچھ نہیں، وہ نیزوں کے لحاظ سے دجال پر زیادہ لمبے ہیں۔'' (یعنی ان کے نیزے زیادہ لمبے ہوں گے)''



خروج دجال کے منکرین

پرانے دور میں بعض گمراہ فرقوں نے دجال کا انکار کیا ہے جیسے جہمیہ اور معتزلہ۔ جدید دور میں جن لوگوں نے دجال کا انکار کیا ہے، ان میں سے:

شیخ محمد عبدہ : ان کا کہنا ہے کہ دجال دجل وفریب، خرافات اور شعبدہ بازی سے کنایہ ہے۔ (ان کا یہ قول رشید رضا نے تفسیر منار ۳/۳۱۷ پر نقل کیا ہے) محمد عبدہ بن حسن خیر اللہ آل ترکمانی ؛ اپنے زمانے میں مصر کے مفتی

اعظم تھے۔۱۹۰۵ء میں اسکندریہ میں انتقال ہوا، اور قاہرہ میں تدفین ہوئی۔(الاعلام از زرکلی: ٦/ ٢٥٢)

محمد فهيم ابو عبية : انہوں نے ابن کثیر رحمہ اللہ کی کتاب "الفتن و الملاحم" میں دجال کے بارے میں احادیث پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا ہے: "یہ شر اور فساد کا پھیل جانا (مراد) ہے۔"

(کتاب الفتن والملاحم کی تحقیق ١/ ١١٨)

بعض دوسرے لوگ : بعض لوگوں نے کہا ہے: دجال ظاہر تو ہوگا، مگر اس کے ساتھ جنت وجہنم نہیں ہوں گے۔ اس قول کے کہنے والوں میں سے محمد رشید رضا بھی ہیں۔ ❶

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:

"خبردار تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو رجم، دجال، شفاعت اور عذاب قبر کو جھٹلائیں گے؛ اور ان لوگوں کا انکار کریں گے جنہیں جہنم کے عذاب سے کوئلہ ہوجانے کے بعد نکالا جائے گا۔" (مسند احمد)

رجم کو جھٹلائیں گے : یعنی شادی شدہ زانی کے لیے شرعی حد سنگسار کا انکار کریں گے۔

جہنم کے عذاب سے کوئلہ ہوجانے : یعنی موحدین کے ایک گروہ کے لیے شفاعت کا انکار کریں گے، جنہیں جہنم میں ڈالا گیا ہوگا؛ کہ انہیں (کسی بھی سبب کی بنا پر) جہنم سے نکالا جائے گا۔

خاتمہ کلام

آخر میں پانچ مسائل بیان کرتے ہوئے دجال کے بارے میں اپنی گفتگو کو ختم کروں گا۔

١ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو تمہارے بارے میں مجھ پر مسیح دجال سے زیادہ خوفناک ہے؟ (وہ) شرک خفی ہے۔ یہ کہ کوئی آدمی کھڑا ہو اور نماز پڑھے، وہ اپنی نماز کو صرف اس لیے مزین کرے کہ کوئی آدمی اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔" (مسند احمد)

---

❶ محمد رشید رضا بن علی رضا بن محمد شمس الدین بن محمد بہاء الدین بن منلا علی خلیفہ القلمونی؛ اصل میں بغدادی ہیں؛ حسینی سید ہیں۔ شام کے علاقے طرابلس کی بستی قلمون میں پیدا ہوئے، وہیں پر تعلیم حاصل کی۔ پھر ١٣١٦ ہجری میں مصر چلے گئے۔ وہاں پر شیخ عبدہ کی صحبت اختیار کی، اور ان سے علم حاصل کیا، موئیس سے واپس آتے ہوئے ٹریفک حادثے میں وفات پائی اور قاہرہ میں تدفین ہوئی۔ ان کے بہترین کارناموں میں سے مجلہ "المنار" ہے؛ جس کی چونتیس جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ اور بارہ جلدوں میں ایک تفسیر قرآن بھی ہے، جسے مکمل نہیں کرسکے۔ (دیکھیں: الاعلام از زرکلی ٦/ ١٢٦) دجال کے متعلق آپ کا یہ کلام تفسیر المنار جلد ٩ صفحہ ٤٩٠ پر ہے۔

پس ریا کاری ایک بہت ہی خطرناک معاملہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی انسان کوئی نیک عمل اس لیے کرے کہ لوگ اسے دیکھیں اور اس کی تعریف کریں۔ ریا کاری خفیہ شرک ہے، جس سے نیک اعمال تباہ ہو جاتے ہیں۔ قیامت کے دن ریا کاروں سے کہا جائے گا: ''ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جنھیں تم دنیا میں اپنے اعمال دیکھایا کرتے تھے؛ دیکھو کیا تم ان کے پاس کوئی بدلہ پاتے ہو؟۔'' (مسند احمد)

۲ سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دجال کے علاوہ جن کے بارے میں مجھے اپنی امت پر دجال سے بڑھ کر خوف ہے، وہ گمراہ ائمہ ہیں۔'' (مسند احمد، سلسلة الصحيحه : ۱۹۸۹)

امت پر گمراہ ائمہ اور قیادت کا خطرہ بہت بڑا ہے۔ جب لوگوں کے بڑے اور سردار لوگ باقی عوام جن کے سائے میں چلتے ہوں، وہ خود گمراہ ہوں تو جو ان کے نیچے کے لوگ ہوں گے، وہ خود بخود گمراہ ہو جائیں گے۔ گمراہ ائمہ سے مراد کبھی دنیاوی امام لیے جاتے ہیں جیسے بادشاہ، شہزادے، سردار اور وزیر۔ کبھی ان سے مراد دینی ائمہ ہوتے ہیں: جیسے علماء، دعاۃ وغیرہ۔ جب لوگ گمراہ ائمہ کے پاس آنا جانا شروع کر دیں گے تو تمام کے تمام لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔

۳ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جو حق پر قتال کرتا رہے گا، وہ اپنے مخالفین پر غالب رہیں، یہاں تک کہ ان کا آخری انسان مسیح دجال سے جنگ کرے گا۔'' (مسند احمد، ابو داؤد)

۴ فتنوں کے وقت ثابت قدم رہنا شریعت کے اصولوں میں سے ہے، اسی لیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا تو فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہو۔'' (مسلم)



ہمیں چاہیے کہ ہم بدشگونی نہ لیں اور فتنوں کے بارے وارد احادیث پر اپنے ایمان میں کمزور نہ ہونے دینے۔ بلکہ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارا ایمان اور زیادہ ہو؛ اور ہمیں ثابت قدمی نصیب ہو۔

۵ دجال کے بارے میں وارد احادیث میں ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ آخری زمانے میں جنگ سفید اسلحہ سے ہوگی۔ سفید اسلحہ سے مراد تیر و تلوار نیزے اور گھوڑے وغیرہ ہیں۔

۲

عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

کچھ اس باب کے متعلق



محراب زکریا علیہ السلام جسے اقصیٰ کو آگ لگاتے وقت یہودیوں نے نقصان پہنچایا۔

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبیوں میں سے ایک اولوالعزم اور مقرب نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خاصیت سے نوازا تھا کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام بھی کئی صلاحیتوں کی وجہ سے ایک ممتاز مقام رکھتی تھی۔ وہ محراب میں اللہ کی بندگی کرتی رہتی۔ اور اللہ تعالیٰ اسے روزی دیتا۔ فرمان الٰہی ہے:

”جب زکریا مریم کے پاس حجرے میں جاتا تو وہاں کھانا موجود پاتا (بے فصل کا میوہ) پوچھا اے مریم! یہ کھانا تیرے پاس کہاں سے آتا ہے؟ مریم نے جواب دیا: اللہ کے پاس سے آتا ہے۔ بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی

دیتا ہے۔'' (آل عمران: ۳۷)

زکریا علیہ السلام نے بی بی مریم کے لیے مسجد میں ایک مقام خاص کر دیا تھا؛ جہاں ان کے علاوہ کوئی اور نہیں جاتا تھا۔ اس گوشے میں بی بی مریم شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی رہتی تھیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی ان کی عبادت کی جگہ بی بی مریم کے پاس تشریف لے جاتے تو دیکھتے کہ ان کے پاس گرمیوں کا پھل سردیوں کے موسم میں موجود ہے۔ اور سردیوں کا پھل گرمیوں میں۔ تو آپ پوچھتے: یہ کھانا تیرے پاس کہاں سے آتا ہے؟ تو بی بی مریم جواب دیتی: ''اللہ کے پاس سے آتا ہے۔'' یعنی یہ اللہ کا رزق ہے جو اس نے مجھے دیا ہے: ''بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔'' فرشتوں نے بی بی مریم علیہا السلام کو بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ کر لیا اور تجھے پاک کر دیا اور سارے جہان کی عورتوں میں سے تیرا انتخاب کر لیا۔ اے مریم تم اپنے رب کی اطاعت کرو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔'' (آل عمران: ۴۲۔۴۳)

اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ بے شک ملائکہ نے بی بی مریم کو اس زمانے کی سب عورتوں میں سے؛ اللہ کے ہاں ان کے چنے جانے کے متعلق خبر دی۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک ایسے بیٹے کی پیدائش کے لیے چن لیا ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوگا۔ اور یہ بھی بشارت دی کہ وہ بچہ ایک محترم نبی ہوگا جو......

''لوگوں سے اپنے گہوارے میں باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی۔'' (آل عمران: ۴۶)

یعنی چھوٹی عمر میں بھی انہیں اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کی عبادت کی طرف دعوت دے گا۔ اور ایسے ہی اپنی ادھیڑ عمر میں بھی۔ یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ آپ ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے، اور اس وقت بھی لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں گے۔ انہیں کثرت کے ساتھ عبادت کرنے رکوع و سجود کرنے کا حکم دیا گیا تھا تاکہ آپ اس کرامت کو پانے کی اہل ہو سکیں؛ اور اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ جب نماز میں کھڑی ہوتیں تو اتنی دیر کھڑی رہتی کہ آپ کے پاؤں پھٹ جاتے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے ماں باپ پر رحم کرے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے (اتباع و اقتدا کرنے) کے لیے چار عورتیں ہی کافی ہیں۔ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور فرعون کی بیوی آسیہ۔''

(یہ حدیث صحیح ہے۔)

حضرت مریم علیہا السلام کے حمل کا قصہ

جب ملائکہ نے حضرت مریم علیہا السلام سے گفتگو کی، اور انہیں ان کے منتخب کیے جانے کے بارے میں خبر دی، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک ایسا پاکباز بچہ دے گا جو کہ ایک نبی ہوگا، پاک اور عزت والا ہوگا۔ اور معجزات سے اس کی تائید کی جائے گی تو آپ کو باپ کی موجودگی کے بغیر بچہ ہونے کی خبر پر تعجب ہوا۔ اس لیے کہ آپ کا شوہر نہیں تھا۔ سو ملائکہ نے انہیں بتایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اور جب وہ کسی چیز کے بارے میں فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جا، اور وہ ہو جاتی ہے۔

وہ اس پر دل برداشتہ ہوئیں، توبہ کی، اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ آپ جانتی تھیں کہ اس میں ان کے لیے بہت بڑی آزمائش ہے۔ اور اس وجہ سے لوگ آپ پر باتیں بنائیں گے، اس لیے کہ ان کو حقیقت کی خبر نہیں۔ بلکہ وہ ظاہری حالت کی طرف بغیر کسی تدبر و تفکر کے دیکھتے ہیں۔

آپ مسجد سے صرف حیض کے دوران یا کسی ضروری حاجت جیسے پانی یا غذا کے حصول کے لیے نکلتی تھیں۔

آپ مسجد سے کسی کام سے نکلیں؛ اور اکیلی دور چلی گئیں، یعنی مسجد اقصیٰ کے مشرقی حصہ میں اکیلی گوشہ نشین ہو گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف جبرئیل امین کو بھیجا؛ جو (ان کے سامنے ایک بشر کی صورت میں پیش ہوئے) جب مریم نہیں انہیں دیکھا تو کہا: **"میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے۔"** **(مریم)** یعنی اگر تو متقی انسان ہے، اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے تو اپنے متعلق میری اس پناہ کو قبول کر، اور مجھ سے دور ہو جا۔ تو اس نے جواب دیا کہ **"میں تو اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔"** فرشتے نے ان سے یہ کہتے ہوئے خطاب کیا: **"میں انسان نہیں ہوں، بلکہ میں ایک فرشتہ ہوں، جسے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، تاکہ میں تمہیں ایک پاکیزہ بچہ دوں۔"** تو کہنے لگیں: **"بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہو سکتا ہے؟"** میرے ہاں بچہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ **"مجھے تو کسی انسان کا ہاتھ تک نہ لگا اور نہ میں بدکار ہوں۔"** یعنی نہ ہی تو میرا شوہر ہے، اور نہ ہی میں فحاشی کے کام کرنے والی ہوں۔ تو فرشتے نے کہا بات تو یہی ہے، لیکن تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ **"وہ مجھ پر بہت ہی آسان ہے۔"** یعنی فرشتے نے ان کے تعجب پر جواب دیتے ہوئے کہا: یہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، بے شک وہ تم سے ایک بچہ پیدا کرے گا۔ اور ایسا کرنا اس پر بہت آسان ہے۔ اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور اس کا فرمانا ہے: **"ہم تو اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں گے۔"** تاکہ اس کی پیدائش ہماری کمال قدرت کی دلیل

بن جائے، اس لیے کہ

- اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر مرد و عورت کے پیدا کیا۔
- اماں حوا کو بغیر عورت کے پیدا کیا۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر مرد کے پیدا کیا۔
- اور باقی تمام مخلوق کو مرد و عورت سے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''مریم بنت عمران کی جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے اپنی طرف سے اس میں جان پھونک دی۔'' (التحریم: ۱۲)

یعنی جبرئیل امین نے ان کے گلے میں پھونک ماری، یہ پھونک ان کی حیا تک اتر گئی۔ جس کے فوراً بعد انہیں ایسے حمل ہو گیا جیسے عورت کو شوہر سے ہم بستری کرنے کے بعد حمل ہوتا ہے۔ جب روح پھونکی گئی تو فرشتہ ان کی حیا کے سامنے نہیں آیا، بلکہ اس نے قمیض گلے سے نیچے کی طرف پھونک ماری؛ جو کہ نیچے تک پہنچ گئی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ہم نے اپنی طرف سے اس میں جان پھونک دی۔'' پھر فرمایا:

''پس وہ حمل سے ہو گئیں اور اسی وجہ سے وہ یکسو ہو کر ایک دور کی جگہ چلی گئیں۔'' (مریم: ۲۲)

اس لیے کہ مریم علیہا السلام جب حمل سے ہو گئیں تو وہ بہت گھٹن محسوس کرنے لگیں، اس لیے کہ آپ جانتی تھیں کہ اب لوگ ان کے بارے میں باتیں بنائیں گے۔ جب ان پر حمل کے آثار ظاہر ہو گئے؛ تو لوگوں سے چھپ کر ایک دور کی جگہ میں گوشہ نشین ہو گئیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پھر دردِ زہ اسے ایک کھجور کے تنے کے نیچے لے آیا، بولی کاش! میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور لوگوں کی یاد سے بھی بھولی بسری ہو جاتی۔'' (مریم: ۲۳)

یعنی درد کی شدت کی وجہ سے بیت اللحم میں کھجور کے تنے کے پاس چلی گئی اور موت کی تمنا کرنے لگی۔ اس



لیے کہ آپ کو علم تھا کہ لوگ انہیں جھٹلائیں گے، اور ان کی بات کی تصدیق نہیں کریں گے۔ بلکہ جب وہ اپنے ہاتھوں میں ایک بچہ لیے ہوئے جائیں گی تو لوگ ان پر تہمتیں لگائیں گے۔

آپ ان لوگوں میں مسجد میں عبادت کرنے والی عابدہ و زاہدہ خاتون تھی۔ جن کا تعلق خاندانِ نبوت کے ایک دین دار گھرانے سے تھا۔ جب حاملہ ہوگئیں تو اسی وجہ سے موت کی تمنا کریں لگیں، اگر انہیں اس حال پر پہنچنے سے پہلے موت آجاتی ؛ وہ پیدا ہی نہ ہوئی ہوتیں:

''اتنے میں اسے نیچے سے ہی آواز دی کہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آواز دی:) آزردہ خاطر نہ ہو، تیرے رب نے تیرے پاؤں تلے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اور اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا، یہ تیرے سامنے تروتازہ پکی کھجوریں گرا دے گا۔ اب چین سے کھا پی اور آنکھیں ٹھنڈی رکھ۔ اگر تجھے کوئی انسان نظر پڑ جائے تو کہہ دینا کہ: میں نے اللہ رحمان کے نام کا روزہ رکھا ہے۔ میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔'' (مریم)

یعنی کھاؤ اور پیو، پھر اپنے بچے کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس چلی جاؤ۔ اگر لوگوں میں سے کوئی ایک تجھے دیکھے تو منہ سے نہیں بولنا، بلکہ اشارے سے کہہ دینا میں نے اللہ کے لیے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہے، (لہٰذا میں کسی سے بات نہیں کروں گی)۔ ''اب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)'' کو لیے ہوئے وہ اپنی قوم کے پاس آئیں۔ سب کہنے لگے: مریم تو نے بڑی بری حرکت کی۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔'' (مریم)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام گود میں گفتگو کرتے ہیں

جب مریم علیہا السلام پر گھٹن بہت سخت ہوگئی ؛ اور قوم کی باتیں بہت گراں گزریں تو ''مریم نے اپنے بچے کی طرف اشارہ کیا۔'' کہ اس بچے سے بات کرو، (یہ خود تمہیں جواب دے گا) اس پر وہ سب کہنے لگے: ''لو بھلا ہم گود کے بچے سے باتیں کیسے کریں؟'' یعنی تم کیسے اشارہ کرتی ہو کہ بچے سے بات کرو، جو دودھ پیتا بچہ ہے جسے کسی چیز کی

کوئی تمیز نہیں۔ اس وقت ”بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں، اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں۔ اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بد بخت نہیں کیا۔ اور مجھ پر میری پیدائش کے دن اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاں گا، سلام ہی سلام ہے۔“ (مریم: ۲۹۔۳۳)

یہ پہلے جملے ہیں جو عیسیٰ نے اپنی زبان سے ادا کیے۔ ”انہوں نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں۔“ یہ نہیں کہا کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ ہی اس نے کسی کو بیوی بنایا ہے اور نہ ہی بیٹا۔ پاکیزگی ہے اس ذات کے لیے جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور پھر انہیں اچھا کیا، اور ہر جی کو ہدایت دی۔

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہ ہے صحیح واقعہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا، یہی ہے وہ حق بات جس میں لوگ شک شبہ میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا ہونا لائق نہیں، وہ بالکل پاک ذات ہے، وہ تو جب کسی کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔“ (مریم: ۳۴۔۳۵)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہو بہو آدم علیہ السلام کی مثال ہے جسے مٹی سے بنا کر کے کہہ دیا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا۔“ (آل عمران:۵۹)

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر بڑا انعام کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا جب میں نے تم کو روح القدس علیہ السلام سے تائید دی۔ تم لوگوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی جب کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور جب کہ تم میرے حکم سے گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے، پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے جب کہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے

"اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے؛ پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا کہ بجز کھلے جادو کے یہ اور کچھ بھی نہیں۔ اور جب کہ میں نے حواریوں کو حکم دیا کہ: تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور آپ شاہد رہئے کہ ہم پورے فرماں بردار ہیں۔" (المائدہ: ۱۱۰-۱۱۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد محمد ﷺ کی بشارت دیتے ہیں

"اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے میری قوم، بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔" (الصف: ٦)

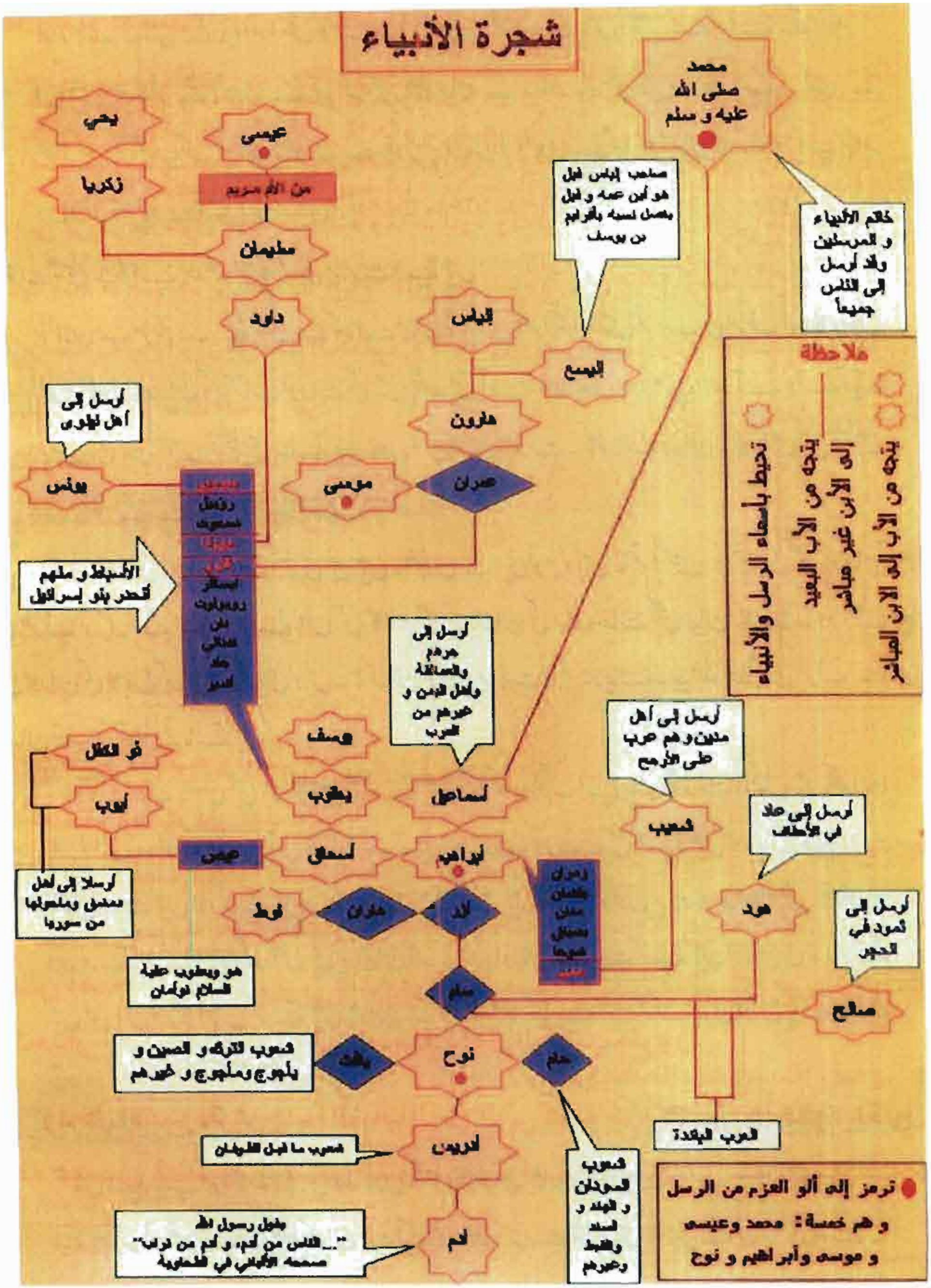
عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کو اس خاتم النبیین کی خبر دی تھی جو تمام قوموں کی طرف آئیں گے اور انہوں نے اس نبی کا نام بھی بتایا۔ ان کی کچھ صفات بھی بیان کیں تاکہ وہ انہیں پہچان لیں اور ان کی اتباع کریں اور گواہی دیں۔ تاکہ ان لوگوں پر حجت قائم ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر احسان تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔" (الاعراف: ۱۵۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں کچھ اپنے بارے میں بتائیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، جب میری ماں مجھ سے حمل سے ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے شام میں بصری کے محل روشن ہو گئے۔"

(مسند احمد)


شجرة الأنبياء
محمد صلى الله عليه و سلم
خاتم الأنبياء و المرسلين وقد أرسل إلى الناس جميعاً
صاحب إلياس قيل هو ابن عمه و قيل يتصل نسبه بأفرائيم بن يوسف
يحي
زكريا
عيسى
من الأم مريم
سليمان
داود
إلياس
اليسع
هارون
موسى
عمران
يونس
أرسل إلى أهل نينوى
الأسباط و منهم انحدر بنو إسرائيل
ملاحظة
تحيط بأسماء الرسل والأنبياء
يتجه من الأب البعيد إلى الابن غير مباشر
يتجه من الأب إلى الابن المباشر
أرسل إلى جرهم والعمالقة وأهل اليمن و غيرهم من العرب
يوسف
يعقوب
إسماعيل
ذو الكفل
أيوب
عيص
إسحاق
إبراهيم
أرسل إلى أهل مدين وهم عرب على الأرجح
شعيب
أرسل إلى عاد في الأحقاف
هود
أرسل إلى ثمود في الحجر
صالح
أرسلا إلى أهل دمشق وما حولها من سوريا
لوط
هاران
آزر
هو ويعقوب عليهما السلام توأمان
سام
شعوب الترك و الصين و يأجوج ومأجوج و غيرهم
يافث
نوح
حام
العرب البائدة
شعوب ما قبل الطوفان
إدريس
شعوب السودان و الهند و السند والقبط وغيرهم
يقول رسول الله "...الناس من آدم، و آدم من تراب" صححه الألباني في المشكاة
آدم
ترمز إلى ألو العزم من الرسل
و هم خمسة: محمد وعيسى
و موسى وإبراهيم و نوح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی (مکر) خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔" (آل عمران: ۵۴۔۵۵)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:



"اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا؛ بلکہ ان کے لیے (عیسیٰ) کا شبیہ بنا دیا گیا تھا؛ یقین جانو کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں، انہیں اس کا کوئی یقین نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے؛ اتنا یقینی ہے کہ انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور اللہ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔ اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے۔ اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔" (النساء: ۱۵۷۔۱۵۹)

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بے شک عیسیٰ علیہ السلام کو نیند کی حالت میں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا ہے، اور ان لوگوں سے آپ کو نجات دی ہے جو یہودی آپ کو تکلیف دینے کا ارادہ رکھتے تھے؛ جنہوں نے اس وقت کے بادشاہ کے پاس جا کر آپ کی شکایتیں لگائی تھیں۔ پس اس بادشاہ نے آپ کو قتل کرنے اور سولی چڑھانے کا حکم دیا۔ انہوں نے بیت المقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر کا گھیراؤ کر لیا۔ جب آپ کو گرفتار کرنے کے لیے گھر کے اندر داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت موجود ان کے ساتھیوں میں سے ایک کو آپ کی شکل میں تبدیل

کر دیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کی دیوار میں موجود ایک روشندان سے آسمانوں پر اٹھا لیا اور گھر والے آپ کو اوپر جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

جب پولیس والے گھر میں داخل ہوئے تو انہیں وہاں پر وہی نوجوان ملا جو آپ کی شکل کے مشابہ کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے یہ سوچ کر اسے پکڑ لیا کہ یہی عیسیٰ ہے۔ انہوں نے اس کو پھانسی دے دی۔ اور اسے ذلیل کرنے کے لیے اس کے سر پر کانٹے ڈالے۔ اور وہ عیسائی جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ کا مشاہدہ نہیں کیا تھا، یا اس وقت وہاں پر موجود نہ تھے، انہوں نے یہودیوں کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا۔ اس کی وجہ سے وہ کھلم کھلا گمراہ ہوئے، اور بہت دور کی فاشی میں جا گرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں خبر دی ہے: ''اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے۔'' یعنی آخری زمانے میں قیامت سے پہلے ان کے زمین پر نازل ہونے کے بعد۔ بے شک آپ ضرور نازل ہوں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے، اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، اور لوگوں سے اسلام کے علاوہ کچھ بھی قبول نہ کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح رکھنے کی وجہ؟

مسیح '' فعيل '' کے وزن پر ہے، اس سے مراد کبھی فاعل لیا جاتا ہے، یعنی مسح کرنے والا اور کبھی اس سے مراد مفعول '' ممسوح '' لیا جاتا ہے، یعنی جس کو چھوا گیا ہو۔

حضرت عیسیٰ کو مسیح بمعنی مسح کرنے والے کے اس لیے کہتے ہیں کہ:

'' آپ کسی بھی بیماری والے کو چھوتے تھے تو اسے صحت مند کر دیتے تھے۔ یہی آپ کا یہ نام رکھنے کی ظاہری وجہ ہے۔'' اور کہا گیا ہے کہ '' ممسوح '' اس لیے نام رکھا گیا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کو تیل لگا ہوا تھا۔''

یہ بھی کہا گیا ہے: ''اس لیے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے آپ کو چھوا تھا۔''

اور یہ بھی کہا گیا ہے: ''اس لیے کہ آپ نے ساری زمین کو مسح کیا۔'' (یعنی سیاحت کی تھی)

یہ بھی کہا گیا ہے: ''آپ کی پنڈلی پر ابھرا ہوا گوشت نہیں تھا، بالکل برابر تھی؛ اس لیے مسیح کہا گیا ہے۔''
(تـاج العروس للزبيدي: ١/ ١٧٥٠)

اور کہا گیا ہے: مسیح بمعنی صدیق۔ (دوست کے معنی میں ہے)

(انہوں نے) آپ کو قتل نہیں کیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ اس موقع پر کچھ ایسی آیات ہیں جن کے معانی لوگوں پر مشتبہ ہو جاتے ہیں۔

1. "جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے تابعداروں کو کافروں کے اوپر غالب کرنے والا ہوں۔"

(آل عمران:٥٥)

تجھے پورا لینے والا ہوں: اس کے لیے قرآن میں لفظ استعمال ہوا ہے: ﴿إِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ﴾ یہ حقیقی وفات کے معنی میں نہیں جیسا کہ بعض منکرین دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ یہ نیند کے معنی میں ہے جیسے کہ فرمان الٰہی ہے:

"اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے۔" (الزمر:٤٢)

نیز فرمان الٰہی ہے:

"اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو (ایک گونہ) قبض کر دیتا ہے۔" (انعام:٦٠)

اس آیت ﴿إِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ﴾ کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ: میں تجھے جمع کرنے والا ہوں اور اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں۔ عرب کہتے ہیں: ((توفّٰی فلان دینه)) فلاں نے اپنا قرض پورا پورا لے لیا۔ جب وہ اسے اپنے قبضہ میں لے لے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں دونوں معانی پائے جائیں، کوئی چیز اس میں مانع نہیں۔

2. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔" (النساء:١٥٩)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے؛ یعنی آخری زمانے میں آپ کے آسمانوں سے نازل ہونے کے بعد کوئی بھی اہل کتاب ایسا نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ

لائے۔اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے اسلام کے علاوہ کچھ بھی قبول نہیں کریں گے۔اور کوئی بھی کافر باقی نہیں بچے گا جس تک آپ کی سانس پہنچے مگر وہ مر جائے گا۔(اس کے بارے میں آگے تفصیل کے ساتھ آرہا ہے)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ اس کی موت سے پہلے، اس سے مراد اہل کتاب کا آدمی ہے، یعنی اہل کتاب میں سے جب بھی کسی کی موت کا وقت قریب آجاتا ہے، تو اس کے لیے موت کے وقت یہ واضح ہوجاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول اور بشر ہیں۔معبود نہیں ہیں۔پس کتابی (اہل کتاب) مرنے سے پہلے آپ کی تصدیق کرے گا۔اگرچہ اس وقت کا ایمان لانا اسے کوئی بھی فائدہ نہیں دے گا، اس لیے کہ سانس اکھڑ جانے کے بعد توبہ کرنا فائدہ نہیں دیتا۔

سوال:......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیوں میں کیا فرق ہے؟ حدیث میں آتا ہے: ''انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔'' (سنن الکبری للبیهقی)

جواب:......عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی یہ ہے کہ انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا ہے۔آپ اپنے روح اور جسد کے ساتھ آسمانوں میں حقیقی زندگی گزار رہے ہیں۔جب کہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں زندگی ایک خاص قسم کی برزخی زندگی ہے۔عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں کہ انہیں قبر میں داخل کیا گیا ہو، یا انہیں برزخی زندگی حاصل ہو۔وہ اللہ کے پاس آسمانوں میں اپنے جسد اور روح کے ساتھ موجود ہیں۔

جب کہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام انہوں نے سکرات موت کو دیکھ لیا؛ ان کی روحیں ان کے بدنوں سے جدا ہوچکیں۔ان کے لیے قبروں میں ایک خاص قسم کی زندگی ہے۔(جس کی حقیقی کیفیت کا ادراک ہمیں اس دنیا میں نہیں ہوسکتا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر دلائل

اس سے پہلے گزر چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اس وقت اٹھا لیا جب یہودی آپ کو قتل کرنے کی نیت سے آئے۔اور شرعی دلائل بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ عنقریب آخری زمانے میں آپ نازل ہوں گے۔اور آپ کا نازل ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔اور آخری زمانے میں آپ کے نازل ہونے کی دلیلیں کثرت کے ساتھ ہیں۔ان میں سے:

قرآن سے دلائل

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم چیخنے لگی ہے۔اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو۔عیسیٰ (علیہ السلام) بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے نشان قدرت بنایا۔ اگر ہم چاہتے تو تمہارے عوض فرشتے کر دیتے جو زمین میں جانشینی کرتے۔اور یقیناً عیسیٰ (علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہے پس تم (قیامت) کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھی راہ ہے۔'' (الزخرف: ٥٧۔٦١)

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''یقیناً عیسیٰ (علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہے۔'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ جو کہ قیامت کے عنقریب واقع ہونے کی دلیل ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: ''یقیناً عیسیٰ (علیہ السلام) قیام کی نشانی ہے پس تم (قیامت) کے بارے میں شک نہ کرو۔'' یعنی میرے بارے میں شک نہ کرو'' اور میری تابع داری کرو یہی سیدھی راہ ہے۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

'' یقیناً عیسیٰ (علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہے''...... یعنی قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا نازل/ خارج ہونا قیامت کی نشانی ہے۔'' (مسند احمد)

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کا معنی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہر ہونا ایسی نشانی ہے جس کی وجہ سے قیامت کا قریب ہونا جان لیں گے۔اس لیے کہ آپ کا ظہور قیامت کی نشانیوں میں سے اور آپ کا زمین پر نازل ہونا دنیا کے ختم ہونے اور آخرت کے واقع ہونے کی دلیل ہے۔''

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا؛ بلکہ ان کے لیے (عیسیٰ) کا شبیہ بنا دیا گیا تھا؛ یقین جانو کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)

کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں، انہیں اس کا کوئی یقین نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے؛ اتنا یقینی ہے کہ انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔ اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے۔ اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔'' (النساء: ۱۵۷۔۱۵۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے۔'' اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ (تفسیر طبری: ۹/ ۳۷۹، تفسیر بغوی: ۲/ ۳۰۷، تفسیر ابن کثیر: ۱/ ٤۸۷)

ابو مالک: اللہ تعالیٰ کے فرمان ''بے شک ہر ایک اہل کتاب اس کے مرنے سے پہلے اس پر ایمان لائے گا'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''یہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا، جب کوئی بھی اہل کتاب آپ پر ایمان لائے بغیر نہیں رہے گا۔'' (طبری: ۹/ ۳۸۰)

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ معاملہ ایسے نہیں تھا، بلکہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا۔ پس انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا جس کو حضرت عیسیٰ کا شبیہ بنا دیا گیا تھا۔ اور وہ اس میں تمیز نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ اور آپ زندہ وسلامت موجود ہیں۔ آپ قیامت سے پہلے نازل ہوں گے، جیسا کہ احادیث متواترہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ جنہیں ہم عنقریب بیان کریں گے۔ آپ گمراہی کے مسیح یعنی دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے؛ خنزیر کو مار ڈالیں گے۔ اور جزیہ لینا بند کر دیں گے۔ یعنی کسی بھی دوسرے دین والے سے جزیہ قبول نہیں کریں گے۔ بلکہ اسلام یا تلوار کے علاوہ کسی سے کچھ بھی قبول نہیں کریں گے۔ اس آیت میں خبر دی گئی ہے کہ اس وقت تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی تصدیق سے ان میں کوئی ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔'' (ابن کثیر: ۲/ ٤٥٤)

سنت سے دلائل

سیّدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: ''ہم قیامت کا

تذکرہ کر رہے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لوگے۔" پھر آپ نے ذکر کیا

۱۔ دھواں	۲۔ دجال
۳۔ دابة الارض (چوپایہ)	۴۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا
۵۔ سیدنا عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا	۶۔ یاجوج وماجوج

تین جگہوں کے دھنسنے کے واقعات:

۷۔ ایک دھنسا مشرق میں

۸۔ ایک دھنسا مغرب میں

۹۔ ایک دھنسا جزیرۃ العرب میں۔ (مسلم)

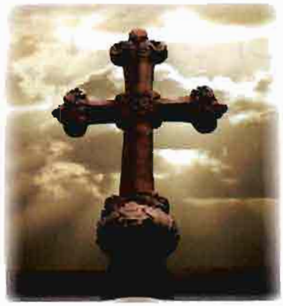
❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! عنقریب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے جزیہ ختم کر دیں گے (کیوں کہ اس وقت سب مسلمان ہوں گے) اور مال بہتا پھرے گا حتی کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر سمجھا جائے گا، پھر ابوہریرہ کہتے ہیں اگر اس کی تائید میں تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے۔" (متفق علیہ)

❀ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور اتریں گے وہ انصاف کرنے والے حاکم ہوں گے وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور جوان اونٹنیاں چھوڑیں گے مگر ان پر کوئی متوجہ نہیں ہوگا یعنی ان سے بار برداری کے لیے کام نہیں لے گا لوگوں کے دلوں سے کینہ بغض اور حسد ختم ہو جائے گا اور وہ لوگوں کو مال کی طرف بلائیں گے مگر کوئی بھی مال قبول نہیں کرے گا۔"

(مسلم)



حدیث کا معنی:

(**صلیب کو توڑدیں گے**) : صلیب مشہور کراس کا نشان ہے۔ اس کے بارے میں عیسائی گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس پر سولی پر لٹکایا گیا۔ یہ عیسائیوں کا مارکہ ہے، جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ختم کردیں گے۔

(**خنزیر[1] کو مار ڈالیں گے**) : خنزیر ایک مشہور جانور ہے۔ اس کا کھانا اسلام میں حرام ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اس کو ختم کرنے کا حکم دیں گے۔ جو اس کے حرام ہونے کے حکم میں بطور مبالغہ کے ہوگا۔



---

1 (خنزیر): بیہودہ اور سست جانور ہے۔ جو کہ نباتات، حیوانات، مردار اور گندگی کھاتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنا فضلہ اور دوسرے حیوانوں کا فضلہ بھی کھاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خنزیر کو قتل کرنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو بغیر کسی حکمت کے پیدا کیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حیوان کو کھانے کے لیے ہی نہیں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کتے اور بھیڑیے پیدا کیے، مکھیاں اور مچھر پیدا کیے۔ ان مخلوقات کو نہیں کھایا جاتا بلکہ ان کو پیدا کرنے کی کئی دوسری حکمتیں ہوسکتی ہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو کسی حکمت کی بنا پر پیدا کیا ہے، مگر اس کا کھانا تمام ادیان میں حرام ہے:

اسلام میں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''تم پر مردہ اور خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے، پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی پابندی نہیں، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(البقرہ: ۱۷۳)

یہودیت میں :

تورات میں ہے: ''خنزیر پھٹے ہوئے قدموں والا ہے، مگر بے جرات ہے، وہ تمہارے لیے ناپاک ہے۔ اس کے گوشت میں سے مت کھاؤ، اور اس کے جثے کو مت چھوؤ۔'' Deuteronomy 14: 8

(جزیہ ختم کردیں گے): جزیہ اس مال کو کہتے ہیں جو مسلمان ملکوں میں بسنے والے اہل کتاب سے ان کی حفاظت اور ملک کی طرف سے ان کو مختلف قسم کی خدمات پیش کرنے کے عوض لیا جاتا ہے۔ یہ عدل کی انتہاء ہے۔ جیسے مسلمان تاجروں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد آپ لوگوں میں اپنا حکم چلائیں گے۔ اور کسی بھی انسان سے اسلام کے علاوہ کوئی چیز قبول نہیں کریں گے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں گے بلکہ وہ اپنی رضامندی سے اسلام میں داخل ہوں گے۔ یہ اس لیے بھی ہوگا کہ عیسائی گمان کرتے ہیں کہ عیسائیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین ہے۔ جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل ہوتے دیکھ لیں گے، اور آپ ان سے بات چیت کریں گے، تو ان کے دلوں سے یہ اعتقاد ختم ہو جائے گا کہ

عیسائیت میں:

انجیل میں ہے: ''پطرس نے کہا: ہرگز نہیں میرے رب! میں ہرگز ایسی چیز نہیں کھاؤں گا جو ناپاک یا گندی ہو۔'' Acts 10:14

اسی میں یہ بھی ہے: ''تو میں نے کہا: اے رب! نہیں، میں منہ میں ناپاک یا گندی چیز کبھی داخل نہیں ہوئی۔'' Acts 11:18

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتویں دن دوبارہ آنے پر ایمان رکھنے والے عیسائی خنزیر کا گوشت نہیں کھاتے۔

ایسے ہی ہندو مذہب بھی خنزیر کا گوشت کھانے سے منع کرتا ہے۔ ہندوؤں کا اونچا طبقہ خنزیر کا گوشت کھانے میں عار محسوس کرتا ہے۔ صرف نچلے طبقے کے گرے ہوئے لوگ ہی خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔

زرتشت مذہب والے خنزیر کے گوشت کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔ بوڈیسٹ مذہب میں بھی خنزیر کے گوشت کو چھوا تک نہیں جاتا۔

خنزیر انسانوں میں بہت سارے امراض پھیلانے کا سبب بنتا ہے۔ پچھلے بیس سالوں میں آنے والی سروے رپورٹوں کے مطابق: انسان کے افعال اور سوچ وفکر اور اس کے کھانے پینے کے مابین بڑا گہرا تعلق ہے۔ جس میں ریسرچ سکالر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ انسان کے افعال اور اس کی سوچ وفکر کو کھانے تبدیل کر کے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں کی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو لوگ ناقص یا صحت کو نقصان دینے والی غذائیں کھاتے ہیں؛ وہ زیادہ تر قانونی جرائم میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ اور مرکز حادثات اور انتہائی نگہداشت کی رپورٹ میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جو لوگ پھل اور سبزیاں زیادہ کھاتے ہیں وہ زیادہ قانون کے پاسدار ہوتے ہیں۔

خنزیر گندی میں ہی رہتا ہے اور گندگی ہی تناول کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ واحد جانور ہے جسے اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ دوسرے مذکر خنزیر اس کی مؤنث کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ اس جانور میں دوسرے حیوانات کے برعکس غیرت بالکل معدوم ہے جو اپنی مؤنث کی حفاظت کرتے۔ پس خنزیر کا گوشت کھانے والے میں اثر کرتا ہے؛ اس لیے یہ گوشت کھانے والا اپنی عورت پر بہت کم غیرت کرنے والا یہ معدوم غیرت ہوتا ہے۔

خنزیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ رجس ناپاک جانور ہے۔ رجس گندگی کو کہتے ہیں۔ پس خنزیر بہت سارے کائنات کے چھوٹے چھوٹے جراثیم انسانوں تک منتقل کرتا ہے۔ خنزیر حیوان میں پھیلنے والے وبائی امراض کی تعداد ۴۵۰ سے زیادہ ہے۔ جب کہ اس کے ذریعہ سے انسانوں تک پہنچنے والی وبائی امراض ستر سے زیادہ ہیں۔ یہ ان عام بیماریوں کے علاوہ ہیں جو خنزیر کا گوشت کھانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ جیسے: گردے کی بیماریاں، ہضم میں تکلیف، شریانوں میں خرابی، بالوں کا گرنا، بانجھ پن، حافظہ کی کمزوری، اس پر مستزاد کہ اس انسان کی غیرت مر جاتی ہے، اور اسے اپنے محرم رشتوں پر غیرت کا کوئی خیال نہیں رہتا۔ جیسے خنزیر کا گوشت کھانے سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، جن کی تعداد بتیس تک پہنچتی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اب وہ صحیح دین پر ایمان لے آئیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے۔'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد آپ کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ اور جو ایمان نہیں لائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں قتل کر دیں گے۔

ایک روایت میں ہے: ''اس وقت دعوت ایک ہی ہوگی۔'' (مسند احمد)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں صرف ایک ہی دعوت ہوگی۔ یعنی اسلام کی دعوت۔ اس کے ساتھ نہ ہی کوئی دین باقی رہے گا اور نہ ہی دوسری ملت۔ نہ کوئی ہندو، نہ کوئی عیسائی، نہ کوئی یہودی نہ کوئی مجوسی سب ختم ہو جائیں گے۔

(**ایک سجدہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا**): یعنی لوگوں کی رغبت نماز اور دوسرے تمام اطاعت کے کاموں میں بڑھ جائے گی؛ کیونکہ ان کی امیدیں کم پڑ جائیں گی، اور لوگ اس دنیا سے بے نیاز ہوں گے، اس لیے کہ ان کو قیامت کے قریب ہونے کا یقین ہو چکا ہوگا۔ اور اس لیے بھی کہ اس دور میں رزق وافر ہوگا، جس کی وجہ سے مسلمان اپنی عبادت چھوڑ کر معاش میں مشغول نہیں ہوگا۔



(**قلاص چھوڑ دی جائیں گی**......): قلاص نو جوانی کے عمر میں پہنچے ہوئے اونٹ کو کہتے ہیں۔ یہ بہت ہی مرغوب چیز ہے۔ عربوں کے ہاں محبوب ترین مال تصور کیا جاتا ہے۔ لوگ انہیں چھوڑ دیں گے، اور ان کی تربیت کا خیال نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی ان کے کھانے یا ان کی تجارت کرنے میں کوئی رغبت باقی رہے گی۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، مسلمانوں کا امیر کہے گا: آئیے! ہمیں نماز پڑھائیے۔ آپ فرمائیں گے: نہیں بلکہ تمہارے بعض دوسروں کے امام ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت افزائی ہوگی۔'' (المنار المنیف ، مسند حارث بن اسامہ)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہم میں سے ایک آدمی ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔'' (فیض القدیر: ٦/ ١٧)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے دلائل متواتر ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث منقول ہیں۔ اس تواتر کے ذکر کرنے والوں میں: امام احمد بن حنبل ❶، ابو الحسن اشعری ❷؛ امام طبری ❸، ابن کثیر ❹ اور علامہ سفارینی ❺ رحمہم اللہ ہیں۔ علامہ شوکانی نے بھی اپنی کتاب ''التوضیح فی ماجاء فی المنتظر والدجال المسیح'' میں بھی یہی مذہب اختیار کیا ہے۔ ❻

حضرت علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول یہ احادیث حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ان احادیث میں آپ کے نازل ہونے کی کیفیت اور جگہ پر دلائل موجود ہیں۔ اور یہ کہ بے شک آپ شام کے علاقہ میں، بلکہ دمشق شہر میں، مشرقی منارہ کے پاس نازل ہوں گے اور آپ کا نزول صبح کی نماز کے لیے اقامت کے وقت ہوگا۔ پس آپ خنزیر کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ وہ لوگوں سے اسلام کے علاوہ کوئی چیز نہیں قبول کریں گے، جیسا کہ صحیحین کی احادیث میں پہلے گزر چکا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبریں ہیں۔ اور اس زمانے کے لحاظ سے تشریع وتسویغ ہے۔ جب کہ تمام علتیں ختم ہو جائیں گی اور تمام شبہات خود بخود دم توڑ دیں گے۔ اس لیے تمام لوگ خود ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے؛ اور آپ کے ہاتھ پر اسلام لاتے ہوئے دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

❶ طبقات حنابله (١/ ٢٤١۔٢٤٣)
❷ مقالات الاسلاميين و اختلاف المصلين (١/ ٣٤٥)
❸ تفسير الطبرى ٣/ ٢٩١
❹ تفسير ابن كثير ٧/ ٢٢٣
❺ لوامع الأنوار البهية (١/ ٩٤۔٩٥)
❻ اس موضوع پر علامہ انور شاہ کشمیری نے بھی ایک مستقل کتاب لکھی ہے: التصريح فى تواتر نزول المسيح۔

''اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے۔ اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔'' (النساء: ١٥٩)

یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ (الزخرف: ٦١)

''بے شک آپ قیامت کا علم ہیں''۔

اس آیت کو ''لَعَلَماً'' بھی پڑھا گیا ہے جس کا معنی ہے نشانی، یعنی آپ کا نزول قرب قیامت کی نشانی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مسیح دجال کے خروج کے بعد ہوگا۔ اور ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ دجال کا خاتمہ کریں گے۔ اور ان ہی (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے دنوں میں اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھی نکالے گا، جنہیں پھر آپ علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت سے ہلاک کردے گا۔

امت اسلامیہ کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اس میں کچھ شاذ لوگوں کے علاوہ کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی، اور مخالفت کرنے والے لوگ ایسے ہیں جن کی بات کی کوئی اہمیت کسی طرح بھی نہیں ہے۔

اشکال :......کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدی کے مطابق فیصلے کریں گے یا کوئی نئی شریعت لے کر آئیں گے؟

جواب:......امام سفارینی رحمہ اللہ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں لکھتے ہیں:

''تمام امت اسلامیہ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر اجماع ہے۔ اہل شریعت میں سے کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ مخالفت کرنے والے فلاسفہ اور ملحدین ہیں؛ جن کے اختلاف کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس بات پر امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ آپ نازل ہوں گے، اور شریعت محمدی کے مطابق فیصلے کریں گے۔ آسمان سے نازل ہونے کے وقت آپ کوئی نئی یا علیحدہ شریعت لے کر نہیں آئیں گے۔ اگرچہ وہ شریعت آپ کے نام پر قائم ہو، اور آپ کو صاحبِ شریعت ہونے سے موصوف کیا جاتا ہو۔'' (لوامع الأنوار البهية: ١/ ٩٤-٩٥)

نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آپ کے نازل ہونے کے بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے امام شوکانی رحمہ اللہ نے

انتیس احادیث ذکر کی ہیں۔ جن میں صحیح، حسن، اور قابل قبول ضعیف احادیث بھی ہیں۔ ان میں سے بعض وہ احادیث ہیں جن میں دجال کا تذکرہ بھی ہے۔ اور بعض میں امام مہدی منتظر کا ذکر ہے۔ اور ان کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وارد وہ آثار بھی ملتے ہیں جن کا حکم مرفوع حدیث کا ہے۔ اس لیے کہ اس مسئلہ میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں۔ ۔ پھر وہ آثار نقل کیے ہیں، پھر فرمایا۔ یہ تمام روایات جو ہم نے نقل کی ہیں، یہ حدِ تواتر کو پہنچتی ہیں، جو کہ اہل علم پر کسی طرح بھی مخفی نہیں ہیں۔"

(الاذاعة لـمـا كان و ما يكون بين يدي الساعة ٦٠)

شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے جس میں مسلمانوں نے کبھی اختلاف نہیں کیا، اس لیے کہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث وارد ہیں۔ اور یہ بات دین میں ضرورت کے تحت معلوم شدہ ہے، ان کا انکار کرنے والا مومن نہیں ہوسکتا۔"

(تفسير الطبرى تعليق احمد شاكر: ٦/ ٤٦٠)

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جان لیجیے کہ احادیثِ دجال، اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام متواتر ہیں اور ان پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ اور اس بارے میں احادیث آحاد کا دعویٰ کرنے والوں کی باتیں آپ کو دھوکہ نہ دیں۔ اس لیے وہ اس علم سے جاہل ہیں۔ ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو احادیث کے طرق میں مزید تلاش کرتا تو اس پر واضح ہوجاتا کہ یہ احادیث متواترہ ہیں۔ جیسا کہ اس علم کے ائمہ نے اس بات کی گواہی دی ہے۔ جیسے کہ حافظ ابن حجر، وغیرہ۔ حقیقت میں یہ بات انتہائی افسوسناک ہے کہ بعض لوگ ایسے علم میں کلام کرنا شروع کردیتے ہیں جو ان کا فن واختصاص نہیں ہے۔ (یعنی اس علم میں مہارت نہیں رکھتے) اور خصوصاً پھر یہ معاملہ بھی دین اور عقیدہ کا ہے (اس میں بغیر علم کے بات کرنا زیادہ خطرناک ہوسکتا ہے)"

فائدہ:......کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شمار امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوگا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا بہت بلند مقام

ہے۔ اور آپ کو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، معراج کی رات نبی کریم ﷺ سے آپ کی ملاقات آپ پر ایمان کی حالت میں ہوئی تھی۔ اور اسی ایمان پر ان کی موت بھی آئے گی۔

حدیث معراج میں ہے:

"پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے پوچھا گیا کون ہے جواب ملا جبرائیل پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کہ: انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: مرحبا! آپ ﷺ کی تشریف آوری کتنی بہترین ہے۔ جب میں یہاں سے فارغ ہوا تو اچانک حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کے پاس آیا؛ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرئیل نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں، ان دونوں کو سلام کرو۔ میں نے انہیں سلام کیا، ان دونوں نے میرے سلام کا جواب دیا، پھر انہوں نے کہا: مرحبا اے ہمارے نیک بھائی اور نیک نبی مرحبا۔" (متفق علیہ)

عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے متعلق عقیدہ

عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان باتوں سے بہت بلند اور پاک ہے۔) اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کر دیے گئے اور پھانسی چڑھا دیے گئے ہیں۔ اور آپ کی پھانسی کے تین دن بعد آپ کو آسمانوں پر چڑھا دیا گیا۔ اور وہ اپنے باپ (یعنی رب) کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ اور آپ عنقریب آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔

آپ کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ کو نہ ہی تو قتل کیا گیا اور نہ ہی پھانسی دی گئی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شکل کا مشابہت رکھنے والا ایک انسان بنا دیا۔

اہل کتاب کے ہاں مسیح

اہل کتاب دو مسیح کے اثبات پر متفق ہیں:

1. مسیح ہدایت جو کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہوگا؛ اور وہ ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
2. گمراہی کا مسیح جس کے متعلق اہل کتاب کہتے ہیں کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نسل سے ہوگا، یہی مسیح دجال ہے۔

عیسائی اور اسلامی عقیدہ میں اختلاف

(اس ضمن میں) عیسائی اور اسلامی عقیدہ میں بذیل امور میں اختلاف پایا جاتا ہے

1. عیسائیوں کا عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ باطل عقیدہ ہے، صحیح یہ ہے کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
2. عیسائیوں کا عقیدہ کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا اور پھانسی دے دی۔ یہ باطل عقیدہ ہے، صحیح بات یہ ہے کہ یہودی نہ ہی آپ کو قتل کر سکے ہیں اور نہ پھانسی دے سکے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا تھا۔
3. عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی کے تین دن بعد آسمانوں پر چڑھا لیا گیا، یہ باطل ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے (اسی روز) بغیر قتل اور پھانسی کے آپ کو آسمانوں پر چڑھا لیا تھا۔

وہ احوال جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے

اس وقت مسلمان عیسائیوں کے ساتھ ایک بہت بڑا معرکہ لڑنے کے لیے نکلے ہوں گے، اور انہوں نے قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس کی حکومت کو عیسائیوں سے دوبارہ حاصل کر لیا ہوگا۔ اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ مسلمان اس شہر کو تکبیر و تہلیل سے فتح کریں گے نہ کہ اسلحہ کے زور پر۔ اور شیطان آواز لگائے گا کہ دجال نکل چکا ہے، پس مسلمان قسطنطنیہ سے دمشق واپس پلٹیں گے، اس لیے کہ مسلمانوں کے لشکر کا بیس کیمپ دمشق میں ہوگا۔ اس کے بعد



گمراہی کا مسیح یعنی دجال حقیقت میں نکلے گا۔ وہ زمین میں گھومتا پھرے گا، اور بہت بڑا فتنہ برپا ہوگا۔

(جیسا کہ قیامت کی بڑی نشانی نمبر ۱ میں گزر چکا ہے۔)

ایک دوسری تفصیلی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دجال کے متعلق کلام کرتے ہوئے فرمایا:

''دجال مدینہ کی بنجر زمین میں اترے گا۔

دجال پر حرام ہوگا کہ وہ مدینہ کے راستوں میں داخل ہو۔ اس وقت مدینہ کے رہنے والوں پر ایک یا دو زلزلے آئیں گے۔ پس ہر ایک منافق مرد اور عورت دجال کی طرف نکل پڑے گا۔ پھر دجال کو شام کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ شام کے بعض پہاڑوں پر آئے گا۔ اور ان کا محاصرہ کرلے گا۔ اور باقی مسلمان شام کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہوں گے۔ دجال اس پہاڑ کے نچلے حصے میں آئے گا اور ان کا محاصرہ کرلے گا۔ یہاں تک کہ جب ان پر آزمائش کی گھڑی بہت سخت ہوجائے گی تو مسلمانوں میں سے ایک انسان کہے گا: اے مسلمانوں کے گروہ! کب تک تم ایسے رہو گے؟ اور اللہ کا دشمن تمہاری زمین پر یوں پڑاؤ ڈالے ہے؟ تم صرف دو بھلائیوں میں سے ایک کو ہی اختیار کرسکتے ہو۔ یا تو یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرفراز کردے۔ یا یہ کہ اللہ تمہیں اس دشمن پر غلبہ عطا کردے۔ پھر مسلمان موت پر بیعت کریں گے، جس کو اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ ان کے دلوں سے سچی بیعت ہوگی۔ پھر ان کے ہاں ایک اندھیرا پھیل جائے گا ❶ جس کوئی انسان اپنے ہاتھ کو بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ اس وقت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے سے وہ اندھیرا دور کردیا جائے گا۔ پس ناگہاں ان کے درمیان ایک آدمی موجود ہوگا، جس پر اس کا سامان جنگ بھی ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے اللہ کے بندے! تم کون ہو؟ وہ کہے گا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں؛ اس کی روح اور کلمہ عیسیٰ بن مریم ہوں۔ تم تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کرلو:

۱:...... یہ کہ اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکر پر آسمانوں سے کوئی عذاب نازل کردے۔

۲:...... یا اللہ تعالیٰ اسے زمین میں دھنسا دے۔

۳:...... یا پھر ان پر اللہ تعالیٰ تمہارے اسلحہ کو مسلط کردے اور تم سے ان کے اسلحہ کو روک دے۔

وہ لوگ کہیں گے: اے اللہ کے رسول! یہ آخری بات ہمیں منظور ہے، یہ ہمارے سینوں اور دلوں کے

❶ مراد یہ ہے کہ جب مسلمان دجال سے لڑائی لڑنے کا پکا عزم کرلیں گے، تو وہ فجر کی نماز سے پہلے اسی حال میں ہوں گے کہ ان کا وعدہ نماز فجر کے بعد جنگ کرنے کا ہوگا۔ نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی۔ اور امام نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے گا۔ کہ اچانک تکبیر سے پہلے ان کی اس جگہ پر اندھیرا پھیل جائے گا۔ پھر یہ اندھیرا ختم کردیا جائے گا؛ کہ وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اپنے ساتھ اس جگہ پر دیکھیں گے، ان کے ساتھ ان کا سامان جنگ بھی ہوگا۔

لیے زیادہ شفا کا باعث ہے۔ اس دن آپ دیکھیں گے کہ ایک بہت بڑا لمبا تڑنگا بہت زیادہ کھانے پینے والا یہودی اس کا ہاتھ تھرتھراہٹ (کپکپی) کے باعث اپنی تلوار نہیں اٹھا سکے گا۔ وہ دجال سے مقابلہ کے لیے کھڑے ہوں گے۔ اور انہیں اس پر غلبہ دیا جائے گا۔ جب دجال ابن مریم کو دیکھے گا تو وہ ایسے پگھلے گا جیسے نمک پگھلتا ہے۔ یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم اس کے پاس جا پہنچیں گے، اور اسے قتل کر دیں گے۔'' (اس حدیث کو جامع معمر بن راشد رحمہ اللہ میں نقل کیا گیا ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ حدیث قوی سند والی ہے۔ پورا قصہ تفصیل کے ساتھ قیامت کی بڑی نشانی نمبر ا میں گزر چکا ہے۔)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں اور کیسے نازل ہوں گے؟

آپ کا نزول جامع دمشق کے مشرقی منارے پر ہوگا۔ آپ پر دو چادریں ہوں گی جنہیں ورس (ایک قسم کی بوٹی ہے) اور زعفران سے رنگا گیا ہوگا۔ آپ دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے نازل ہوں گے۔





علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آپ کے نزول کی جگہ کے بارے میں مشہور بات یہی ہے کہ آپ جامع دمشق کے مشرقی منارے پر نازل ہوں گے۔ آپ جس وقت نازل ہوں گے اقامت کہی جا چکی ہوگی۔ مسلمانوں کا امام کہے گا: اے روح اللہ! آگے بڑھیے اور ہمیں نماز پڑھائیے۔ آپ فرمائیں گے: نہیں آپ نماز پڑھائیں یہ اقامت آپ کے نماز پڑھانے کے لیے کہی گئی ہے۔''



ایک روایت میں ہے:

"تم میں بعض، بعض کے امیر ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت افزائی ہے۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں ۷۴۱ ہجری میں اس منارہ کی تجدید سفید پتھروں سے کی گئی ہے۔ اور اس کی تعمیر ان نصاریٰ کے اموال سے کی گئی ہے جنہوں نے اس جگہ پر موجود مینار کو جلا دیا تھا۔ شاید کہ یہ بات نبوت کے کھلے ہوئے معجزات میں سے ایک ہو؛ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے موقع دیا کہ اس مینار کو عیسائیوں کے مال سے تعمیر کیا جائے جہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ وہ خنزیر کو قتل کریں گے، اور صلیب کو توڑ دیں گے، اور کسی سے جزیہ قبول نہیں کریں گے۔" (النہایة فی الفتن و الملاحم: ۱/ ۱۹۲)

میں نے بذات خود جامع دمشق کے سفید مشرقی مینار کی زیارت کی۔ جس کے متعلق لوگوں میں مشہور ہے کہ اس مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، اور میں نے اس مینار کی تصویریں بنائیں۔ یہ مینار بازار کے داخلی راستے پر ہے، مسجد میں نہیں۔ جس محلے میں یہ مینار واقع ہے اس کے رہنے والے اکثر عیسائی ہیں۔ میں اس کی تصویر یہاں پر لگا رہا ہوں۔ خواہ یہ وہی مینار ہو جس پر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، یا کوئی دوسرا مینار۔ واللہ اعلم



یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی جامع مسجد اموی کے میناروں میں سے ایک مینار پر ہوگا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، میں یہاں پر کسی چیز کے بارے میں دوٹوک طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائشی صفات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوصاف بیان کیے ہیں اور وہ احوال بیان فرمائے ہیں جن میں آپ کا نزول ہوگا۔ تاکہ آپ کا معاملہ لوگوں کے سامنے واضح ہو اور کسی کو کوئی دھوکہ نہ لگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

- درمیانی قامت کے ہوں گے۔ نہ ہی بہت طویل ہوں گے اور نہ ہی چھوٹے قد کے۔
- آپ کی جلد کا رنگ سرخ اور سفیدی مائل ہوگا۔
- آپ کا سینہ کشادہ ہوگا۔
- آپ کے بال لمبے ہوں گے، گویا کہ آپ کے سر سے قطرے ٹپک رہے ہوں، حالانکہ ان کو نمی نہیں پہنچی ہوگی۔
- سیّدنا عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ ہوں گے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے بیان میں فرمایا:

''میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا، اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملا؛ آپ کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو وہ میانہ قد سرخ رنگ کے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ابھی حمام سے نکلے ہیں۔''

(متفق علیہ)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

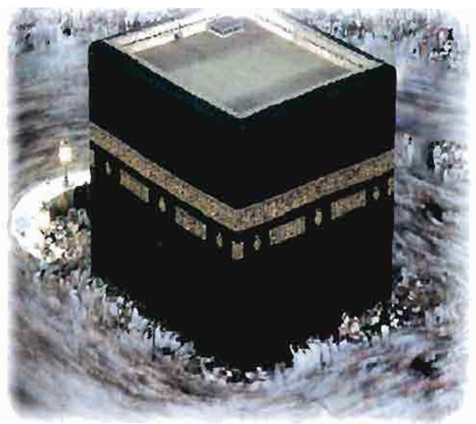
''میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو (شب معراج میں) دیکھا عیسیٰ تو سرخ رنگ پیچیدہ بال اور چوڑے چکلے سینہ کے آدمی تھے۔'' (بخاری)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا اور قریش مجھ سے میرے معراج پر جانے کے

بارے میں سوال کر رہے تھے۔ تو قریش نے مجھ سے بیت المقدس کی چند ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھا جن کو میں دوسری اہم چیزوں میں مشغولیت کے باعث محفوظ نہ رکھ سکا تھا، مجھے اس کا اتنا زیادہ افسوس ہوا کہ اتنا اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے درمیان پردے اٹھا کر میرے سامنے کر دیا۔ میں نے اسے دیکھ کر جس کے بارے میں سوال کرتے وہ انہیں بتلا دیتا۔ اور میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت میں دیکھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا گویا کہ وہ گٹھے ہوئے جسم اور گھنگریالے بالوں والے آدمی ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ کے ایک آدمی ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا؛ تو لوگوں میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا لوگوں میں سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں۔ اس کے بعد نماز کا وقت آیا تو میں امام بنا۔ پھر میرے نماز سے فارغ ہونے پر ایک کہنے والے نے کہا کہ: اے محمد! یہ مالک داروغہ جہنم ہے؛ اس پر سلام کیجئے میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو پہلے اس نے مجھے سلام کیا۔" (مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



"میں نے بیت اللہ کے پاس ایک گندم گوں آدمی کو دیکھا اس کے بال نکلے ہوئے تھے؛ اس کے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔ اس کے سر سے پانی بہہ رہا تھا یا اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے: تو لوگوں نے کہا کہ یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان کے پیچھے ایک دوسرا آدمی نظر آیا جس کا رنگ سرخ، بال گھنگریالے اور دائیں آنکھ سے کانا تھا

میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں اس سے سب سے زیادہ مشابہ ابن قطن تھا؛ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ: یہ مسیح دجال ہے۔'' (متفق علیہ)

اشکال: ......بعض لوگوں پر یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور دجال کیسے ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں، جب کہ دجال جب آپ کو دیکھے گا تو ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پگھلتا ہے؟

بلکہ دجال کیسے کعبہ میں داخل ہوسکتا ہے جب کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونا اس پر حرام کر دیا گیا ہے؟

جواب: ......یہ ایک خواب ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا، حقیقت واقع نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہونے والے اعمال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے، آپ کے دجال کو قتل کرنے، مسلمانوں کے لیے امن و امان قائم کرنے بعد آپ کے ذمہ کئی کام ہوں گے۔ جو آپ کے عہد میں پورے کیے جائیں گے؛ ان میں سے:

- اسلامی حکومت قائم کرنا، لوگوں کو اس کا تابع بنانا۔ اور اسلام کے علاوہ باقی تمام تحریف شدہ ادیان کو ختم کرنا۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! عنقریب تم میں ابن مریم اتریں گے وہ منصف حاکم ہوں گے صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔''

(متفق علیہ)

- اللہ کے دین کی سر بلندی، یہود و نصاریٰ کی دعوت کو ختم کرنا اور جزیہ کو موقوف کرنا۔
- مسیح دجال کو قتل کرنا۔
- لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلے کرنا؛ عدل و انصاف اور امن پھیلانا، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمام انبیاء باپ زاد بھائی ہیں۔ ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔ اور میں لوگوں میں سب سے زیادہ ابن مریم کے قریب ہوں۔ اس لیے کہ میرے اور ابن مریم کے درمیان کوئی نبی

نہیں۔ اور بے شک آپ (یعنی ابن مریم) نازل ہونے والے ہیں۔ جب تم اسے دیکھو تو پہچان لینا؛ وہ درمیانے قد کے آدمی ہیں، سفید سرخی مائل رنگ ہے؛ اور ان پر دو ہلکے پیلے رنگ کی چادریں ہوں گی۔ گویا کہ آپ کے سر مبارک سے قطرے گر رہے ہوں گے، مگر ان کو نمی بھی نہیں پہنچی ہوگی۔ وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اس کا کھانا بند کرا دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زمانے میں تمام ملتوں کو ہلاک کر دے گا سوائے اسلام کے۔ آپ کے زمانے میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ اور زمین میں امن و امان قائم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اونٹ شیر کے ساتھ چرے گا اور گائے چیتے کے ساتھ، بکریاں اور بھیڑیے ایک ساتھ چریں گے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے، وہ انہیں کوئی نقصان نہیں دیں گے۔ آپ چالیس سال زمین میں رہیں گے، پھر آپ کی وفات ہوگی؛ اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔'' (مسند احمد ، مستدرك حاكم)

- آسودگی اور امن و امان پھیل جائے گا۔
- قریشیوں کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ سیّدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' حضرت عیسیٰ میری امت میں ایک عادل حاکم اور منصف امام ہوں گے اور صلیب کو (جو نصاریٰ اپنی گردنوں میں لٹکائے رہتے ہیں) توڑ ڈالیں گے۔ اور خنزیر کو مار ڈالیں گے ؛اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ زکوٰۃ لینا ترک کر دیں گے۔ تو نہ بکریوں پر نہ اونٹوں پر کوئی زکوٰۃ لینے والا مقرر کریں گے۔ اور



آپس میں لوگوں کے کینہ اور بغض اٹھ جائے گا۔ اور ہر ایک زہریلے جانور کا زہر جاتا رہے گا۔ یہاں تک کہ بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دے دے گا وہ کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔ اور ایک چھوٹی بچی شیر کو بھگا دے گی وہ اس کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ اور بھیڑیا بکریوں میں اس طرح رہے

گا جیسے کتا، جو ان میں رہتا ہے۔ اور زمین صلح سے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ اور سب لوگوں کا کلمہ ایک ہو جائے گا سوائے اللہ کے کسی کی پرستش نہ ہوگی (تو سب کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھیں گے) اور لڑائی اپنے سب سامان ڈال دے گی۔ (یعنی ہتھیار اور آلات اتار کر رکھ دیں گے مطلب یہ ہے کہ لڑائی دنیا سے اٹھ جائے گی) اور قریش کی سلطنت جاتی رہے گی اور زمین کا یہ حال ہوگا کہ جیسے چاندی کی سینی



(طشت) وہ اپنا میوہ ایسے اگائے گی جیسے آدم کے عہد میں اگاتی تھی۔ (یعنی شروع زمانہ میں جب زمین میں بہت قوت تھی) یہاں تک کہ کئی آدمی انگور کے ایک خوشے پر جمع ہوں گے اور سب سیر ہو جائیں گے (اتنے بڑے انگور کے خوشے ہوں گے) اور کئی کئی آدمی انار کے ایک دانے پر جمع ہوں گے اور سب سیر ہو جائیں گے۔ اور بیل بھاری رقم خرچ کر کے خریدے جائیں گے (کیوں کہ لوگوں کی زراعت کی طرف توجہ ہوگی تو بیل مہنگا ہوگا) اور گھوڑا تو چند روپوں میں بکے گا۔" (ابن ماجہ)

❀ بغض ختم ہو جائے گا، اور حسد و خود غرضی لوگوں کے دلوں سے ختم کر دیے جائیں گے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حضرت مسیح کے بعد والی زندگی مبارک ہو جب آسمان کو پانی برسانے کا حکم دیا جائے گا، اور زمین کو نباتات اگانے کا حکم ملے گا۔ یہاں تک اگر کسی چٹیل پہاڑ پر بھی دانہ بو دیا جائے تو وہ وہاں بھی اگ آئے۔ یہاں تک کوئی انسان کسی شیر پر گزرے گا وہ اسے کوئی تکلیف نہ دے گا۔ اور سانپ کو روند ڈالے گا مگر وہ اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔ اور نہ ہی خود غرضی ہوگی، نہ ہی حسد اور نہ ہی بغض۔"

(مسند دیلمی ، سلسلة الصحيحة: ١/ ٥٥٩)

❀ جنگیں اور لڑائیاں ختم ہو جائیں گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عیسیٰ بن مریم ایک عادل حاکم اور منصف امام کی حیثیت سے نازل ہوں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں،

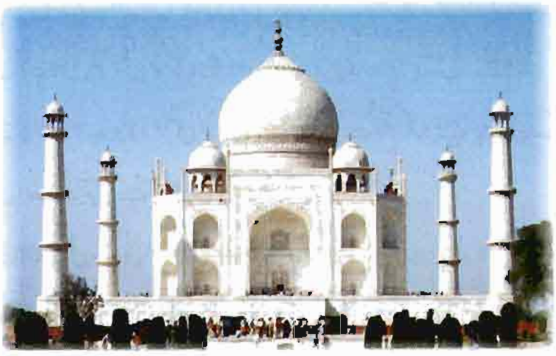
گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے ؛امن امان لوٹ آئے گا؛ اور تلواروں کی درانتیاں بنالی جائیں گی اور ہر ایک زہریلے جانور کا زہر جاتا رہے گا۔ آسمان اپنا رزق نازل کرے گا، زمین اپنی برکت نکالے گی۔ یہاں تک کہ بچہ سانپوں کے ساتھ کھیلے گا، اور بھیڑیا بکریاں چرائے گا، اور انہیں کوئی نقصان نہ دے گا، اور شیر بکریاں چرائے گا انہیں کوئی نقصان نہ دے گا۔'' (مسند احمد)



ان لوگوں کا مقام جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے بچالیا ہے۔ ایک گروہ جو ہندوستان پر لشکر کشی کرے گا؛ اور دوسرا گروہ جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔'' (سنن النسائی)



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے میں حکمت

اشکال: ......شاید کہ آپ کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہو کہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو چھوڑ کر صرف حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آخری زمانے میں دوبارہ نازل ہونے کے لیے کیوں چنا گیا ہے؟

جواب: ......علمائے کرام رحمہم اللہ نے باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو چھوڑ کر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل میں

حکمتیں ذکر کی ہیں، ان کے بعض اقوال یہ ہیں:

☆ یہودیوں پر رد کرنا مقصود ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے اس جھوٹ کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔

اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان یہودیوں کو اور ان کے بڑے سردار مسیح دجال کو قتل کریں گے۔ اس قول کو حافظ ابن حجر نے راجح قرار دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت معلوم ہوئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور انجیل شریف میں ان کی مثال ایک کھیتی کی سی بیان کی گئی ہے جس نے زمین سے اپنی سوئی نکالی (مولکہ یا پٹھا) پھر اس کو زوردار کیا وہ وہ موٹی ہوگئی اب نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔'' (الفتح: ۲۹)

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ آپ کو بھی اس امت میں سے بنا دے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو زندگی دے دی، یہاں تک کہ آپ آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔ اور اس دین کی تجدید کریں گے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نازل ہونا آپ کی اجل کے قریب آجانے کی دلیل ہے تاکہ آپ کو زمین میں دفن کیا جائے۔ اس لیے کہ کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں ہے جسے مٹی سے پیدا کیا گیا ہو مگر اس کی موت بھی زمین میں آئے گی؛ اور اسی میں دفن کیا جائے گا۔ پس آپ کا نزول دجال کے خروج کے ساتھ ساتھ ہوگا تاکہ آپ اسے بھی قتل کر دیں۔



☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصاریٰ کی تکذیب کے لیے نازل ہوں گے۔ ان کے دعوے کا بودا پن اور جھوٹا ہونا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، ظاہر ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے زمانے میں تمام ملتوں کو ہلاک کر دیں گے سوائے ملتِ اسلام کے۔ آپ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ ختم کر دیں گے۔

☆ ان دونوں نبیوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ایک تعلق ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''

میں عیسیٰ بن مریم کے زیادہ قریب ہوں، اور میں میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔'' پس رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ کے لیے لوگوں میں سب سے بڑھ کر خاص قریبی ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے کی بشارت دی تھی۔ اور لوگوں کو آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے کی دعوت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور اے پیغمبر! ان لوگوں کو وہ وقت یاد دلاؤ جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے گروہ بنی اسرائیل! بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اور اپنے سے پہلے (نازل ہونے والی کتاب) تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میں (تم کو) ایک پیغمبر کی خوشخبری دیتا ہوں جو میری بعد آئے گا اس کا نام احمد ہوگا، پھر جب وہ (یعنی عیسیٰ) ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔'' (الصف: ٦)

اور حدیث میں ہے: صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتائیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔'' (مسند احمد)

نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ان کا سلام پہنچایا جائے

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عنقریب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے حاکم اور عدل کرنے والے امام ہوں گے۔ وہ صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے؛ جزیہ ختم کر دیں گے۔ اس وقت ایک ہی دعوت ہوگی، اسے قبول کرنا۔ اور ان تک رسول اللہ کا سلام پہنچانا؛ اور ان سے یہ بیان کرنا وہ میری تصدیق کریں گے۔''

جب سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو انہوں نے فرمایا: ''انہیں میری طرف سے سلام پہنچانا۔'' (مسند احمد)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں امید کرتا ہوں کہ اگر میری عمر لمبی ہوگئی تو میں عیسیٰ بن مریم کو پالوں گا اگر میری موت نے جلدی

کی، تو جو کوئی ان سے ملے وہ ان تک میرا اسلام پہنچائے۔" (مسند احمد)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد زمین میں مدت قیام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں رہیں گے۔ جس میں لوگ امن و امان اور عدل و انصاف کی زندگی گزاریں گے۔ اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمام انبیاء باپ زاد بھائی ہیں۔ ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان کا دین ایک ہے اور میں لوگوں میں سب سے زیادہ ابن مریم کے قریب ہوں۔ اس لیے کہ میرے اور ابن مریم کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ ...... یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: ...... آپ چالیس سال زمین میں رہیں گے، پھر آپ کی وفات ہوگی؛ اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔" (مسند احمد، مستدرک حاکم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ (الزخرف:٦١)

"بے شک آپ قیامت کا علم ہیں"۔

اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا خروج ہے؛ آپ چالیس سال تک زمین میں رہیں گے۔ یہ چالیس سال ایسے ہوں گے جیسے چار سال، آپ حج اور عمرہ کریں گے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! عیسیٰ بن مریم بالضرور فج روحاء (ایک جگہ کا نام ہے) سے تلبیہ کہیں گے حج کا؛ یا عمرہ کا یا حج اور عمرہ دونوں کا۔" (مسلم)

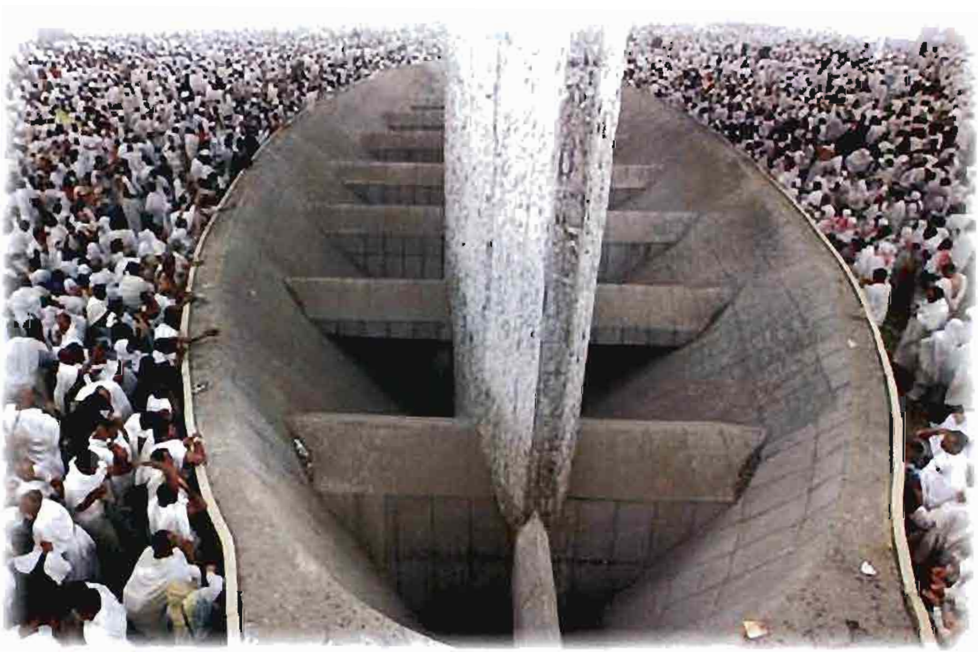
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فج روحاء سے حج کے لیے تلبیہ کہیں گے۔ فج روحاء مکہ مدینہ روڈ پر ایک جگہ کا نام ہے۔

آپ یا تو حج تمتع کریں گے۔ تو عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیں گے اور حلال ہو جائیں گے۔ یہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھیں گے، تو حج قران کریں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ابن مریم ضرور بالضرور نازل ہوں گے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے حاکم اور عدل کرنے والے امام ہوں گے۔ اور ضرور حج کے لیے یا عمرہ کے لیے یا ان دونوں کی نیت سے راستے پر چلیں گے۔ اور وہ ضرور میری قبر پر آئیں گے؛ تاکہ وہ مجھ پر سلام کریں؛ اور میں ضرور ان کے سلام کا جواب دوں گا۔''

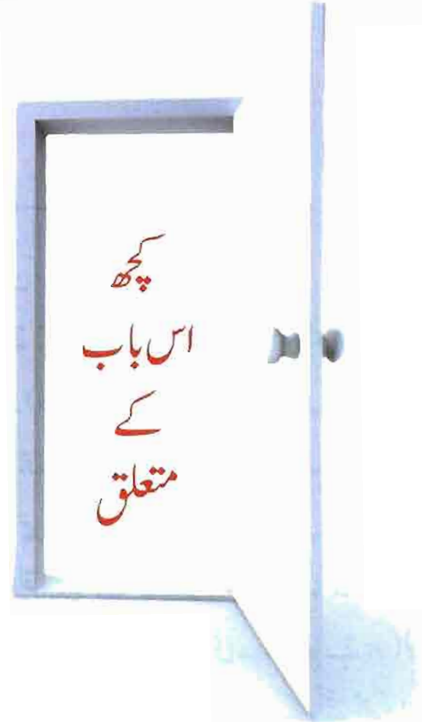
سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے میرے بھتیجو! اگر تم عیسیٰ بن مریم کو دیکھو! تو ان سے کہنا کہ ابو ہریرہ آپ کو سلام دے رہا تھا۔'' (مستدرك حاكم)



۳

یاجوج ماجوج کا خروج

قیامت کی بڑی علامات



یاجوج وماجوج دو بڑے قبیلے ہیں یا بنی آدم کے دو بڑے گروہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں نبی کریم ﷺ سے میں وارد ہوا ہے۔ باقی لوگوں نے یہ جو کچھ کہا ہے کہ: ان میں سے بعض تو بہت چھوٹے ہیں؛ اور بعض بہت بڑے ہیں۔ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے ایک کان کو بستر کے طور پر بچھا لیتے ہیں اور دوسرے کو لحاف کے طور پر اوڑھ لیتے ہیں۔ اور اس طرح کی دیگر باتیں، ان کی کوئی اصل حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ وہ بھی باقی لوگوں کی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ مگر ذوالقرنین کے وقت میں وہ زمین میں فساد پھیلانے والی ایک قوم تھے۔ ان کے پڑوسیوں نے حضرت ذوالقرنین سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے درمیان ایک رکاوٹ تعمیر کردیں۔ تاکہ وہ ان تک نہ پہنچ سکیں، اور ان کی سرزمین میں فساد نہ پھیلانے پائیں۔ تو جناب ذوالقرنین نے ایسا کردیا۔

نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خروج کے بعد یہ لوگ بھی نکلیں گے۔ اور زمین میں پھیل جائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ بن مریم اور ان کے ہمراہی مومنین کا بیت المقدس کے ایک پہاڑ کے پاس محاصرہ کرلیں گے۔ یہ وقت مومنوں پر کڑی آزمائش کا وقت ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر ایک کیڑا مسلط کردے گا؛ جو ان کی گردنوں کو کھائے گا، پس صبح ہوگی تو سارے کے سارے مرے پڑے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھیں گے۔ آنے والے صفحات میں اس کی پوری تفصیل بیان کی جائے گی۔

یاجوج ماجوج کے سامنے دیوار کی تعمیر کی قصہ

اللہ تعالیٰ ایک نیک بادشاہ ذوالقرنین کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پھر اس نے ایک سامان کیا۔ پھر (چلتے چلتے) دونوں پہاڑوں کے بیچ میں پہنچا۔ وہاں اس طرف پہاڑوں کے ادھر ایسے لوگوں کو دیکھا جو (دوسرے ملک والوں کی بات ہی نہیں سمجھتے۔ وہ کہنے لگے اے ذوالقرنین (اس گھاٹی کے پرے) یاجوج ماجوج (دو قوم کے لوگ) ملک میں فساد مچاتے ہیں (ہم کو آکر لوٹتے اور ستاتے ہیں) تو کیا ہم تیرے لیے کچھ چندہ جمع کریں اس شرط پر کہ ہمارے اور ان کے بیچ میں تو ایک روک کردے۔ ذوالقرنین نے کہا مجھ کو جو میرے مالک نے مقدور دیا ہے وہ (تمھارے چندے سے) بڑھ کر ہے بہتر ہے، البتہ اگر تم میری مدد کرنا چاہتے ہو) تو محنت مزدوری سے میری مدد کرو۔ میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ کردوں گا۔ لوہے کے تختے مجھ کو لادو جب دونوں کناروں تک دیوار کو برابر کردیا تو (مزدوروں کو) حکم دیا اب دھونکو (آگ پھونکو) جب وہ (دھونکتے دھونکتے لال) انگار ہوگئی تو یہ حکم دیا اب تانبا لاؤ پگھلا کر اس پر انڈیل دوں گا۔ پھر (وہ دیوار ایسی بلند اور مضبوط بنی کہ) نہ اس پر (یاجوج ماجوج) چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے۔'' (الکھف: ۹۲۔۹۷)

ذوالقرنین کون ہے؟

یہ ایک نیک اور مومن بادشاہ تھے۔ اہل علم کے راجح قول کے مطابق نبی نہیں تھے۔ آپ کا نام ذوالقرنین اس لیے پڑ گیا کہ آپ زمین کے مشرق و مغرب تک پہنچے؛ جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے، اور جہاں سے غروب ہوتا ہے۔ یہ ذوالقرنین اسکندر مقدونی نہیں، اس لیے کہ اسکندر کافر تھا۔ اور اس کا زمانہ حضرت ذوالقرنین کے زمانے کے بہت بعد کا ہے۔ ان دونوں کے درمیان تقریباً دو ہزار سال کا فاصلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا قصہ سورۂ کہف میں ذکر کیا ہے، کہ آپ نے زمین کا چکر لگایا، یہاں پر ہم اس قصے سے



متعلق آیات کے بعض الفاظ پر غور یں کرنے کے لیے ایک وقفہ لیں گے:

☆ ''پھر اس نے ایک سامان کیا''......یعنی مشرق اور مغرب کے درمیان ایک تیسرے راستہ پر چلا جس نے اسے شمال کی طرف بلند پہاڑوں کے بیچ میں پہنچا دیا۔

☆ ''پھر دونوں پہاڑوں کے بیچ میں پہنچا''......یعنی اپنے لشکر کو ساتھ لیے دو بہت بڑے پہاڑوں کے درمیان ایک علاقے میں پہنچا، جو ارض ترکی کے آخر میں آذر بائیجان اور ارمیڈیا کے قریب میں واقع ہے۔ (سدین) یہاں پر قرآن میں لفظ سدین استعمال ہوا ہے، جس سے مراد دو پہاڑ ہیں، ان دونوں کے درمیان میں ایک راستہ تھا جس سے یاجوج ماجوج ترکی سرزمین کی طرف نکلتے تھے؛ اور پھر وہاں پر فساد پھیلاتے، کھیتی باڑی کو تباہ کرتے اور انسانوں کو قتل کرتے۔

جب ترکوں نے دیکھا کہ ذوالقرنین میں قوت اور طاقت ہے ؛ اور آپ کی صلاحیتوں کا اندازہ لگالیا تو انہوں نے ذوالقرنین کے سامنے اپنی گزارش رکھی کہ اس راستے پر ان کے اور یاجوج ماجوج کے درمیان ایک رکاوٹ کھڑی کردی جائے؛ اور اس کے مقابلہ میں وہ مال جمع کر کے انہیں عوض کے طور پر ادا کریں گے۔



مگر اس نیک بادشاہ ذوالقرنین یہ رکاوٹ بلا معاوضہ اللہ کی رضامندی کے لیے تعمیر کردی۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ رکاوٹ تعمیر کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان دو پہاڑوں کے درمیانی راستہ کو بند کردیا جائے۔ تو انہوں نے اس قوم سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کام کے لیے ان کی مدد کریں تا کہ

وہ ان کے مابین دیوار تعمیر کر سکیں۔

انہوں نے پہاڑ کے دونوں جانب لوہے کے ٹکڑے ڈالے، اور لوگوں سے کہا ان کے نیچے آگ جلا کر انہیں ہوا دو، یہاں تک کہ یہ لوہا پگھل کر سرخ آگ کی طرح ہو جائے، پھر اسے پیتل کے لگن میں ڈال کر اس جگہ تک لے گئے اور وہاں پر اس لوہے کو ڈال دیا، جس کے وجہ سے وہ ایک بہت سخت آہنی دیوار بن گئی۔ اب یاجوج ماجوج اس دیوار کی بلندی کی وجہ سے اسے پھلانگنے سے عاجز آ گئے۔ اور آہنی ہونے کی وجہ سے اسے سوراخ کرنے سے رہ گئے۔ اس انتہائی زوردار رکاوٹ کی تعمیر سے ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کو اس کے پیچھے بند کر دیا۔

یاجوج ماجوج کون ہیں؟

- کہا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج دو عجمی نام ہیں جیسے طالوت و جالوت۔
- کہا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج ان کے قول "اجت النار" (آگ بھڑک اٹھی) سے مشتق ہے۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جس آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔ ان کے لیے یہ لفظ اس لیے بولا جاتا تھا کہ یہ خبیث قوم زمین میں فساد پھیلاتی پھرتی تھی۔
- اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ "الماء الأجاج" (نمکین پانی) سے مشتق ہے۔ یہ لفظ انتہائی نمکین، کسیلے پانی کے لیے بولا جاتا ہے۔
- کہا گیا ہے کہ یہ لفظ "اج" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے بہت سخت دشمنی، اچھلنا کودنا۔

یاجوج ماجوج کا دین کیا ہوگا؟
کیا ان تک نبی کریم ﷺ کی رسالت کا پیغام پہنچا ہوگا؟

یاجوج ماجوج بنی آدم میں سے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ قول راجح قرار دیا ہے کہ وہ یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ وہ بھی آدم اور حوا کے بیٹے ہیں۔ اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جسے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے، آپ بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آگے پیچھے ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز سے یہ دو آیتیں پڑھیں:





''لوگو اپنے مالک کے عذاب سے ڈرو کیوں کہ قیامت کا بھونچال ایک بڑی آفت ہے۔ جس دن تم اس کو دیکھو گے ہر لنا (دودھ پلانے والی) اپنے بچے کو جس کو وہ دودھ پلاتی ہے بھول جائے گی (یا دودھ پلانا بھول جائے گی اتنا ہول ہوگا) اور ہر پیٹ گر جائے گا) اور لوگ ایسے دکھائی دیں گے جیسے (نشہ میں) متوالے ہیں اور حقیقت میں) متوالے نہ ہوں گے بلکہ خدا کا عذاب سخت ہے۔'' (الحج: ۱۔۲)

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ آپ ﷺ کوئی بات کہنے والے ہیں؛ لہٰذا اپنی سواریوں کو دوڑا کر آگے آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکاریں گے؛ وہ جواب دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے آدم علیہ السلام! جہنم کے لیے لشکر تیار کرو۔ وہ کہیں گے: اے اللہ! وہ کون سا لشکر ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانوے جہنمی اور ایک جنتی ہے۔

اس بات سے لوگ مایوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ کوئی مسکرا بھی نہیں سکا۔ چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غمگین دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: عمل کرو اور بشارت دو۔ اس

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تمہارے ساتھ دو مخلوقیں ایسی ہوں گی جو جس کسی کے ساتھ مل جائیں ان کی تعداد زیادہ کر دیں گی۔ ایک یاجوج ماجوج اور دوسری جو لوگ بنی آدم اور بنی ابلیس سے مر گئے۔"

راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پریشانی ختم ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:
"عمل کرو اور بشارت دو کیوں کہ تمہاری دوسری امتوں کے مقابلے میں تعداد صرف اتنی ہے جیسے کسی اونٹ کے پہلو میں تل کسی جانور کے ہاتھ کے اندر کا گوشت۔" (ترمذی)

ان کی تعداد کی کثرت

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"یاجوج ماجوج بنی آدم میں سے ہیں۔ اگر انہیں کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ لوگوں پر ان کے معاش میں فساد پھیلائیں، ان میں سے ایک شخص بھی نہیں مرے گا مگر اپنے پیچھے ہزار یا اس سے زیادہ اولاد چھوڑ دے گا۔ اور بے شک ان کے پیچھے تین امتیں اور ہیں:
تاول، تاریس اور مسک۔" (المعجم الکبیر للطبرانی، مجمع الزوائد: ۸/ ٦، سلسلة ضعیفه: ۹/ ۱۵۹)

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
"بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دس حصوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے نو حصے ملائکہ بنائے گئے، اور ایک حصہ باقی مخلوقات۔ اور پھر ملائکہ کو دس حصوں میں تقسیم کیا، ان میں سے نو حصوں کو صبح و شام اپنی تسبیح میں لگا دیا جس میں وہ وقفہ نہیں کرتے۔ اور ایک جز کو اپنے پیغام کے لیے خاص کر دیا۔ اور باقی مخلوق کو دس حصوں میں تقسیم کیا۔ جن میں سے نو حصے جن بنائے گئے اور ایک حصہ باقی بنی آدم کا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو دس حصوں میں تقسیم کیا، ان میں سے نو حصے یاجوج ماجوج بنائے گئے، اور ایک حصہ باقی سارے لوگ۔" (مستدرك حاکم)

یہ اثر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قول ہے، نبی کریم ﷺ سے مرفوع حدیث نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے لیے

مرفوع حدیث کا حکم لگایا جاسکتا ہے؛ اس لیے کہ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ بنی اسرائیل کی روایات نقل کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی اس کے ساتھ اپنی بات بھی ملا لیتے ہیں مگر میں یہ اثر یہاں پر صرف مانوس ہونے کے لیے نقل کیا ہے۔

ان کی بعض صفات

جناب خالد بن عبد اللہ بن حرملہ اپنی خالہ سے روایت کرتے ہیں؛ وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا:

''بے شک تم کہتے ہو: کوئی دشمن نہیں ہے اور بے شک تم ہمیشہ لڑتے رہو گے، یہاں تک کہ یاجوج ماجوج آجائیں؛ چوڑے چہروں والے، چھوٹی آنکھوں والے۔ سرخی مائل سیاہ بالوں والے۔ وہ ہر گھاٹی سے اتر رہے ہوں گے گویا کہ ان کے چہرے چپٹی ڈھال ہیں۔'' (مسند احمد، طبرانی)



ڈھال جسے لڑنے والا تلوار و تیر سے بچنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

وہ دیوار کو کیسے پھاڑیں گے؟

اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ یاجوج ماجوج دو بڑے قبیلے ہیں؛ جو زمین میں کئی طرح کے فساد پھیلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ذوالقرنین نے ان کے سامنے ایک دیوار تعمیر کر کے انہیں اس کے پیچھے بند کر دیا۔ یہ دیوار ان کے اور باقی لوگوں کے درمیان ایک رکاوٹ بن گئی۔ وہ بغیر کسی شک و شبہ کے اس دیوار کے اندر ہیں، اور ان کے پاس ان کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کا ساز و سامان موجود ہے۔ اور ابھی تک یاجوج ماجوج اس رکاوٹ کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ اسے کھودتے ہیں؛ اور اس میں نقب زنی کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛ اور اپنی ہر طرح کی کوششیں بروئے کار لاتے ہیں، (تاکہ وہ اس رکاوٹ کو ختم کر کے باہر نکل سکیں)۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یاجوج ماجوج اس دیوار کو روزانہ کھودتے ہیں جب وہ اس میں سوراخ کرنے ہی والے ہوتے ہیں تو

ان کا بڑا کہتا ہے چلو باقی کل کھول دینا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ چاہے گا کہ انہیں لوگوں پر مسلط کرے: تو ان کا حاکم کہے گا: چلو باقی کل کھود دینا؛ اور ساتھ ان شا اللہ بھی کہے گا۔ اس طرح جب وہ دوسرے دن آئیں گے تو دیوار کو اسی طرح پائیں گے جس طرح انہوں نے چھوڑی تھی؛ اور پھر اس میں سوراخ کر کے لوگوں پر نکل آئیں گے۔ پانی پی کر ختم کر دیں گے اور لوگ ان سے بھاگیں گے۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر چلائیں گے جو خون میں لت پت ان کے پاس واپس آئے گا۔" ❶

اس حدیث میں تین فائدے ہیں:

پہلا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے انہیں روک کر رکھا ہے کہ وہ دن ورات کی کوششوں کے باوجود اس دیوار میں سوراخ نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا نہ ہوتا وہ لوگ کب سے اس میں سوراخ کر چکے ہوتے۔

دوسرا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے انہیں روک کر رکھا ہے کہ وہ اس دیوار کو کسی طرح بھی پھلانگ لیں: یا سیڑھی وغیرہ یا کسی دوسری چیز کا استعمال کر کے اس دیوار پر چڑھ جائیں۔ اللہ نے یہ بات ان کے ذہن میں نہیں ڈالی۔ اور نہ ہی انہیں ایسی چیزوں کا علم ہو سکا ہے۔ اور شاید کہ اگر وہ اس کی کوشش کریں تب بھی کامیاب نہ ہوں، اس لیے کہ یہ دیوار بہت بلند اور چکنی ہے۔

تیسرا فائدہ: اللہ تعالیٰ انہیں قرب قیامت سے پہلے " إن شاء اللّٰه" کہنے کی توفیق نہیں دے گا۔

حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان میں کاریگر، اہل فن، حاکم اور سردار بھی ہیں، اور ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادے کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے بڑے کی زبان پر لفظ " إن شـاء الـلّٰه" بغیر کسی ارادے کے، یا اس لفظ کا معنی جانے بغیر ہی جاری ہو جائے، اور اس کلمے کی برکت حاصل ہو جائے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۱۰۹)

---

❶ اور وہ کہیں گے: ہم نے زمین والوں کو بھی دبالیا اور آسمان والے پر بھی چڑھائی کر دی۔ ان کا یہ قول ان کے دل کی سختی اور غرور کی وجہ سے ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دیں گے جس سے وہ سب مر جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے! زمین کے جانوران کا گوشت کھا کر موٹے ہو جائیں گے اور مٹکتے پھریں گے اور ان کا گوشت کھانے پر اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کریں گے۔ (تکمیل حدیث از مترجم ترمذی)

یاجوج ماجوج کے متعلق وارد ہونے والی نصوص

قرآنی آیات:

''اور (اے پیغمبر) یہ لوگ تجھ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں۔ کہہ دے میں اب تم کو اس کا کچھ ذکر سناتا ہوں...... پھر (چلتے چلتے) دونوں پہاڑوں کے بیچ میں پہنچا۔ وہاں اس طرف پہاڑوں کے ادھر (ایسے لوگوں کو دیکھا جو) دوسرے ملک والوں کی بات ہی نہیں سمجھتے۔ وہ کہنے لگے: اے ذوالقرنین (اس گھاٹی کے پرے) یاجوج ماجوج (دو قوم کے لوگ) ملک میں فساد مچاتے ہیں (ہم کو آنکر لوٹتے اور ستاتے ہیں) تو کیا ہم تیرے لیے کچھ چندہ جمع کریں اس شرط پر کہ ہمارے اور ان کے بیچ میں تو ایک روک کر دے۔ ذوالقرنین نے کہا مجھ کو جو میرے مالک نے مقدور دیا ہے وہ (تمھارے چندے سے) بڑھ کر ہے بہتر ہے البتہ اگر تم میری مدد کرنا چاہتے ہو) تو محنت مزدوری سے میری مدد کرو۔ میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ کر دوں گا۔ لوہے کے تختے مجھ کو لا دو جب دونوں کناروں تک دیوار کو برابر کر دیا تو (مزدوروں کو) حکم دیا اب دھونکو (آگ پھونکو) جب وہ (دھونکتے دھونکتے لال انگار ہو گئی تو یہ حکم دیا اب تانبا لاؤ پگھلا کر اس پر انڈیل دوں گا۔ پھر (وہ دیوار ایسی بلند اور مضبوط بنی کہ نہ اس پر (یاجوج ماجوج) چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے مالک (خداوند کریم) مہربانی ہے (جو ایسی مضبوط دیوار بنانے کی مجھ کو توفیق دی) پھر جب میرے مالک کا وعدہ آئے۔ تو اس کو گرا کر صاف (زمین کے برابر کر دے گا اور میرے مالک کا وعدہ سچا ہے۔ اور اس دن ہم یاجوج ماجوج کو ایک دوسرے میں لہریں مارتے ہوئے چھوڑ دینگے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم ان کو (حشر کے میدان میں) جوڑ کر اکٹھا کر دیں گے۔'' (الکهف :۸۳۔۹۹)

احادیث مبارکہ:

سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

'' لا الہ الا اللہ عربوں کی خرابی ہو اس شر سے جو قریب آ گیا۔ آپ نے انگوٹھے اور شہادت والی انگلی کا حلقہ بنا کر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:'' آج اس کے برابر یاجوج ماجوج نے دیوار

میں سوراخ کرلیا ہے۔“

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اس وقت جب کہ فسق وفجور کی زیادتی ہو جائے گی۔“ (متفق علیہ)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کی اتنی دیوار کھول دی ہے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے نوے کے ہندسے کا حلقہ بنایا۔“ (مسلم)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا: اے آدم! وہ عرض کریں گے: میں حاضر ہوں اور شرف یاب ہوں اور ہر طرح کی بھلائی سب تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ فرمائے گا: دوزخ میں جانے والا لشکر نکالو۔ وہ عرض کریں گے: دوزخ کا کتنا لشکر ہے؟ اللہ فرمائے گا: فی ہزار نو سو ننانوے (دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا پس وہ ایسا وقت ہوگا کہ)“خوف کے مارے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور تم کو لوگ نشہ کی سی حالت میں لغزیدہ گام و سراسیمہ نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔“

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (جنت میں فی ہزار ایک جانے والا) ہم میں سے کون ہوگا؟

آپ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ! کیوں کہ تم میں ایک آدمی ہوگا اور یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا چوتھا حصہ ہوں گے۔ تو ہم لوگوں نے تکبیر کہی۔

پھر آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہو گے۔ ہم نے پھر تکبیر کہی۔

تو آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے (یعنی نصف تم اور نصف دوسرے لوگ) ہم نے پھر تکبیر کہی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم تو اور لوگوں کے مقابلہ میں ایسے ہو جیسے سیاہ بال سفید بیل کے جسم پر یا سفید بال سیاہ بیل کے جسم پر۔“ (متفق علیہ)

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آگے پیچھے ہوگئے تو نبی اکرم ﷺ نے بلند آواز سے یہ دو آیتیں پڑھیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ○ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ .... ﴾۔

"لوگو! اپنے مالک کے عذاب سے ڈرو کیوں کہ قیامت کا بھونچال ایک بڑی آفت ہے۔ جس دن تم اس کو دیکھو گے ہر انسا (دودھ پلانے والی) اپنے بچے کو جس کو وہ دودھ پلاتی ہے بھول جائے گی (یا دودھ پلانا بھول جائے گی اتنا ہول ہوگا) اور ہر پیٹ گر جائے گا) اور لوگ ایسے دکھائی دیں گے جیسے (نشہ میں) متوالے ہیں اور حقیقت میں) متوالے نہ ہوں گے بلکہ خدا کا عذاب سخت ہے۔"

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ آپ ﷺ کوئی بات کہنے والے ہیں؛ لہٰذا اپنی سواریوں کو دوڑا کر آگے آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکاریں گے؛ وہ جواب دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے آدم علیہ السلام! جہنم کے لیے لشکر تیار کرو۔ وہ کہیں گے: اے اللہ! وہ کون سا لشکر ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانوے جہنمی اور ایک جنتی ہے۔

اس بات سے لوگ مایوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ کوئی مسکرا بھی نہیں سکا۔ چنانچہ جب نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غمگین دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "عمل کرو اور بشارت دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تمہارے ساتھ دو مخلوقیں ایسی ہوں گی جو جس کسی کے ساتھ مل جائیں ان کی تعداد زیادہ کر دیں گی۔ ایک یاجوج ماجوج اور دوسری جو لوگ بنی آدم اور بنی ابلیس سے مر گئے۔"

راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پریشانی ختم ہوگئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''عمل کرو اور بشارت دو کیوں کہ تمہاری دوسری امتوں کے مقابلے میں تعداد صرف اتنی ہے جیسے کسی اونٹ کے پہلو میں تل کسی جانور کے ہاتھ کے اندر کا گوشت۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے دجال کے متعلق حدیث بیان کرتے ہوئے اس کے شروع میں فرمایا:

''وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کریں گے: بے شک میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے جن سے جنگ کرنے پر کسی کا بس نہیں چلے گا؛ پس میرے بندوں کو لے کر طور کی طرف چلے جاؤ۔'' (یعنی اس وقت یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے؛ یہ ان ہی کے بارے میں ہے۔)



جناب نواس بن سمعان کلابی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:



''پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا؛ وہ ارشاد الٰہی کے مطابق ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔'' آپ نے فرمایا: ان کا پہلا گروہ بحیرہ طبریہ پر سے گزرے گا؛ اور اس کا پورا پانی پی جائے گا؛ پھر جب ان کا دوسرا گروہ وہاں سے گزرے گا تو وہ لوگ کہیں گے: یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔''

بحیرہ طبریہ کبھی اسے بحر الجلیل یا بحیرہ الجلیل بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا سمندر ہے جو کہ مقبوضہ فلسطین کے شمال میں واقع ہے۔ اس میں دریائے اردن آ کر گرتا ہے۔ یہ دریا اردن کے وسط سے نکلتا ہے۔ بحیرہ طبریہ کی لمبائی ۲۳ کلومیٹر ہے، اور اس کی چوڑائی ۱۳ کلومیٹر ہے۔ اور اس کی آخری گہرائی ۴۴ میٹر تک پہنچتی ہے۔ یہ جگہ سطح سمندر سے ۲۱۰ میٹر نیچے ہے۔





پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پھر وہ لوگ آگے چل دیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس کے ایک پہاڑ (جبلِ خمر) پر پہنچیں گے؛ اور کہیں گے: ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا؛ آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں۔ پس وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون آلود واپس بھیج دے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی محصور ہوں گے؛ یہاں تک کہ ان کے نزدیک گائے کا سر (بھوک کی وجہ سے) تمہارے آج کے سو دیناروں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہوگا۔

عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے؛ تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا یہاں تک کہ سب یکدم مر جائیں گے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اتریں گے؛ اور ان کی بدبو اور خون کی وجہ سے ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں پائیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا مانگیں گے؛ تو اللہ لمبی گردن والے اونٹ کی مثل پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا پہنچا دیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو ہر گھر اور خیمہ تک پہنچے گی۔ تمام زمین کو دھو کر شیشہ کی طرح صاف

شفاف کر دے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل باہر نکال اور اپنی برکتیں واپس لا۔ پس اس دن ایک گروہ ایک انار سے کھائے گا۔ اور اس کے لوگ اس کے چھلکے سے سایہ کریں گے۔ نیز دودھ میں اتنی برکت پیدا کر دی جائے گی کہ ایک اونٹنی کے دودھ سے ایک جماعت سیر ہو جائے گی۔ ایک گائے کے دودھ سے ایک قبیلہ اور ایک بکری کے دودھ سے ایک کنبہ سیر ہو جائے گا۔ وہ لوگ اسی طرح زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا بھیجے گا جو ہر مومن کی روح قبض کرے گی اور باقی صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح راستے میں جماع کرتے پھریں گے اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔'' (مسلم، ترمذی)



ایک روایت میں ہے:

''پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے اونٹ کی مثل پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر پہاڑ کے غار میں پہنچا دیں گے۔ مسلمان ان کے تیروں، کمانوں اور ترکشوں سے سات سال تک ایندھن جلائیں گے۔'' (ترمذی)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

''جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسراء ہوئی تو آپ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملے۔ انہوں نے آپس میں قیامت کا تذکرہ کیا، یہاں تک جب بات کرنے کی باری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آ گئی تو انہوں نے دجال کو قتل کرنے کا ذکر کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: پھر لوگ اپنے اپنے ملکوں کو پلٹ جائیں گے۔ جہاں پر یاجوج ماجوج ان کا استقبال کریں گے۔ وہ ہر اونچائی سے دوڑتے ہوئے اتر رہے ہوں گے۔ جب بھی کسی پانی پر ان کا گزر ہوگا تو اسے پی لیں گے، اور دیگر جس چیز پر گزر ہوگا تو اسے تباہ کر دیں گے، پھر لوگ میرے پاس آئیں گے، میں اللہ سے دعا کروں گا تو وہ انہیں مار دے گا۔ پس زمین ان کی بدبو سے بھر جائے گی۔ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں اللہ سے دعا کروں گا تو اللہ تعالیٰ ان پر آسمانوں سے پانی برسائے گا، جو انہیں بہا کر سمندر میں پھینک

دے گا۔'' (مستدرك حاکم ، مسند احمد)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ کیا، اس کے شروع میں آپ نے فرمایا:

''......لوگوں پر نکل آئیں گے۔ پانی پی کر ختم کر دیں گے اور لوگ ان سے بھاگیں گے۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر چلائیں گے جو خون میں لت پت ان کے پاس واپس آئے گا۔ اور وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو بھی دبا لیا اور آسمان والے پر بھی چڑھائی کر دی۔ ان کا یہ قول ان کے دل کی سختی اور غرور کی وجہ سے ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دیں گے جس سے وہ سب مر جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کر موٹے ہو جائیں گے اور مٹکتے پھریں گے اور ان کا گوشت کھانے پر اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کریں گے۔'' (ترمذی ، ابن ماجه ، مستدرك حاکم)

یاجوج ماجوج کے بارے میں ضعیف روایات

یاجوج ماجوج کے بارے میں آیات بھی آئی ہیں اور بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اور لوگوں کے درمیان ان کے متعلق کچھ کمزور اور ضعیف باتیں اور احادیث بھی مشہور ہیں۔ جن میں سے کچھ بطور مثال یہاں ذکر کروں گا۔

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاجوج ماجوج کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا:

''یاجوج ایک امت ہے، اور ماجوج ایک امت ہے۔ ان میں سے ہر ایک امت کی چار لاکھ شاخیں ہیں۔ ان میں سے کوئی آدمی نہیں مرتا یہاں تک کہ وہ اپنے پیچھے اپنی نسل سے ایک ہزار مرد چھوڑ جاتا ہے ان میں سے ہر ایک اسلحہ لیے ہوتا ہے۔''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی کچھ صفات بیان فرمائیں؟

آپ نے فرمایا: ''یہ تین قسم کے لوگ ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ''ارز'' کی طرح ہے۔ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! ''ارز'' کیا چیز ہے؟

آپ نے فرمایا: " ارز" شام کے علاقے میں ایک درخت ہے۔ جس کی بلندی ایک سو بیس ہاتھ (ساٹھ گز) ہوتی ہے۔"

پھر آپ نے فرمایا: "ان کے سامنے کوئی حیلہ یا اسلحہ کام نہیں آئے گا اور ان کی ایک قسم ایسی ہے جو ایک کان کو بچھاتے ہیں اور دوسرے کو لحاف کے طور پر اوڑھ لیتے ہیں۔ ان کا گزر کسی ہاتھی یا وحشی جانور یا اونٹ اور نہ ہی خنزیر پر ہوتا ہے، مگر اسے کھا لیتے ہیں۔ اور ان میں سے جو کوئی مر گیا، اسے بھی کھا لیتے ہیں۔ ان کا پہلا گروہ شام میں ہوگا اور آخری گروہ خراسان میں۔ وہ مشرق کی نہریں اور بحیرہ طبریہ کا پانی پی جائیں گے۔" (طبرانی)

یاجوج ماجوج کی ہلاکت

یاجوج ماجوج عورتیں مرد اور بچے زمین میں قتل و فساد پھیلاتے پھرتے رہیں گے، غرور اور فسق و فجور کی بنا پر حرمتیں پامال کریں گے، ان کا کفر اس حد تک پہنچے گا کہ وہ آسمانوں کی طرف تیر پھینکیں گے، تا کہ وہ آسمان والوں پر بھی ایسے ہی غالب آ جائیں جیسے زمین والوں پر غالب آ گئے ہیں۔ ان سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا، سوائے ان لوگوں کے جو قلعہ بند ہوں گے، یا پھر چھپ جائیں گے۔

ان قلعہ بند لوگوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی مومنین کا گروہ بھی ہوگا۔ جو کہ بھوک و پیاس اور سختی کے انتہائی حد تک پہنچ چکے ہوں گے۔

اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں گے؛ جیسا کہ پہلے احادیث میں گزر چکا ہے۔ پھر اس وقت اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑا پیدا کریں گے، جس سے وہ سارے یکدم مر جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اونٹ کی گردن جیسے پرندے بھیجیں گے جو یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر وہاں لے جائیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے جو زمین کو دھو کر آئینے کی طرح شفاف کر دے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا اپنے پھلوں کو اگاؤ اور اپنی برکات کو واپس لاؤ۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے؛ پھر وہ لوگوں پر نکلیں گے؛ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔''

وہ ساری زمین میں پھیل جائیں گے اور مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں میں چلے جائیں گے، اور وہ اپنے چرانے کے جانور بھی ساتھ لے جائیں گے۔ (یاجوج ماجوج کا یہ حال ہوگا کہ) ان کے لوگ ایک نہر پر سے گزریں گے؛ اور اس کا سارا پانی پی ڈالیں گے؛ یہاں تک کہ ایک قطرہ پانی کا نہ رہے گا۔ اور یہاں تک کہ جب ان کے بعد والے وہاں سے گزریں گے تو ان میں سے کوئی یہ کہے گا: یہاں پر کبھی پانی ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہے گا اب زمین والوں سے تو ہم فارغ ہوئے (کوئی ہمارا مقابل نہ رہا) اب آسمان والوں سے لڑیں گے۔ آخر ان میں سے ایک اپنا حربہ (نیزہ) آسمان کی طرف پھینکے گا؛ وہ خون میں رنگا ہوا لوٹ کر گرے گا؛ وہ کہیں گے: ہم نے آسمان والوں کو بھی مار ڈالا۔ خیر یہ لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ چند جانور بھیجے گا ٹڈی کے کیڑوں کی طرح۔ یہ کیڑے ان کی گردنوں کو کاٹیں گے یا گردن میں گھس جائیں گے۔ جس سے وہ سب یکبارگی مرجائیں گے؛ (ایک پر ایک پڑا ہوگا) اور مسلمان صبح کو اٹھیں گے (اپنے شہروں اور قلعوں میں) تو ان کی آواز نہیں سنیں گے؛ وہ کہیں گے: ہم میں سے کون ہے جو اپنی جان پر کھیلے، یعنی اپنی جان کی پروا نہ کرے (اور جا کر دیکھے یاجوج ماجوج کیا کرتے ہیں آخر مسلمانوں میں سے ایک شخص نکلے گا یا قلعہ سے اترے گا) یہ سمجھ کر کہ وہ مجھ کو ضرور مار ڈالیں گے؛ دیکھے گا تو وہ مردہ ہیں۔ وہ دوسرے مسلمانوں کو پکارے گا: اے بھائیو خوش ہو جاؤ! تمہارے دشمن مر گئے۔ یہ سن کر سب مسلمان نکلیں گے اور اپنے جانوروں کو چرنے کے لیے چھوڑیں گے۔ (جو مدت سے بیچارے بند ہوں گے) ان کے چرنے کو کچھ بھی نہ ہوگا سوائے یاجوج اور ماجوج کے گوشت کے؛ وہ ان کا گوشت کھا کر خوب موٹے ہوں گے جیسے کبھی کوئی گھاس کھا کر موٹے ہوتے تھے۔'' (ابن ماجه)

یک روایت میں حضرت عطیہ عوفی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ (یاجوج ماجوج) جو کچھ بھی زمین میں ہوگا، سب کو ہلاک کر دیں گے سوائے ان لوگوں کے، جو قلعہ بند ہوں گے۔ جب وہ زمین والوں سے فارغ ہو جائیں گے تو آپس میں ایک دوسرے کی جانب متوجہ ہوں گے؛ اور کہیں گے: بے شک اب وہ لوگ باقی بچے ہیں جو قلعے میں ہیں، یا پھر جو آسمان میں

ہیں۔ پس وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ وہ تیر خون سے رنگین واپس ان پر گریں گے۔ تو وہ کہیں گے: اب تمہیں آسمان والوں سے نجات مل گئی، صرف قلعے والے باقی رہ گئے۔ وہ اہل قلعہ کا محاصرہ کرلیں گے، یہاں تک کہ ان پر بہت سخت وقتِ آزمائش آن پڑے گا۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا کردے گا، وہ ان کی گردنوں کو توڑ دیں گے۔ وہ ایک دوسرے پر مرے ہوئے گر پڑیں گے۔ تو (قلعہ میں محصور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے) ایک انسان کہے گا: کعبے کے رب کی قسم! اللہ تعالیٰ نے انہیں مار ڈالا۔ تو وہ کہیں گے: یہ دھوکہ دینے کے لیے ایسا کرتا ہے۔ تاکہ ہم ان کی طرف نکلیں اور یہ ہمیں بھی ایسے ہلاک کردیں جیسے ہمارے بھائیوں کو ہلاک کردیا ہے۔ وہ آدمی کہے گا: میرے لیے دروازہ کھولو۔ تو اس کے ساتھی کہیں گے: ہم دروازہ نہیں کھولیں گے۔ تو وہ کہے گا: مجھے کوئی رسی دے دو (تاکہ میں اس کے ذریعہ دیوار پھلانگ کر باہر جاسکوں) جب وہ باہر اترے گا تو دیکھے گا کہ وہ سب مردہ پڑے ہیں۔''

یاجوج ماجوج کے بعد کوئی جنگ نہیں ہوگی

جب اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو ہلاک کردے گا تو مومنین کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں بچے گا۔ اس وقت برکات اور خیرات پھیل جائیں گی۔ ان کے دل بڑے صاف ہوں گے۔ اس کے بعد کوئی لڑائی یا جنگ باقی نہیں رہے گی۔

سیدنا سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ وہ فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! گھوڑے چھوڑ دیے گئے ہیں اور اسلحہ بھی رکھ دیا گیا ہے، اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اب جنگ نے اپنے ہتھیار رکھ دیے ہیں'' (یعنی اب جنگ نہیں ہوگی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انہوں نے جھوٹ بولا، لڑائی وقتال کا وقت اب آیا ہے۔ اور بے شک میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ جہاد کرتا رہے گا؛ اور کوئی مخالفت کرنے والا انہیں ہرگز نقصان نہیں دے سکے گا؛ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے

دل میں ٹیڑھا پن پیدا کردے گا اور ان کو ان سے روزی دے گا؛ وہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے۔ اور جنگ اپنے ہتھیار نہیں رکھے گی یہاں تک کہ یاجوج ماجوج نکل آئیں۔"

(معجم الکبیر للطبرانی ، سلسلة الصحیحه :۱۹۳۵)

یاجوج ماجوج کے بعد حج ہوگا

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی ضرور بالضرور بیت اللہ کا حج کیا جائے گا اور عمرہ کیا جائے گا۔"

(بخاری)





کیا کسی نے یاجوج ماجوج کے آگے ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار کو دیکھا ہے یا دیکھنا ممکن ہے؟

صحابہ میں سے ایک آدمی نے اسے دیکھا ہے۔ امام بخاری نے تعلیقات میں واضح الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں نے ایک رکاوٹ دیکھی ہے، جو کہ چتر دار کپڑے کی طرح، تو آپ نے فرمایا: "تم نے اسے دیکھا ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کو ابن ابی عمر نے سعید بن ابی عروبہ سے اور انہوں نے قتادہ سے نقل کرتے ہوئے اور انہوں نے مدینہ منورہ کے آدمی سے نقل کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا ہے۔ اس آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تھا: یا رسول اللہ! میں نے یاجوج ماجوج کی دیوار دیکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے اسے کیسے دیکھا ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا: جیسے چترا دار چادر جس میں ایک لائن سرخ اور ایک لائن سیاہ ہو۔ آپ نے فرمایا: ''یقیناً تم نے اسے دیکھا ہے۔'' (فتح الباری: ۱۰/ ۱۲۹)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس ڈیم اور بادشاہوں کے اس تک پہنچنے کی کوششوں کے قصے ذکر کیے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:



''خلیفہ واثق باللہ نے اپنی حکومت کے بعض امراء کو (اس مشن پر) بھیجا اور ان کے ساتھ لشکر بھی تیار کیا؛ تاکہ وہ اس ڈیم کو دیکھ کر اس کا پتہ لگا سکیں؛ اور واپسی کے اس کی مواصفات بیان کریں۔ یہ لشکر شہر در شہر اور ملک در ملک گھومتا رہا؛ یہاں تک کہ اس ڈیم تک پہنچ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ یہ لوہے اور پیتل سے تعمیر شدہ دیوار ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے اس دیوار میں ایک بہت بڑا دروازہ دیکھا، جس پر بہت بڑے تالے لگے ہوئے تھے اور کچھ باقی بچی ہوئی اینٹیں دیکھیں جو اس ڈیم کی تعمیر کرتے ہوئے بچ گئی تھیں۔ اور اس کے پاس بادشاہوں کی طرف سے مقرر شدہ کچھ اسلحہ بند پہرے دار ہیں، اور یہ دیوار بہت ہی بلند ہے، جس پر چڑھنا ناممکن ہے اور نہ ہی اس کے آس پاس کے پہاڑوں پر چڑھنا ممکن ہے۔ پھر یہ لوگ واپس اپنے ملک کو آگئے۔ وہ اس سفر کے دوران دو سال کے لیے غائب رہے۔ انہوں نے بہت خوفناک اور حیران کن مناظر دیکھے۔''

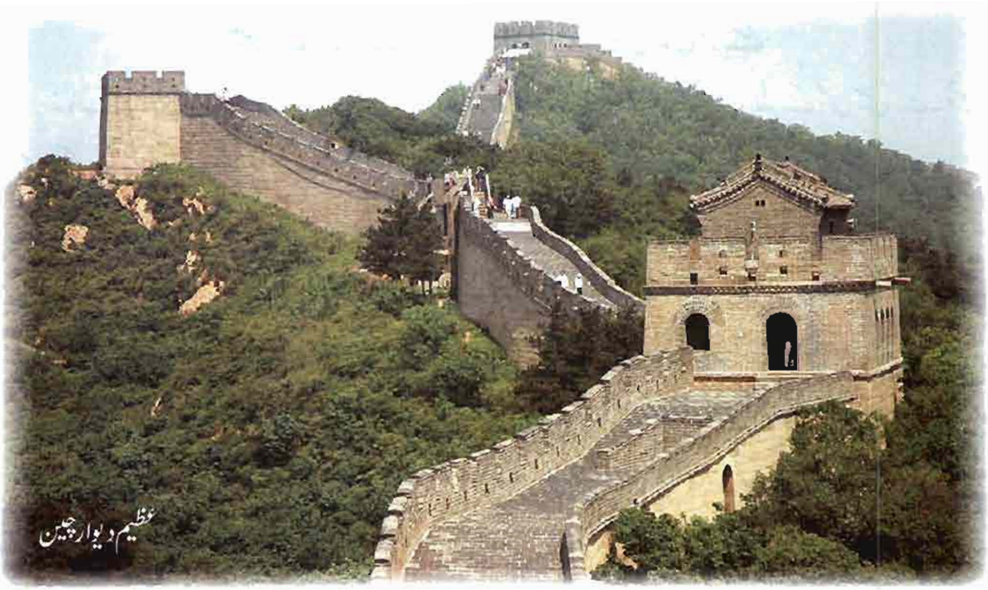
(البدایہ و النہایہ: ۷/ ۱۲٦)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس واقع کی کوئی سند ذکر نہیں کی۔ اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی گفتگو کی ہے۔

کیا دیوارِ ذوالقرنین کا دیوارِ چین ① سے کوئی تعلق ہے؟

دیوارِ ذوالقرنین اور دیوارِ چین کے مابین کئی وجوہات کی بنا پر فرق پایا جاتا ہے:

1. جو دیوار حضرت ذوالقرنین نے تعمیر کی تھی؛ وہ یاجوج ماجوج کو روکنے کے لیے تعمیر کی تھی؛ جب کہ دیوارِ چین چینی حکمرانوں نے اپنی حکومتوں کی حفاظت کے لیے تعمیر کی تھی۔
2. دیوارِ ذوالقرنین آیت کی روشنی میں لوہے اور تانبے سے تعمیر کی گئی ہے۔ جب کہ دیوارِ چین پتھروں اور اینٹوں سے تعمیر کردہ ہے۔



① دیوارِ چین تاریخ کی سب سے لمبی تعمیر ہے، جس کی لمبائی ۶۴۰۰ کلومیٹر تک پہنچتی ہے۔ جسے ہاتھوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر ۴ قبل مسیح شروع ہوئی، اور ۱۷ صدی عیسوی کے شروع تک جاری رہی۔ اس دیوار کی تعمیر کا مقصد ملک کی شمالی حدود کو حملہ آوروں سے محفوظ بنانا تھا۔ یہ دیوار چین کے شمال میں مشرقی ساحل سے شروع ہوتی ہے۔ شمال وسطی چین میں یہ دیوار سالہا سال گزرنے کے ساتھ گر گئی ہے؛ اس میں سے کچھ حصوں کی مرمت بھی کی گئی ہے۔ اس دیوار کے بڑے حصے کی لمبائی ۳۴۶۰ کلومیٹر ہے۔ اس دیوار کی اونچائی ۵ء۷ میٹر ہے۔ جب کہ اس کی چوڑائی ابتدائی جیس میں ۵ ۷ میٹر ہے جو کہ بعض مقامات پر تنگ ہو کر صرف ساڑھے چار میٹر رہ جاتی ہے۔ اور اس میں ایک سو اسی میٹر کے فاصلے پر نگرانی کے لیے ٹاور تعمیر کیے گئے ہیں۔ اس کے بڑے حصے صدیاں گزرنے کے ساتھ گر گئے ہیں۔ کیمونیسٹ حکومت نے جب ۱۹۴۹ء اقتدار سنبھالا تو تین بڑے حصوں کو دوبارہ تعمیر کیا تھا۔ اب اس دیوار کو دفاع کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔

3. دیوار ذوالقرنین دو پہاڑوں کے درمیان درّے کو بند کرنے کے لیے تعمیر کی گئی تھی؛ چونکہ یہی وہ واحد راستہ تھا جہاں سے گزر کر یاجوج ماجوج بیرونی دنیا میں جاتے تھے۔ جب کہ دیوار چین پہاڑی چوٹیوں اور گزرگاہوں پر تعمیر کردہ ہے جو کہ مشرق سے مغرب تک ہزاروں میل پر پھیلی ہوئی ہے۔
4. دیوار ذوالقرنین کو پھاڑنا یا توڑنا ممکن نہیں، صرف آخری زمانے میں جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، تو اس میں سوراخ ہوسکے گا۔ جب کہ دیوار چین کو کئی جگہ سے توڑا گیا ہے، کہیں سے وہ خود گرگئی ہے، اور لوگوں نے بھی اس میں کمی بیشی کردی ہے، اور لوگ اس سے آتے جاتے ہیں۔

سیٹلائٹ سیارے اس ڈیم کا انکشاف کیوں نہیں کرسکے

زمانے کے ہر ایک ٹھکانے اور اس میں موجود تمام مخلوقات کا پتہ لگانا صرف ایک اللہ کے بس میں ہے۔ جس پر اس کے علاوہ کوئی اور دوسرا قدرت نہیں رکھتا۔ اللہ ہی ہر چیز کے علم کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

اگر ہم کسی چیز کا پتہ نہ لگا سکیں جیسے دجال کا ٹھکانہ، یاجوج ماجوج کا ڈیم، یا بعض دوسری مخلوقات؛ تو اس سے مراد ہرگز یہ نہیں ہوسکتی کہ یہ چیزیں موجود ہی نہیں۔ ایسے بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یاجوج وماجوج اور ان کا ڈیم دیکھنے سے پھیر دیا ہو، یا ان کے مابین کوئی ایسی چیزیں حائل کردی ہوں جن کی موجودگی میں ان تک رسائی ممکن نہ ہو۔ جیسے کہ بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا، جب اللہ تعالیٰ نے ان کو وادی التیہ میں بھٹکا دیا۔ تو وہ چالیس سال تک چند میل کے فاصلے پر بھٹکتے رہے، مگر راستہ نہ پاسکے۔ اور نہ ہی لوگوں کو ان کے بارے میں اطلاع ہوئی، یہاں تک کہ یہ مدت چالیس سال ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے، اور اس نے ہر چیز کے لیے ایک اجل اور وقت مقرر کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور قرآن کو تیری قوم (قریش) نے جھٹلایا اور وہ سچ ہے (اے پیغمبر) کہہ دے میں تم پر داروغہ نہیں ہوں۔ (اللہ نے جو خبر دی ہے) ہر خبر کا ایک ٹھہرا ہوا وقت ہے اور اب تم کو معلوم ہو جائے گا۔''

(الانعام: ٦٦۔٦٧)

جس چیز کا انکشاف کرنے سے پہلے لوگ عاجز آگئے تھے، اس کے انکشاف سے بعد والے لوگ بھی عاجز آجائیں گے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ آخر میں ...... قاضی

عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یاجوج ماجوج کے بارے میں وارد احادیث اپنی حقیقت کے مطابق خبریں ہیں جن پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ اس لیے کہ یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور احادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ان کی کثرت کی وجہ سے کسی کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ اور یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ان مومن ساتھیوں کا محاصرہ کریں گے جو دجال کے فتنہ سے بچ گئے ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ان پر بددعا کریں گے، تو اللہ تعالیٰ ان تمام کو یکدم (ایک کیڑے سے) ہلاک کردے گا۔ پھر زمین میں ان کی بدبو پھیل جائے گی، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جو انہیں اچک کر دوسری کسی جگہ پر پھینک دیں گے۔" (مرقاۃ المفاتیح)

کیا مسلمانوں پر واجب ہوگا کہ وہ یاجوج ماجوج سے جنگ کریں؟

سوال :...... آخر میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں پر واجب ہوگا کہ وہ یاجوج ماجوج سے جنگ کریں؟

جواب:...... نہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے: "میں نے اپنے ایسے بندوں کو بھیج دیا جن کے ساتھ مقابلہ کی سکت کسی میں بھی نہیں، تم میرے بندوں کو لے کر طور میں پناہ گزین ہو جاؤ۔" (مسلم)

۴-۵-۶

تین گرہن

قیامت کی بڑی علامات



قیامت کی جن بڑی نشانیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہیں، ان میں سے تین جگہ پر خسف (زمین کے دھنسنے) کے واقعات ہیں۔ جس سے لوگ ہیبت کھا جائیں گے، اور ان کے دلوں میں ان نشانیوں کا بہت بڑا اثر ہوگا۔

خسف کا معنی

خسف کا معنی ہے زمین کا پھٹ جانا، اور جو کچھ اس کے اوپر ہے وہ زمین کے اندر چلا جانا۔ ماضی اور حاضر میں کئی قسم کے خسف کے واقعات پیش آ چکے ہیں؛ جو کہ اپنی قوت اور حجم کے لحاظ سے مختلف تھے۔ مگر جن خاص قسم کے خسوف (دھنسنے کے واقعات) کی خبر حدیث میں ہے، ان کی ایک بہت ہی عجیب کیفیت ہوگی، اور ان کی خبر ہر طرف پھیل جائے گی۔ وہ تین دھنسنے کے واقعات جو کہ احادیث میں وارد ہوئے ہیں؛ جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں اور آخری زمانے میں ہوں گے، ان پر بہت ساری نصوص دلالت کرتی ہے۔



زمین دھنسنے کی تصویر جو ڈنمارک میں رونما ہوا اور یہ وہ خسف نہیں ہے جس کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔



ڈنمارک میں رونما ہونے والے خسف کی مختلف تصاویر۔

خسف کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث

سیّدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟** انہوں نے عرض کیا **ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لوگے پھر آپ نے ذکر کیا:

۱۔ دھواں



۲۔ دجال

۳۔ دابۃ الارض (چوپایہ)

۴۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

۵۔ سیّدنا عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا

۶۔ یاجوج ماجوج

تین جگہوں کے دھنسنے کے واقعات:





۷۔ ایک دھنسنا مشرق میں

۸۔ ایک دھنسنا مغرب میں

۹۔ ایک دھنسنا جزیرۃ العرب میں۔

۱۰۔ یمن سے نکلنے والی آگ جو لوگوں کو حشر (جمع ہونے کی جگہ) کی طرف لے جائے گی۔'' (مسلم)

عمومی خسف کے بارے میں احادیث

بعض احادیث مبارکہ میں ان تین میں سے ایک خسف کی تحدید وارد ہوئی ہے جس میں خسف کی جگہ اور سبب مقرر ہے، یہ خسف جزیرۃ العرب میں ہوگا۔ سیّدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



''ایک خلیفہ کی موت کے وقت لوگوں میں (اگلا خلیفہ منتخب کرنے میں) اختلاف ہو جائے گا؛ اس دوران ایک آدمی مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف بھاگے گا۔ لوگ اسے خلافت کے لیے نکالیں گے؛ لیکن وہ اسے ناپسند کرتا ہوگا۔ پھر لوگ ان کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے۔ پھر اہل شام ان کی طرف ایک لشکر بھیجیں گے؛ تو وہ لشکر ''بیداء'' کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے) جب لوگ اس لشکر کو دیکھیں گے تو اہل شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں ان کے پاس آئیں گی ان سے بیعت کریں گی۔'' (ابن حبان، ابو داؤد)

خسف کے بارے میں چند دیگر احادیث

یہ واقعات لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے پیش آئیں گے۔

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس امت کے کچھ لوگ رات کھانے پینے پر اور لغو باتوں (کھیل و مستی) میں گزاریں گے، اور جب صبح ہوگی تو ان کی شکلیں بندر اور خنزیر کی شکلوں سے بدل دی جائیں گی۔ اور ضرور بالضرور قبیلوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، اور ان کے گھروں کو بھی زمین میں دھنسا دیا جائے گا؛ یہاں تک کہ صبح ہوگی تو لوگ کہیں گے: آج رات بنی فلاں کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ آج رات فلاں قوم کی بستی کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اور ان پر پتھر برسانے والی ہوا مسلط کی جائے گی۔ اور ان پر آندھی کے جھکڑ چلائے جائیں گے۔ (وہ ہوا) انہیں ایسے اکھیڑ کر رکھ دے گی جیسے ان سے پہلے لوگوں کو اکھیڑ کر رکھ دیا تھا شراب پینے، سود کھانے اور ریشم پہننے؛ گانے بجانے والیاں رکھنے اور قطع رحمی کرنے کی وجہ سے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور نشانی بھی ذکر کی تھی جو کہ میں بھول گیا۔'' (مستدرك حاكم)

- سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں زمین میں دھنسے شکلیں بگڑنے اور آسمانوں سے پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔'' (حاکم)

- سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک شخص اپنی ازار تکبر سے لٹکائے ہوئے جا رہا تھا کہ زمین میں دھنس گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔'' (متفق عليه)

- سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:



''اے انس! بے شک لوگ شہروں کو آباد کریں گے اور بے شک ان شہروں میں ایک شہر ایسا ہے جسے بصرہ یا بصیرہ کہا جائے گا پس اگر تو اس کے پاس گزرے یا اس میں داخل ہو تو اس کی رطوبت والی (نمکین) زمین سے بچ کر رہنا اور اس کی ''کلّا

"(جگہ کا نام ہے) سے اور اس کے بازاروں سے اور اس کے امراء کے دروازوں سے بچتے رہنا۔ اور تمہارے اوپر لازم ہے کہ اس کے جنگلات ومضافات کا رخ کرنا اس لیے کہ وہاں زمین میں دھنسنے، پتھر برسنے، زلزلے واقع ہونے عذاب نازل ہوں گے اور ایک قوم رات گزرے گی اور جب صبح ہوگی تو وہ بندر اور خنزیر ہو جائیں گے۔" (ابو داؤد)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ لوگ نئے شہر آباد کریں گے، ان میں سے ایک شہر ایسا ہوگا جسے بصرہ کہا جائے گا۔ تو آپ ﷺ نے سیّدنا انس کو خبردار کیا اگر وہ اس شہر میں چلے جائیں تو وہاں کی نمکین زمین سے بچ کر رہیں۔ اور اس کے "کلّا" نامی مقام اور بازاروں سے بچ کر رہنا جہاں پر لوگ خرید وفروخت کے لیے جمع ہوتے ہیں، اور وہاں کے ظالم امراء کے دروازوں پر جانے سے منع کیا؛ اس لیے کہ اس شہر میں دھنسنے، آسمانوں سے پتھر برسنے، شکلیں بگڑنے اور زلزلہ آنے کے واقعات پیش آئیں گے۔

آپ نے رہنمائی فرمائی کہ اس کے گرد ونواح اور آس پاس میں رہیں، اس لیے کہ یہ مقام ہلاکت سے دور ہیں۔

❀ سیّدنا نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک ایک آدمی جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، اور عرض کرنے لگا:

"فلاں نے آپ کو سلام کہا ہے۔ فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے دین میں نئی بات ایجاد کی ہے اگر واقعی اس نے بدعت ایجاد کی ہے تو اسے میری طرف سے سلام مت کہنا کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میری امت (یا اس امت) میں صورتیں بگڑیں گی اور زمین میں دھنسایا جائے گا اور سنگباری ہوگی اور یہ سب کچھ منکرین تقدیر کے ساتھ ہوگا۔" (سنن ابن ماجه ، ترمذي)

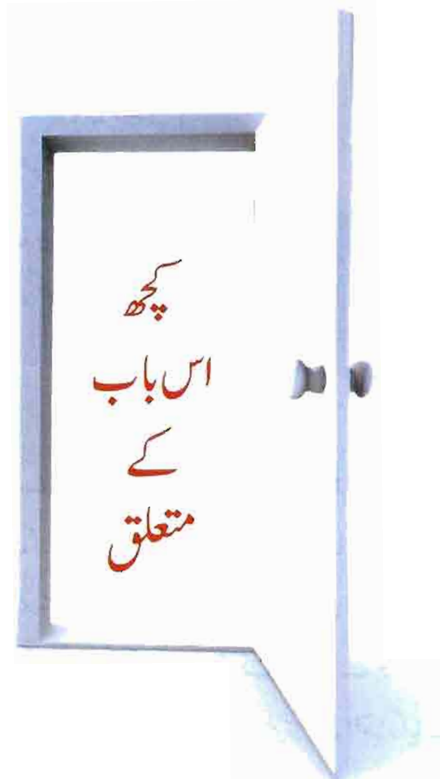
ان احادیث مبارکہ میں زمین میں دھنسنے کے کئی قسم کے واقعات کے بارے میں خبریں وارد ہوئی ہیں۔

رہے وہ تین بڑے خسوف (زمین میں دھنسنے) کے واقعات جو کہ آخری زمانے میں ہوں گے تو ان میں سے ایک واقعہ کے بارے میں گزر چکا جس میں جگہ اور تعین کا سبب موجود ہے۔ جب کہ دوسرے دو واقعات آخری زمانے میں ہوں گے، لیکن مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں ان کی جگہ یا سبب کا تعین ہو۔ واللہ اعلم

۷

دھواں

قیامت کی بڑی علامات



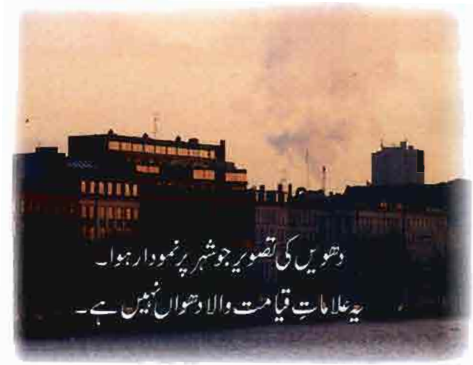
قیامت کی نشانیاں کئی طرح کی ہیں۔ ان میں سے کچھ زمین سے تعلق رکھتی ہیں، جیسے کہ زمین کا دھنسنا، اور قحط سالی، اور ان میں سے کچھ لوگوں سے متعلق ہیں، جیسے عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت، اور ان میں سے کچھ اخلاق سے متعلق ہیں جیسے زنا کا پھیل جانا اور ان میں سے کچھ فلک اور آسمان سے تعلق رکھتی ہیں؛ ان میں سے ایک دھواں ہے۔

- دھویں سے مراد کیا ہے؟
- کیا یہ نشانی پیش آ چکی ہے؟
- اس میں کیا حکمت ہے؟

اس نشانی کے قیامت کی نشانی ہونے کے بارے میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

”(اے پیغمبر) اس دن کا انتظار کیجیے جب آسمان سے ایک کھلا دھواں اٹھے گا۔ لوگوں پر چھا جائے گا

(کہیں گے) یہ تو تکلیف کا عذاب ہے۔اے مالک! ہمارے یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے ہم ایمان لائیں گے۔ان کو (اس دھوئیں سے) کہاں نصیحت ہوگی اور (ان کا تو حال یہ ہے) ان کے پاس ایک پیغمبر آچکا جس نے کھول کر سنادیا۔ (سب باتیں بتادیں)''(الدخان: ۱۰-۱۳)


دھوئیں کی تصویر جو شہر پر نمودار ہوا۔
یہ علاماتِ قیامت والا دھواں نہیں ہے۔

دھویں کے بارے میں علمائے کرام کے دو اقوال

بعض علمائے کرام کا خیال یہ ہے کہ یہاں پر دھویں سے مراد وہ قحط سالی اور بھوک و تنگی ہے جو قریش پر مسلط ہوئی تھی۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب نبی کریم ﷺ نے قریش پر بددعا کی تھی؛ جب انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا تھا؛ تو حالات ایسے ہوگئے کہ وہ لوگ اگر آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو انہیں شدت آزمائش کی وجہ سے دھویں کے سوا کچھ بھی نظر نہ آتا۔ یہی قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا ہے، اور سلف صالحین کی ایک جماعت ان کی اتباع کی ہے۔ اور علامہ ابن جریر طبری نے اسے راجح قرار دیا ہے۔

سیّدنا مسروق بن اجدع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ'' ہم جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے(اور وہ ہمارے درمیان لیٹے ہوئے تھے کہ) ان کے پاس ایک آدمی نے آکر عرض کیا: ''اے ابوعبدالرحمٰن! ایک قصہ گو بیان کر رہا ہے اور گمان کرتا ہے؛ کہ قرآن میں جو دھوئیں کی آیت ہے وہ دھواں آنے والا ہے، پس وہ کفار کی سانسوں کو روک لے گا؛ اور مومنین کے ساتھ صرف زکام کی کیفیت پیش آئے گی۔''

حضرت عبداللہ غصہ سے اٹھ بیٹھے؛ پھر فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو تم میں سے جو کوئی بات جانتا ہو تو وہ اپنے علم کے مطابق ہی بیان کرے؛ اور جو بات نہیں جانتا تو کہے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کیوں کہ تم میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جو جس بات کو نہ جانتا ہو اس کے بارے میں کہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے، پس بے شک اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

''آپ ﷺ فرمادیں میں تم سے اس بات پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں

میں سے ہوں۔“

جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں سے بعضوں کی روگردانی دیکھی تو فرمایا:

”اللہ نے اس پر سات سالہ قحط نازل فرمایا جیسا کہ یوسف کے زمانہ میں سات سالہ قحط نازل ہوا تھا۔“

”(ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا) پس ان پر ایک سالہ قحط آیا جس نے ہر چیز کو ملیا میٹ کر دیا یہاں تک کہ بھوک کی وجہ سے چمڑے اور مردار کھائے گئے۔ اور ان میں سے جو کوئی آسمان کی طرف نظر کرتا تھا تو دھوئیں کی سی کیفیت دیکھتا تھا۔“ ❶



سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں:

”پانچ باتیں گزر چکی ہیں:

۱۔ لزام: [اس پکڑ سے مراد بدر کے دن کی پکڑ ہے]

۲۔ اور روم [مراد روم کی فتح ہے]

۳۔ بطشہ (پکڑ) [مقصود غزوہ بدر کی پکڑ ہے]

۴۔ چاند [مراد چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہے]

۵۔ دھواں [کی علامات کی نشانیاں گزر چکی ہیں]“ (مسلم)

بہت سارے علمائے کرام کا خیال ہے کہ دھواں ان نشانیوں میں سے ہے جو ابھی تک پوری نہیں ہوئیں، اور قرب قیامت میں یہ نشانی بھی پوری ہوگی۔ یہی قول حضرت علی بن ابو طالب، ابن عباس اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اجمعین کا قول ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے آیات و احادیث سے استدلال کرتے ہوئے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ ان احادیث کا ذکر گزر چکا ہے۔

بعض علمائے کرام نے ان دونوں اقوال کے مابین جمع کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دھویں سے مراد دو دھوئیں

❶ پس آپ ﷺ کے پاس ابوسفیان حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد! بے شک آپ اللہ کی اطاعت کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دینے کے لیے تشریف لائے ہیں اور بے شک آپ ﷺ کی قوم و برادری تحقیق ہلاک ہو چکی آپ ﷺ اللہ سے ان کے لیے دعا مانگیں اللہ رب العزت نے فرمایا: آپ ﷺ انتظار کریں اس دن کا جس دن کھلم کھلا دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہے بے شک تم لوٹنے والے ہو۔“ ۔۔۔ تک نازل فرمائیں تو انہوں نے کہا: کیا آخرت کا عذاب دور کیا جا سکتا ہے۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: جس دن ہم پکڑیں گے بڑی گرفت کے ساتھ بے شک ہم بدلہ لینے والے ہوں گے۔ ۔۔ تکمیل حدیث از مترجم

ہیں۔ ان میں سے ایک دھواں ظاہر ہو چکا ہے (جیسا کہ ابن مسعود کا قول ہے)؛ اور دوسرا دھواں ابھی ظاہر ہونا ہے جو کہ آخری زمانے میں ہوگا، پہلی جو نشانی ظاہر ہو چکی وہ وہی ہے جو قریش میں دھویں کی شکل میں ظاہر ہوئی، یہ وہ حقیقی دھواں نہیں ہے جو کہ قرب قیامت میں اس وقت ظاہر ہوگا جب باقی نشانیاں بھی ظاہر ہوں گی۔ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ "وہ دو قسم کے دھویں ہوں گے، ایک قسم کا دھواں گزر چکا ہے، اور جو دھواں باقی رہتا ہے وہی ہے جو آسمان اور زمین کو بھر دے گا، مومن کو اس سے صرف زکام جتنا احساس ہوگا، جب کہ کافر کے کانوں میں سوراخ ہو جائیں گے۔" (التذکرہ از امام قرطبی: ٦٥٥)

اس میں راجح قول یہی ہے کہ یہ دھواں ان نشانیوں میں سے ایک ہے جن کا انتظار کیا جا رہا ہے اور ابھی تک یہ نشانی پیش نہیں آئی۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مفہوم ہے:

"تو (اے پیغمبر) اس دن کا انتظار کر جب آسمان سے ایک کھلا دھواں اٹھے گا۔" (الدخان: ١٠)

یعنی آسمان میں ایسا صاف اور واضح دھواں ظاہر ہوگا جسے ہر کوئی دیکھ سکے گا (کسی کی آنکھوں سے اوجھل نہیں رہے گا) رہا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ قول جو کہ انہوں نے قریش کے بارے میں بیان کیا ہے؛ بے شک وہ ایک خیال ہے، جو کہ وہ بھوک کی شدت اور قحط سالی کی وجہ سے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ایسے ہی ہے: "وہ لوگوں کو ڈھانک لے گا"...... یعنی حقیقی طور پر ان کو گھیر لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: "یہ دردناک عذاب ہے"...... یعنی لوگوں سے کہا جائے [کہ یہ دردناک عذاب ہے] اور دھویں نے ان کو خوفزدہ کر رکھا ہوگا، یہی دردناک عذاب ہوگا۔

دھویں کے بارے میں وارد احادیث

❀ سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟" انہوں نے عرض کیا: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لو گے پھر دھویں دجال......" (مسلم)

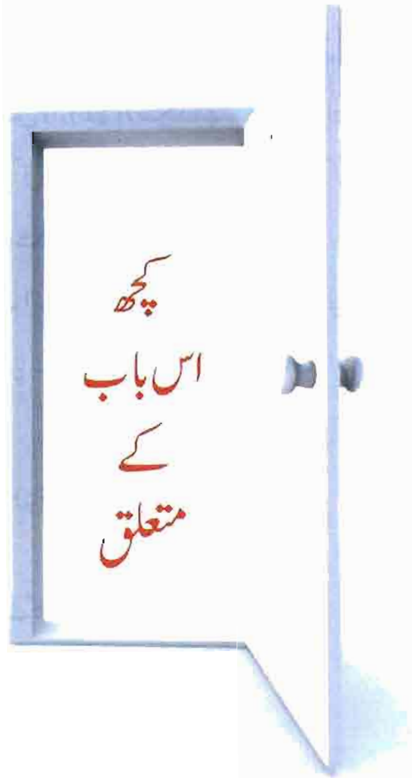
❀ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھ باتوں سے پہلے پہلے اعمال کرنے میں جلدی کرو سورج کے مغرب سے طلوع ہونے دھوئیں دجال دابہ تم میں سے کسی خاص کی موت یا سب کی موت یعنی قیامت سے پہلے۔'' (مسلم)

❀ جناب عبداللہ بن ابوملیکہ فرماتے ہیں: ایک صبح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، تو انہوں نے کہا: آج رات میں ایک پل بھی نہیں سویا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ فرمانے لگے: '' (آج رات) ایک دم دار ستارہ طلوع ہوا؛ میں ڈر گیا کہ کہیں یہی دھواں نہ چھوڑ دیا گیا ہو، تو میں سو نہیں سکا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر میں محل شاہد دھویں سے ان کا خوف ہے۔ اس لیے کہ دھواں قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

٨

چوپایہ



آخری زمانے میں جب فساد بہت زیادہ پھیل جائے گا، اور برائیوں کا غلبہ ہوگا اور لوگ ان چیزوں کے عادی ہو جائیں گے اور اچھے اور برے آپس میں مل جائیں، مومن اور منافق ایک ہو جائیں گے بلکہ مسلمان اور کافر ایک ہو جائیں گے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ اس چوپائے کو نکلنے کی اجازت دے گا۔

یہ چوپایہ کیا ہے؟

یہ کہاں سے اور کب نکلے گا؟

اور یہ چوپایا کرے گا کیا کیا؟

چوپائے کے متعلق آیات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا؛ ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے

جو ان سے باتیں کرتا ہوگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔" (النمل: ۸۲)

اللہ تعالیٰ کے فرمان: [آیت میں وارد لفظ] (تکلمھم) سے مراد کیا ہے؟ کہا گیا ہے: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ان سے کلام کرے گا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: اس سے مراد ہے کہ وہ انہیں زخمی کرے گا۔ اس چوپائے کی صفات کے بارے میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔

امام ماوردی اور امام ثعلبی نے اس چوپائے کی بڑی عجیب صفات بیان کی ہیں، جن پر کوئی دلیل دلالت نہیں کرتی، مقال کے طور پر کہ: اس چوپائے کا سر بیل کے سر کی طرح ہوگا، اور اس کے کان اونٹ کے کانوں کی طرح ہوں گے۔

مگر ہمیں اس کی صفات پتہ ہیں کہ......

- یہ ایک حقیقی چوپایہ ہوگا
- یہ لوگوں سے بات چیت کرے گا
- یہ جانور زمین سے نکلے گا

یہ چوپایہ کہاں سے نکلے گا؟

- کہا گیا ہے کہ یہ جانور مکہ مکرمہ میں صفاء کے پہاڑ سے نکلے گا۔
- یہ بھی کہا گیا ہے کہ کعبہ کے نیچے سے نکلے گا۔
- یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی بھی صحراء سے نکلے گا۔



لیکن اس جانور کے نکلنے کی جگہ کے بارے میں ایک بھی صحیح اور ثابت شدہ حدیث نہیں ہے، اس لیے ہم کہتے ہیں کہ: ہم اس جانور کے نکلنے کے بارے میں ایمان رکھتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں خبر دی ہے، مگر یہ نہیں جانتے کہ کہاں سے اس کا خروج ہوگا۔

اس چوپائے کی حقیقت کیا ہے؟

- کہا گیا ہے کہ یہ جانور ایک آدمی ہوگا؛ لوگوں سے جھگڑا کرے گا؛ یہ قول باطل ہے۔
- ایک قول یہ ہے کہ یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہوگی۔
- یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا بچہ ہوگا۔

یہ چوپایا کیا کرے گا؟

یہ چوپایا لوگوں سے کہے گا: (بے شک لوگ ہماری نشانیوں پر ایمان نہیں رکھتے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا؛ ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔'' (النمل: ۸۲)

لوگوں کو نشان زدہ کرے گا:

نشان زدہ کرنے سے مراد آگ سے ڈنک لگانا ہے۔ سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چوپائے کو نکالا جائے گا، وہ لوگوں کے ناک پر نشان لگائے گا، پھر وہ (نشان زدہ افراد عام) لوگوں میں مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی اونٹ خریدے گا، تو اس سے کہا جائے گا تم نے یہ اونٹ کس سے خریدا؟ وہ کہے گا: میں نے ایک ایسے آدمی سے خریدا ہے جس کی ناک کا ایک طرف داغدار تھا؟'' (مسند احمد)

- اس داغ کی کیفیت کیا ہوگی، کیا یہ داغ ہمیشہ رہے گا؟
- کیا آنے والی نسلوں میں بھی یہ نشان ہوگا؟
- جب چوپایہ لوگوں کو نشان لگادے گا، اور حق باطل سے واضح ہو جائے گا اور مومن اور کافر جدا جدا ہو جائیں گے، تو پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟

ایک زمانے تک لوگ اسی حال پر رہیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی انسان دوسرے کو آواز دے گا اے مومن، یا کہے گا: ''اے کافر!'' یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ قیامت قائم کرنے کا ہوگا تو ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا، جو





داغنے کے نشانات جو عرب لوگ استعمال کرتے ہیں۔

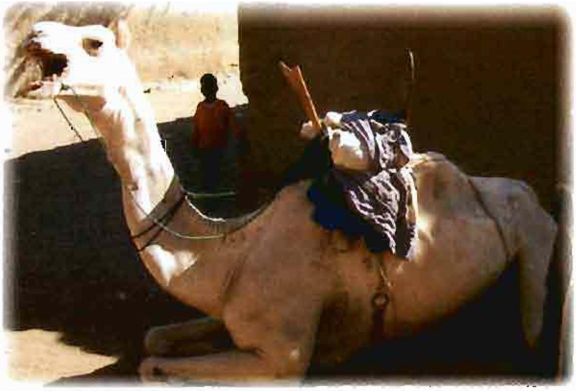
مومنین کی روحوں کو قبض کر لے گی۔ اس لیے کہ قیامت صرف برے لوگوں پر قائم ہوگی۔ اور مومنین کو فزع اکبر (بڑا خوف) کچھ بھی غمگین نہ کر سکے گا۔ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دجال میری امت میں خروج کرے گا۔ اور ان میں چالیس دن ٹھہرے گا۔ میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا؛ گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ہیں؛ تو وہ تلاش کر کے دجال کو قتل کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال اس طرح گزاریں گے کہ کسی بھی دو اشخاص کے درمیان کوئی عداوت نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جس سے زمین پر کوئی بھی ایسا آدمی باقی نہیں رہے گا مگر اس کی روح قبض کر لی جائے گی جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی بھلائی یا ایمان ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی پہاڑ کے اندر داخل ہوگیا؛ تو وہ ہوا اس پہاڑ میں اس آدمی تک پہنچ کر اس کی روح قبض کر کے ہی چھوڑے گی۔ اسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ پھر برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے؛ جو چڑیوں کی طرح جلد باز اور بے عقل؛ درندہ صفت ہوں گے۔ وہ کسی نیکی کو نہ پہچانیں گے اور نہ برائی کو برائی تصور کریں گے۔ ان کے پاس شیطان کسی بھیس میں آئے گا تو وہ کہے گا: ''کیا تم میری بات نہیں مانتے؟ تو وہ کہیں گے کہ: تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟

تو شیطان انہیں بتوں کی پوجا کرنے کا حکم دے گا؛ اور وہ اسی بت پرستی میں ڈوبے ہوئے ہوں گے ؛ان کا رزق اچھا ہوگا۔ اوران کی زندگی عیش و عشرت کی ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا جو بھی اس کی

آواز سنے گا وہ اپنی گردن کو ایک مرتبہ ایک طرف جھکائے گا؛ اور دوسری طرف سے اٹھالے گا۔ اور جو شخص سب سے پہلے صور کی آواز سنے گا وہ اپنے اونٹوں کا حوض درست کر رہا ہوگا؛ وہ بے ہوش ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔" (مسلم)

اور ایک روایت میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



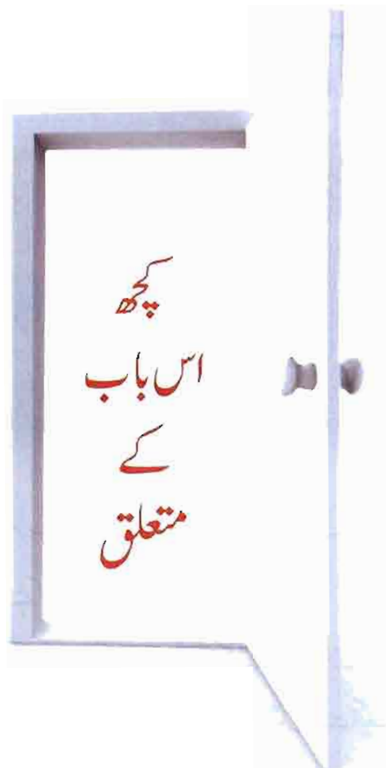
"بے شک اللہ تعالیٰ یمن سے ایک ہوا بھیجیں گے جو ریشم سے زیادہ نرم ہوگی، وہ کسی ایک جی کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گی جس میں ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا، یا فرمایا کہ جس جی میں ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اسے قبض کر لے گی۔" (مسلم)

اس ہوا کے بعد برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے، قیامت ان پر ہی قائم ہوگی۔

٩

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

قیامت کی بڑی علامات



وہ نشانیاں جن کا مشاہدہ چھوٹا بڑا ہر انسان کرے گا، وہ نظام افلاک کی حرکت میں اچانک پیدا ہونے والا تغیر (تبدیلی) ہے۔ وہ ایسے ہوگا کہ لوگ ایک صبح میں سورج کے اس کی اصلی ٹھکانے سے طلوع ہونے کے منتظر ہوں گے، جیسا کہ اس کی پیدائش سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ مگر اچانک سورج مغرب سے طلوع ہوگا، اس وقت توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔

سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں آیات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''کیا یہ لوگ اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا ان کے پاس رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی (بڑی) نشانی آئے جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آ پہنچے گی کسی ایسے شخص کا

ایمان اس کے کام نہیں آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا؛ یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو؛ آپ فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔" (الانعام: ۱۵۸)



سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں احادیث

❀ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تین چیزوں کے ظاہر ہو جانے کے بعد کسی ایسے آدمی کا ایمان لانا اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا جو کہ ان سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا نیک کام کیا ہو ان تین میں سے ایک سورج کا مغرب سے نکلنا دوسرے دجال کا نکلنا تیسرا دابۃ الارض کا نکلنا ہے۔" (مسلم)

توبہ کا دروازہ بند کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ایمان کے بہت سارے پہلو ایمان بالغیب سے وابستہ ہیں۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا تو معاملہ کھلی آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ اور مسئلہ غیب کا نہیں رہے گا۔ تو اس کی حالت بھی فرعون کے ایمان کی طرح ہوگی کہ جب غرق ہونے لگا تو تب کہنے لگا: میں اب ایمان لایا ہوں۔

❀ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو اور آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا تو لوگ اسے دیکھیں گے، سب ایمان لے آئیں گے اس وقت کسی کا ایمان نفع نہ دے گا۔ جو پہلے ایمان لے آیا یا اپنے ایمان میں نیکی نہ کی، اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ دو شخص کپڑے پھیلائے ہوں گے؛ نہ تو خرید و فروخت کرنے پائیں گے اور نہ اسے لپیٹ سکیں گے۔ اور قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ ایک شخص اونٹنی کا دودھ دوھ کر لائے گا لیکن اسے پی نہ سکے

گا۔ اور قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ ایک شخص اپنے مویشیوں کے لیے حوض درست کر رہا ہوگا لیکن اس میں کھلانے پلانے کی قدرت نہ ہوگی، اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک شخص اپنے منہ تک لقمہ اٹھائے گا لیکن کھانے نہ پائے گا۔'' (بخاری)

❀ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ چلتا ہے یہاں تک کہ اپنے قیام کی جگہ عرش کے نیچے آجاتا ہے اور سجدہ ریز ہو جاتا ہے سجدے میں پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اٹھنے کا (بلند ہونے) کا حکم ملتا ہے: کہ جہاں سے آیا ہے وہیں پر لوٹ جا۔ پھر صبح کو نکلنے کی جگہ سے طلوع ہوتا ہے پھر چلتا رہتا ہے؛ یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے نیچے پہنچ جاتا ہے؛ اور پھر سجدہ میں پڑ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے حکم ہوتا ہے کہ اٹھ کر جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔ تو وہ لوٹ جاتا ہے؛ پھر صبح کو اپنے نکلنے کی جگہ سے طلوع ہوتا ہے۔ پھر اس طرح چلتا رہتا ہے پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگوں کو اس کے چلنے میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے نیچے آ جائے گا؛ پھر اسے کہا جائے گا: اٹھ اور مغرب کی طرف سے نکل۔ چنانچہ وہ اس وقت مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کب ہوگا؟ یہ اس وقت ہوگا جب کسی کا ایمان لانا اس کو فائدہ نہ دے گا؛ جب تک کہ وہ اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا ایمان کی حالت میں اس نے نیک کام نہ کیے ہوں۔'' (مسلم)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' قیامت کی ابتدائی علامات میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض کا نکلنا ہے، ان دونوں میں سے کسی کا بھی دوسرے سے پہلے ظہور ہوگا تو اس کے قریب ہی زمانہ میں دوسری علامت ظاہر ہو جائیں گی۔'' (مسلم)

اشکال: بعض لوگوں کے ہاں اشکال وارد ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور پھر دابۃ الارض کا نکلنا ہے، جب کہ دوسری احادیث میں

ہے: پہلی نشانی دجال یا مہدی کا ظہور ہے؛ ان دونوں روایات کے مابین جمع کیسے ممکن ہے؟

جواب: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں احادیث کے مجموعے میں جو بات راجح ثابت ہوتی ہے، (وہ یہ ہے کہ) ''دجال کا خروج قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے۔ جس سے زمین (عالم ارضی یا سفلی) کے بڑے حصے میں احوال کے بدل جانے کی اطلاع دی جائے گی۔ اور اس نشانی کا خاتمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر ہوگا۔ اور یہ کہ سوج کا مغرب سے طلوع ہونا عالم بالا میں تغیر واقع ہونے کی پہلی بڑی نشانی ہے۔ جس کا خاتمہ قیامت کے قائم ہونے پر ہوگا اور شاید کہ چوپایہ اس دن نکلے گا جس دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔'' امام مسلم نے جناب عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

''قیامت کی ابتدائی علامت میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض کا نکلنا ہے ان دونوں میں سے کسی کا بھی دوسرے سے پہلے ظہور ہوگا تو اس کے قریب ہی زمانہ میں دوسری علامت ظاہر ہو جائیں گی۔'' (مسلم)

نیک اعمال میں جلدی کرنے کا حکم

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے اعمال میں سبقت کرو ...... دجال، دھواں، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور عام موت یعنی قیامت اور خاص کسی ایک کی موت۔'' (مسلم)

اس حدیث کے معانی کے بیان میں کلام پہلے گزر چکا ہے۔



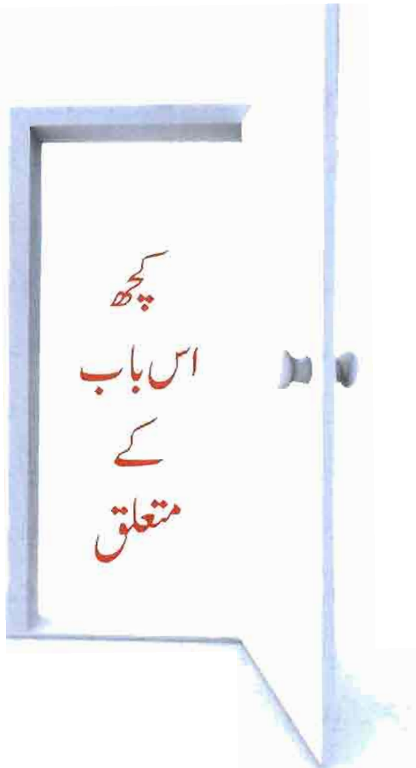




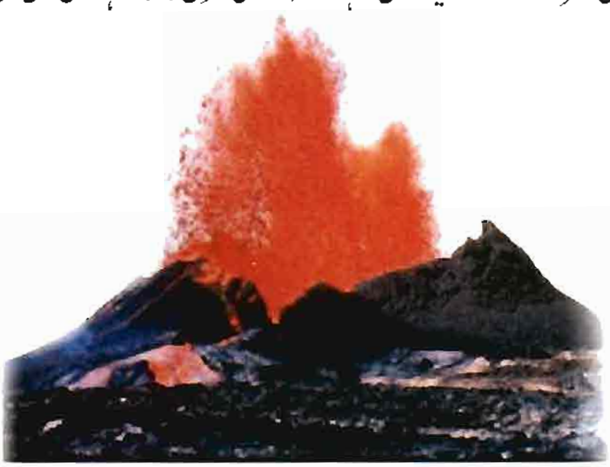
۱۰

وہ آگ جو لوگوں کو حشر کی طرف ہانکے گی

قیامت کی بڑی علامات



قیامت کی آخری نشانی اور تمام نشانیوں کو ختم کرنے والی چیز، یمن سے نکلنے والی آگ ہے، جو لوگوں کو میدان محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ ارض محشر وہ صاف وسفید زمین ہے جو کہ سکے کی طرح برابر ہے جس میں کسی کے لیے بھی کوئی خاص نشانی نہیں ہوگی۔



- اس آگ کی علامات کیا ہوں گی؟
- یہ آگ کیسے نکلے گی؟
- کہاں سے نکلے گی؟
- اس آگ کے بعد کیا ہوگا؟

اس آگ کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث

❀ سیّدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟

انہوں نے عرض کیا: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لوگے۔ دھوئیں؛ دجال؛ دابۃ الارض؛ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے؛ اور سیّدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے اور یاجوج وماجوج اور تین جگہوں کے دھنسنے ایک دھنسنا مشرق میں اور ایک دھنسنا مغرب میں ایک دھنسنا جزیرۃ العرب میں ہونے اور آخر میں یمن سے آگ نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو جمع ہونے کی جگہ کی طرف لے جائے گی۔'' (مسلم)

ایک روایت میں ہے: ''اور آگ جو عدن کے کنارے سے نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی۔'' (مسلم)

❀ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یقیناً قیامت سے پہلے حضرموت کے سمندر سے آگ نکلے گی یا فرمایا کہ حضرموت سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کرے گی؛ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! اس وقت کے لیے آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''تم شام کو لازم پکڑ لو (یعنی ملک شام چلے جاؤ۔'' (مسند احمد)

❀ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں:

''یہودی عالم عبداللہ بن سلام باغیچہ میں میوہ توڑ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کی خبر ہوئی۔ وہ فوراً حاضر خدمت ہوئے؛ اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: ''میں آپ سے تین باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں جن کو ماسوائے نبی کے اور کوئی نہیں بتا سکتا۔'' ایک یہ کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہوگی؟

دوسرے یہ کہ جنتی سب سے پہلے کیا چیز کھائیں گے؟

تیسرے یہ کہ بچہ اپنے باپ یا ماں کے مشابہ کس وجہ سے ہوتا ہے؟

آپ نے فرمایا: ''مجھے ابھی جبریل بتا کر گئے ہیں، ابن سلام نے کہا، جبریل! وہ تو یہودیوں کا تمام

فرشتوں میں سب سے بڑا دشمن ہے، اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا......﴾ آخر تک۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ؟'' قیامت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ ایک آگ اٹھے گی جو آدمیوں کو مشرق سے مغرب کی طرف بھگا کر لے جائے گی؛ اور جنتیوں کو سب سے پہلے مچھلی کا جگر کھانے کو ملے گا۔ اور بچہ کے مشابہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرد عورت میں سے جس کا مادہ منویہ غالب رہتا ہے۔ بچہ اسی کے مشابہ ہوتا ہے اگر ماں کا غالب ہے تو ماں سے اگر باپ کا غالب ہے تو باپ سے عبد اللہ بن سلام نے اس کے بعد کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (بخاری)

اشکال :...... حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' قیامت کی ابتدائی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا؛ اور چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض کا نکلنا ہے۔ ان دونوں میں سے کسی کا بھی دوسرے سے پہلے ظہور ہوگا تو اس کے قریب ہی زمانہ میں دوسری علامت ظاہر ہو جائیں گی۔'' (مسلم)

اس روایت اور قیامت کی وہ نشانیاں جن کا بیان پہلے گزر چکا ہے؛ کے مابین جمع (وتوفیق) کیسے ممکن ہوگی جن میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی آگ کا نکلنا ہے؟

جواب :...... یہاں پر اس روایت سے مقصود قیامت قائم ہونے کی نشانی ہے؛ قیامت کے قریب ہونے کی نشانی نہیں، اس کی تائید بخاری کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں ہے: (قیامت کی سب سے پہلی نشانی کون سی ہے؟) مراد قیامت کا قائم ہونا ہے۔

یہ آگ لوگوں کو میدان حشر میں جمع کرے گی۔ یہ اس آگ کے علاوہ ہے جو حجاز میں ظاہر ہوئی تھی۔ جس سے بصرہ میں بیٹھے ہوئے اونٹوں کی گردنیں روشن ہوگئی تھیں۔ یہ آگ ساتویں صدی ہجری میں ظاہر ہو چکی ہے، یہ قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے ایک تھی۔

لوگوں کو حشر میں جمع کرنے کی کیفیت

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا:

''لوگوں کا حشر تین طرح پر ہوگا ایک گروہ تو رغبت رکھنے والوں کا ہوگا، دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا کہ کسی اونٹ پر دو، اور کسی اونٹ پر تین اور کسی پر چار کسی پر دس آدمی سوار ہوں گے اور بقیہ وہ لوگ ہوں گے جنھیں آگ اکٹھا کرے گی، جہاں وہ لیٹیں گے وہاں وہ لیٹے گی اور جہاں وہ رات گزاریں گے وہیں وہ رات گزارے گی، اور جہاں وہ صبح کریں گے وہ صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہیں وہ شام کرے گی۔'' (بخاری)

اس کا معنی یہ ہے کہ اس آگ سے مقصود لوگوں کو جلانا نہیں ہوگا، بلکہ مقصود انہیں شام کی طرف ارض محشر میں جمع کرنا ہوگا۔ جب لوگ چل پڑیں گے، اور وہ تھک جائیں گے تو قیلولہ کرنے (ستانے) کے لیے یا تھوڑ دیر سونے کے لیے رکیں گے۔ تو آگ بھی رک جائے گی۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوں گے تو آگ ان کی طرف چل پڑے گی، اور انہیں ہانکنا شروع کر دے گا۔ ایسے ہی جہاں کہیں وہ لوگ رات گزاریں گے، یہ رات بھی ان کے ساتھ ہی رات گزارے گی۔ اور جب صبح ہوگی اور لوگ چل پڑیں گے تو یہ آگ بھی ان کے ساتھ ہی چل پڑے گی۔ یہاں تک کہ ان کو لے کر ارض شام میں پہنچ جائے گی۔

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''سچے اور سچے کہے گئے (رسول ﷺ) نے خداوند قدوس ان پر رحمت نازل فرمائے اور سلام نازل فرمائے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ (قیامت کے دن) لوگ تین قسم کے ہوں گے ایک طبقہ تو سوار ہوگا جو کہ کھاتے اور لباس (پہنتے جائیں گے) اور دوسرے طبقہ کو فرشتے ان کے چہروں کو الٹا کر کے ان کو دوزخ کی جانب گھسیٹ لیں گے اور ان کو دوزخ کی جانب لے کر جائیں گے اور تیسرا طبقہ وہ ہوگا جو کہ پاں سے چلے گا اور دوڑے گا خداوند قدوس سواریوں پر آفت ڈال دے گا ان کو سواری نہ مل سکے گی۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کے پاس باغ ہوگا وہ ایک اونٹ کے عوض میں دے دے گا لیکن ان کو اونٹ نہیں ملے گا۔'' (مسند احمد، نسائی)



خاتمہ

میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں کہ جو اس نے ہمارے لیے اس کتاب کو لکھنا اور پورا کرنا آسان کیا۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس سے لوگوں کو فائدہ دے، اور اس کے لکھنے میں نیت کو خالص اپنی رضا کے لیے کر دے۔

میں نے کوشش کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں کو ایک نئے جاذب نظر انداز میں لکھوں، تا کہ قاری اس سے دوہرا فائدہ حاصل کر سکے۔ مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ سے کہ میری خواہش پوری ہو چکی ہوگی اور میرے ارادے بر آئے ہوں گے۔

کتنا ہی بہتر ہوگا کہ اس کتاب کو پڑھنے والا یا پڑھنے والی نوکِ قلم کو سنبھالے، اور میرے لیے اپنی آراء کا اظہار کرے، اپنے ملاحظات سے آگاہ کرے۔ کتاب کے بارے میں اپنے نقطۂ نظر سے ادارہ الفرقان ٹرسٹ کو ای میل یا فون پر ایس ایم ایس کے ذریعہ آگاہ کرے۔ میں اس کی اس مہربانی پر شکر گزار رہوں گا اور پیٹھ کے پیچھے اس کے لیے دعا گو رہوں گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو ہدایت کی توفیق دے۔

ڈاکٹر محمد بن عبد الرحمن العریفي
استاذ عقیدہ و ادیان و مذاہب معاصرہ،
شاہ سعود یونیورسٹی ریاض
arefe5@yahoo.com

فہرست

وہ علامات جو وقوع پذیر نہیں ہوئیں

قیامت کی بڑی نشانیاں



قیامت کی 131 چھوٹی بڑی نشانیاں

نهاية العالم

أشراط الساعة الصغرى والكبرى

مع صور وخرائط وتوضيحات

د/ محمد بن عبدالرحمن العريفي















الفرقان ٹرسٹ
ہماری دعوت
اسلاف کا راستہ

الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا فون: 066-2611270

مکتبة الکتاب حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145